طعامُ طعم وَ شفاءُ سُقم

# آبِ زمزم

غذا بھی دوا بھی

بسم اللہ الرحمن الرحیم لقد صدق اللہ رسولہ الرؤیا بالحق لتدخلن المسجد الحرام ان شاء اللہ

حمیدی

مصنف
یحییٰ حمزہ کوشک
مترجم
رائے خدا بخش کلیار ایڈووکیٹ

طَعَامُ طُعْمٍ وَ شِفَاءُ سُقْمٍ

# آبِ زم زم

غذا بھی دوا بھی



مصنف

یحییٰ حمزہ کوشک

مترجم

رائے خدا بخش کلیار ایڈووکیٹ

الفیصل

ناشران و تاجران کتب

اردو بازار لاہور

# فہرست

## پیش لفظ

زم زم' کامل غذا اور بیماریوں کی شفاء' سعودی نژاد انجینئر جناب حمزہ کوشک کی عربی زبان میں لکھی ہوئی کتاب 'طَعَامُ طُعْمٍ وَ شَفَآءُ سُقْمٍ'' کا اردو زبان میں ترجمہ ہے۔

مصنف کی چاہِ زم زم کے ساتھ بچپن ہی سے دلچسپی اس کتاب کی تصنیف کا محرک بنی۔ مصنف کے اپنے الفاظ میں:

''ہمارا گھر باب صفا کے سامنے واقع تھا اور میرے گھر کے روزنوں سے زم زم کا کنواں بآسانی نظر آتا تھا۔ زم زم کا پانی پینے والوں کا نظارہ میری توجہ کا مرکز بننے لگا اور میں اپنے گھر کے روزنوں سے گھنٹوں حجاج اور اہل مکہ کو زم زم کا پانی پیتے' اُس سے وضو کرتے' اسے جسموں پر ڈالتے اور ان کی زبانوں کو دعا کے لیے مسلسل ہلتے ہوئے دیکھتا رہتا۔'' لہٰذا زم زم کا یہ منظر مصنف کے دل و دماغ پر نقش ہو کر رہ گیا۔

مصنف یو۔ ایس۔ اے میں انجینئرنگ کی تعلیم کے دوران بھی زم زم کے خیال سے غافل نہیں رہے۔ ان کے مشاہدہ میں یہ بات آ چکی تھی کہ چاہِ زم زم کو بوجوہ بیرونی آلودگی لاحق ہو جاتی ہے جس کا ذکر کتاب کے ابتدائی صفحات میں کیا گیا ہے۔ چنانچہ مسلسل غور و فکر کے بعد وہ اس نتیجہ پر پہنچے کہ آب زم زم پینے والوں کو صاف و شفاف حالت میں مہیا کرنے کے لیے اسے 'آلودگی' سے بچانا ضروری ہے اور اس کی تعقیم (Steralization) کے لیے بالائے بنفشی شعاعوں (Ultra Violet Rays) کا استعمال موزوں ترین علاج ہے۔ لہٰذا وطن واپسی پر مصنف کی تجویز کئی مراحل سے گزرتی ہوئی منظور ہوئی اور چاہِ زم زم پر اس کا اپریٹس نصب کر دیا گیا۔

کتاب کی ابتدا اس طرح سے ہوتی ہے۔ ''اللہ تعالیٰ کی مشیت تھی کہ خاتم الانبیاء والمرسلین سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت کا سرچشمہ مکہ مکرمہ بنے' حضرت اسماعیل علیہ السلام اور ان کی والدہ محترمہ کے لیے زم زم کا بہہ نکلنا اللہ تعالیٰ کے اس ارادہ کے یقینی ہونے کی دلیل ہے۔'' ان دل کش اور ایمان افروز الفاظ سے شروع کر کے مصنف نے زمانہ حال تک

چاہِ زم زم کی پوری تاریخ بیان کی ہے۔

مصنف کی تحقیق کے مطابق زم زم کا ظہور اللہ کے آخری رسول ﷺ کی ولادتِ باسعادت سے 2572 سال قبل ہوا۔ چنانچہ زم زم اس وقت سے لے کر تا ایں دم بہہ رہا ہے اور تا قیامت بہتا ہی رہے گا۔ ہاں البتہ اللہ تعالیٰ کی مشیت سے درمیان میں بعض تاریخی اور جغرافیائی عوامل کے باعث ناپید ہو کر رہ گیا۔ حتیٰ کہ اس کا نام و نشان تک مٹ گیا اور کسی کو معلوم نہ تھا کہ چاہِ زم زم کی جائے وقوع کہاں ہے؟ اس کا دوبارہ ظہور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے جدِّ امجد جناب عبدالمطلب بن ہاشم کے ہاتھوں بڑے معجزانہ طور پر ہوا۔ قارئین کتاب کے متعلقہ باب میں اس دلچسپ اور دل آویز روداد کا مطالعہ فرمائیں گے۔

مصنف نے عام پانی کے کیمیائی و حیاتیاتی تجزیوں کے بالمقابل آبِ زم زم پر تحقیق کر کے اس کے خواص، اس کی فضیلت، اور دنیا بھر کے پانیوں سے افضل ہونے کا بڑی تفصیل اور دلائل کے ساتھ ذکر کیا ہے۔ آبِ زم زم کو جہاں یہ امتیاز حاصل ہے کہ روح الامینؑ نے اسے اللہ عز وجل کے حکم سے اس کے خلیل کے فرزند ارجمند حضرت اسماعیل علیہ السلام کے لیے نکالا، وہیں اسے یہ شرف بھی حاصل ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سینہء اقدس کو آبِ زم زم کے ساتھ غسل دیا گیا اور پھر آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے شوق سے پینا پسند فرمایا، نہ صرف مکہ مکرمہ میں بلکہ مدینہ منورہ میں طلب فرما کر نوش فرمایا۔

اعتقاد و تجربات کی بنا پر مسلمانوں کا ایمان ہے کہ آبِ زم زم میں ہر مرض کی شفاء موجود ہے، اس کو جس مقصد کے لیے پیا جائے وہ حاصل ہوتا ہے اور لمبی مدت تک انسان کچھ کھائے اور پیے بغیر صرف آبِ زم زم پر زندہ رہ سکتا ہے۔ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو آبِ زم زم کے ساتھ خاص شغف حاصل تھا۔ انھوں نے اسے ''شراب الابرار'' کا نام دیا ہے۔

کتاب میں ثابت کیا گیا ہے کہ آبِ زم زم کے بنیادی مصادر آلودگی پیدا کرنے والے تمام جراثیم سے پاک ہیں۔ یہ پانی زہریلے عناصر سے مبرّا اور اس میں انسانی صحت کے لیے تمام ضروری نمکیات مناسب مقدار میں پائے جاتے ہیں۔ کتاب میں جدید سائنس کی روشنی میں اس پانی کی تحقیقات، تجزیات اور بعض تصاویر پر مبنی مکمل رپورٹ پیش کی



گئی ہے۔

اس طرح یہ کتاب اپنے موضوع کے لحاظ سے ایک جامع دستاویز ہے جسے فاضل مصنف کو اس شکل میں پہلی مرتبہ منظرِ عام پر لانے کی سعادت حاصل ہے۔

عربی متن کا اردو ترجمہ کرنے کی ذمہ داری اپنے احباب جناب محمد فیصل صاحب اور جناب اکرام الحق صاحب کی فرمائش پر مجھے قبول کرنا پڑی۔ اگرچہ میرے لیے یہ کام ایک بڑا بار تھا تاہم اللہ تعالیٰ سے اجر کی امید اور احباب کی خاطر کا خیال دل میں جاگزیں رہا، حالانکہ میرے پیشِ نظر اس وقت جناب یوسف القرضاوی رحمہ اللہ تعالیٰ کی عربی کتاب ''**العبادة فی الاسلام**'' کا اردو ترجمہ تھا۔ اس کام کا آغاز بعون اللہ تعالیٰ اب ہو چکا ہے۔ یہاں میں یہ اظہار کر دینا ضروری سمجھتا ہوں کہ کتاب میں چٹانوں کی بناوٹ سے متعلق باب اور کچھ تھوڑا سا دیگر مواد غیر ضروری سمجھتے ہوئے چھوڑ دیا گیا ہے نیز کتاب کے ترجمہ کے دوران کیمیائی اور حیاتیاتی تجزیوں کے سلسلہ میں مجھے اپنے بیٹے ڈاکٹر محمد اسد سلمہ اللہ سے تعاون لینا پڑا ہے۔

پروف ریڈنگ محترم جناب عبدالوکیل علوی صاحب نے فرمائی۔ اللہ تعالیٰ انھیں اور اس سلسلہ میں معاونت فرمانے والے دیگر حضرات کو اجرِ عظیم سے نوازے! اس کام میں جو کمی کوتاہی میری وجہ سے رہ گئی ہو، اس موضوع سے دلچسپی رکھنے والے فاضل حضرات سے استدعا ہے کہ وہ اس کا ازالہ فرمائیں۔ **وما التوفیق الا باللہ العظیم**۔

خاکسار

خدا بخش کلیار ایڈووکیٹ

291۔ گرین ویو کالونی فیصل آباد۔

۱۵ رمضان المبارک ۱۴۲۲ھ (یکم نومبر 2001)

# زندہ معجزہ

زندہ معجزے دو ہیں، ایک قرآن، دوسرا آب زم زم، جن کا فیضان قیامت تک کے لیے جاری وساری کر دیا گیا ہے۔

معجزے کی دو قسمیں ہیں: (۱) باطنی وروحانی، جیسے نبی اور رسول کی صداقت، تزکیہ، تعلیم، ہدایت، معصومیت وغیرہ۔ اس کی بہترین مثال اللہ کا آخری کلام قرآن مجید ہے جو ایک ابدی، آفاقی اور زندہ معجزہ ہے جو اپنے اثر ونفوذ سے بنی نوع انسان کی معجزانہ رہنمائی اور ہدایت کا فریضہ انجام دیتا رہے گا۔

(۲) ظاہری و مادی، ارضی وسماوی معجزے۔ یہ وقتی، عارضی اور فانی ہوتے ہیں اور لوگوں کو حق کی طرف بلانے کے لیے بطور آیت (نشانی) دکھائے جاتے ہیں۔ ایسے معجزوں کی فہرست بڑی طویل ہے، صرف چند ایک کی طرف اشارہ کرنا مناسب ہو گا۔ حضرت ابراہیمؑ کے لیے آتش نمرود گلزار بنا کر نمرود اور اس کی قوم کے لیے بہت بڑا معجزہ دکھایا۔ حضرت صالح علیہ السلام کو قوم ثمود کی طرف پیغمبر بنا کر بھیجا اور پتھر سے ایک اونٹنی نکال کر ان کے لیے نشانی اور آزمائش ٹھیرایا۔ حضرت داؤدؑ کے لیے پہاڑوں اور پرندوں کو تابع کر دیا۔ حضرت سلیمانؑ کے لیے ہوا، جنات اور جانوروں کو مسخر کر دیا گیا اور ملکہ سبا اور اس کے تخت کو سلیمانؑ کے دربار میں آن واحد میں پہنچا دیا گیا۔ حضرت موسیٰؑ کو بے شمار معجزے دیئے گئے۔ عصا کو اژدہا بنا کر ساحروں کی جادوگری کا خاتمہ کر دیا۔ ان کے لیے دریا کو پایاب کر دیا۔ حضرت عزیرؑ کو سو سال تک موت کی آغوش میں رکھنے کے بعد دوبارہ زندہ کر دیا اور اس عرصے میں ان کا سامان خورد و نوش ویسے کا ویسا رہا۔ حضرت عیسیٰؑ کی پیدائش بغیر باپ کے ہوئی۔ وہ مادر زاد اندھوں اور کوڑھیوں کو ہاتھ پھیر کر اللہ تعالیٰ کی قدرت سے بینا اور

تندرست کر دیتے۔ رسول کریم ﷺ کا معجزہ شق القمر، پانی کے پیالے میں اپنی انگشت مبارک ڈالیں تو انگلیوں سے پانی پھوٹ پڑا اور بہت سے لوگوں نے وہ پانی پیا اور وضو بھی کیا۔ غزوہ خندق کے موقع پر ایک دو آدمیوں کے کھانے میں اللہ تعالیٰ نے اتنی برکت ڈال دی کہ ۸۰ صحابہ کرامؓ نے وہی کھانا سیر ہو کر کھایا۔ ایک سفر میں ۱۳۰ صحابہؓ آپ ﷺ کے ہم رکاب تھے۔ دو سیر آٹے سے سارے صحابہؓ کو سیری ہو گئی وغیرہ

ان تمام مذکورہ ظاہری و مادی معجزات میں سے آب زم زم کو میں زندہ معجزہ اس لیے کہتا ہوں کہ پانچ ہزار سال سے، جب سے کہ حضرت اسماعیلؑ کی والدہ محترمہ حضرت ہاجرہ نے اپنے معصوم اور تشنہ لب بیٹے کی پیاس بجھانے کے لیے صفا اور مروہ کی پہاڑیوں کے درمیان مضطربانہ چکر لگاتے ہوئے یہ قدرتی کنواں دریافت کیا تھا، اس وقت سے آج تک بنی نوع انسان کے لیے یہ سرچشمہ فیض اپنا دامن کشادہ کیے ہوئے ہے، اور جیسا کہ زیر نظر کتاب کے مطالعے سے معلوم ہوتا ہے، اس کی کشادگی اور وسعت میں، ہزار ہا سال کے کثیر استعمال کے باوجود، کمی کی بجائے برابر اضافہ ہو رہا ہے۔

آب زم زم کی فضیلت کا اس سے بڑا ثبوت اور کیا ہوگا کہ خود پیغمبر الزمان ﷺ نے بڑے اشتیاق سے پیا اور کھڑے ہو کر پیا، حالانکہ آپ ﷺ عام حالات میں کھڑے ہو کر پینے یا کھانے کو نہایت معیوب خیال فرماتے تھے۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے صلح حدیبیہ کے مذاکرات کے دوران قریش کے ایک شخص کو اس بات پر حدیبیہ میں مامور کیا کہ وہ زم زم لائے۔ وہ لایا اور آپ ﷺ اسے واپسی میں مدینہ بھی ہمراہ لے کر گئے"۔ اس طرح فتح مکہ کے بعد آنحضور ﷺ نے مکہ کے عامل اور خطیب سہیل بن عمروؓ کے نام فوری تعمیل کے لیے ایک مراسلہ صادر فرمایا۔ "میرا خط تم کو جس وقت ملے، اگر شام کو ملے تو صبح تک انتظار نہ کرنا اور اگر صبح کو ملے تو شام ہونے سے پہلے مجھے زم زم کا پانی روانہ کر دینا"۔

آب زم زم تو ہے ہی زندگی افروز چشمہ رواں، اس سے بھی زیادہ حیرت انگیز اس



سرچشمے کا منبع "چاہ زم زم" ہے، جس کی پراسراریت کی تہ تک آج تک کوئی نہیں پہنچ سکا۔ بڑے بڑے انجینئر اس کی قدرتی انجینئرنگ کو دیکھ کر، تھک ہار کر بیٹھ گئے۔ زیر نظر کتاب کے مصنف یحییٰ حمزہ کوشک اور ان کے والد چاہ زم زم کے نگران انجینئر رہے ہیں۔ کنوئیں کی گہرائیوں کے ایک ایک میٹر سے بخوبی واقف ہونے کے باوجود کہتے یہی ہیں کہ اللہ کی باتیں اللہ ہی جانے۔ انہوں نے اپنے مشاہدات اور تجربات کی روشنی میں چاہ زم زم کے ظہور سے لے کر جدید ترین تعمیرات و توسیعات تک پانچ ہزار سالہ تاریخ کو گویا کوزے میں بند کر دیا ہے۔ نہ صرف تاریخ، بلکہ آب زم زم کی تقسیم کے موجودہ نظام، چاہ زم زم کی پیمائش، اور اس سے پھوٹتے ہوئے چشمے، آب زم زم کے خواص اور اس کے مختلف نام، سرور دو عالم ﷺ کا آب زم زم نوش فرمانا، آب زم زم پینے کے آداب، آب زم زم کا دنیا کے تمام ملکوں اور شہروں میں لے جانا، آب زم زم کی کیمیائی ترکیب اور اب تک کئے جانے والے کیمیائی تجزیوں کا تجزیہ، غرض ہر پہلو پر کماحقہ، روشنی ڈالی ہے۔ عربی سے اردو میں ترجمے کا حق رائے خدا بخش کلیار (ایڈووکیٹ) نے ادا کیا ہے اور خوب ادا کیا ہے۔ قبل ازیں وہ مفتی طرابلس الشیخ ندیم الجسر کی تصنیف "قصۃ الایمان بین الفلسفہ والعلم والقرآن" کو "فلسفہ، سائنس اور قرآن" کے عنوان سے اردو میں منتقل کر چکے ہیں۔ اب ان کے اس خوبصورت، سلیس اور کامیاب ترجمے سے اردو زبان کے دینی ادبیات میں زمزم کے اچھوتے موضوع پر ایک منفرد اور (غالباً) تنہا کتاب ایزاد ہو گئی ہے۔

آب زم زم بنیادی طور پر پینے کا پانی ہے۔ اس سے زیادہ مصفا، مقطر، شفاف، پاکیزہ اور صحت بخش پینے کا پانی کرہ ارض پر موجود نہیں ہے۔ اس کے کیمیائی خواص اور طبی فوائد پر ڈاکٹر خالد غزنوی صاحب نے اپنی تصنیف "طب نبوی اور جدید سائنس" میں بڑی قابلیت اور جامعیت سے روشنی ڈالی ہے، جس میں بتایا گیا ہے کہ سرطان، ذیابیطس، بلڈ پریشر، تیزابیت، بدہضمی اور دوسرے متعدد امراض کا شافی علاج ہے۔ باقاعدگی سے زم زم پینے سے حافظہ بہتر ہو جاتا ہے۔ آنکھوں میں اس کے قطرے بطور دوا ڈالے جائیں تو متعدد

امراض چشم کا علاج ہے اور بینائی بڑھاتا ہے، وغیرہ۔ یہ محض کاغذی نسخہ نہیں ہے، ہزاروں سال کا آزمودہ اکسیری نسخہ ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ ایسی نعمت ہے جس سے مستفید ہونے والا بڑا خوش نصیب ہے۔ آنحضور ﷺ نے آب زمزم کھڑے ہو کر نوش فرمایا، اور اس موقع پر جو خصوصی دعا مانگی، میں عاجز بھی حضور ﷺ کی اس دعا میں شریک ہوتا ہوں۔

﴿اَللّٰهُمَّ اِنّی اسألک عِلمًا نَافعًاوَ رِزقاً وَاسعًاوَ شفاء من کُلّ داءٍ﴾

''اے اللہ! میں تجھ سے مانگتا ہوں علم نافع، رزق کشادہ اور تمام بیماریوں سے شفاء''

ڈاکٹر اسرار احمد
امیر تنظیم اسلامی





# اس دنیا کا آب کوثر

انسان اپنے مادی وجود کے لیے جن اسباب کا محتاج ہے' ان میں پانی اور ہوا غیر معمولی اہمیت رکھتے ہیں۔ اگر چند لمحات کے لیے ایک شخص کو ہوا میں سانس لینے سے محروم کر دیا جائے تو اگر اس کی موت واقع نہ بھی ہو جب بھی یہ چند لمحات اس کے دماغ' دل اور نظام جسم کو خطرناک حد تک نقصان پہنچانے کا باعث بن جاتے ہیں اور بعض اوقات دماغ کی موت واقع ہو جاتی ہے۔ یہی شکل پانی کے سلسلہ میں پائی جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں آسمان سے پانی اتارنے، زمین سے چشمے جاری ہونے اور دریاؤں کے ذریعہ پانی کی فراہمی کو انسان کی زندگی اور کاروبار حیات کے حوالہ سے اپنی آیات سے تعبیر کیا ہے۔ اس طرح عذاب الٰہی کی ایک شکل یہ بھی ہے کہ خشک سالی مسلط کر دی جائے' بارشیں نہ ہوں دریاؤں اور چشموں کا پانی اتر جائے' زیر زمین پانی کی سطح کم ہو جائے۔

قرآن کریم کا مطالعہ ظاہر کرتا ہے کہ عذاب اور انسان کے اچھے یا برے اعمال کا براہ راست تعلق ہے۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ملنے والے انعامات اور عذاب کی مختلف شکلیں انسانوں کے اعمال سے مناسبت رکھتی ہیں۔ آج کے انسان نے جس طرح مشینوں کو اپنے اوپر مسلط کر کے فضاء میں زہریلی گیسوں اور پانی میں نقصان دہ فاضل مادوں کی مقدار کو بڑھا دیا ہے اس کے بعد معاشی اور موسمی ماہرین کا کہنا ہے کہ آئندہ صدی میں جنگیں زمینی رقبے پر نہیں پینے کے پانی کے ذخائر پر ہوں گی۔

لیکن زم زم جس پانی کا نام ہے وہ عام پینے کے پانی سے بہت مختلف چیز ہے۔ یہ اس دنیا کا آب کوثر ہے۔ یہ بجائے خود اللہ تعالیٰ کے معجزات' آیات اور شعائر میں سے ایک علامت ہے۔ یہ ظاہر کرتا ہے کہ ایک وادی غیر ذی ذرع میں جہاں میلوں تک پانی کا نام

نشان نہ پایا جائے کس طرح اللہ سبحانہ وتعالٰی انسانوں کی ہدایت کے لیے انبیاء کرام کے سلسلہ کو تکمیل تک پہنچانے کے لیے اور اللہ کی رضا کے لیے اس وادی میں تن تنہا رہنے کی ہمت کرنے والی ماں، اماں ہاجرہ اور ان کے گود کے بچے اور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے جد حضرت اسمٰعیل کے مقام کو بلند کرنے کے لیے اپنے خاص فرشتے حضرت جبرئیل کے ذریعہ اس چشمہ کو رواں کروایا۔ یہ لازماً اس کی ایک آیت ہے جو قیامت تک دین ابراہیمی کی صداقت کی شہادت دیتی رہے گی۔

آب زم زم پر کیمیائی تحقیق اور اس کے طبی اثرات پر غور وفکر کے بعد مسلم علماء نے جو معلومات فراہم کی ہیں، ان کا ایک عکس انجینئر یحییٰ حمزہ کوشک کی اس تحریر میں نظر آتا ہے لیکن اگر یہ تحقیقات نہ بھی کی جاتیں جب بھی ایک مسلمان کا ایمان اسے یہ بتلاتا ہے کہ اگر اس چشمہ یا کنویں کا پانی سیدہ ہاجرہ اور سیدنا اسمٰعیل علیہ السلام کو زندگی بخش سکتا ہے تو قیامت تک ہر حق کے پیاسے کی پیاس بجھانے کے ساتھ ساتھ اس کی روح وجسم دونوں کو غذا بھی فراہم کرسکتا ہے۔ اس کا ایک گھونٹ جب اس نیت سے پیا جائے کہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے پینا پسند فرمایا اور حج وعمرہ کے دوران اتنا کثرت سے پیا کہ پسلیوں اور شکم مبارک کے درمیان خلا باقی نہ رہا تو صرف اس تعلق کی بنا پر اس کا ہر مرض سے شفا دینا ایک ایمانی حقیقت بن جاتا ہے۔ بظاہر یوں محسوس ہوتا ہے کہ ساقی کوثر صلی اللہ علیہ وسلم سے قبل اس کے کہ وہ اپنے امتیوں کی ضیافت آب کوثر سے فرمائیں اور اس دنیا میں بھی زمزم کے ذریعہ نگاہوں کو دھو کر شفاف بنانے، زبان کو دھو کر ذاکر بنانے، جسم کو طاہر بنانے اور پورے وجود کو اللہ رب کریم کی رضا وخوشنودی کا تابع کردینے کے لیے اسے اپنی سنت بنا دیا کہ جو بھی اس پانی کو سنت سمجھتے ہوئے استعمال کرے وہ نہ صرف اپنے آپ کو اللہ تعالٰی کی محبت سے وابستہ کرسکے بلکہ روز محشر کوثر کا طلب گار بھی بن سکے۔ آخر حجر اسود کو مقام احترام دلانے والی بات اس کا ایک سیاہ پتھر ہونا ہے یا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لب مبارک کا اس کو بوسہ دینا۔ اسوۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے تعلق کے اثرات نہ صرف

مسلمانوں کے قلب و دماغ پر بلکہ اس کے جسم پر بھی ظاہر ہوتے ہیں یہی سبب ہے کہ پندرہ صدیوں سے دنیا کے ہر گوشے سے ہر سال آنے والے لاکھوں زائرین نہ صرف اللہ کے گھر میں دیوانہ وار طواف کر کے اللہ کے لیے اپنے آپ کو قربان کرنے کے عزم کا اظہار کرتے ہیں اور زم زم کی شراب الابرار سے سیراب ہو کر، شفاء عافیہ، صافیہ، سالمۃ، اور مبارکہ سے اپنے گناہوں کے داغ دھو کر نئے سرے سے زندگی شروع کرتے ہیں جیسے وہ آج ہی دنیا میں وارد ہوئے ہوں۔

زم زم کی تاریخ امت مسلمہ کی تاریخ ہے۔ اس کے پانی کے سہارے ایک زمین پر پاؤں رگڑتے بچے (صلی اللہ علیہ وسلم) نے نہ صرف اپنی پیاس اور بھوک بجھائی وہ اتنا قوی ہوا کہ اپنے والد، ابوالانبیاء حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ساتھ مل کر قیامت تک کے لیے مرکز انسانیت و رشد و ہدایت خانہ کعبہ کی تعمیر کی۔ یہ ہماری تاریخ کا ایک سنگ میل ہے جو ہمیں شاہراہ نبوت پر خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچاتا ہے۔

زیر نظر تحقیق اس لحاظ سے قابل تحسین ہے کہ چند صفحات میں زم زم کی ساڑھے چار ہزار سال سے زیادہ طویل تاریخ کے تذکرے پر مبنی ہے' ساتھ ہی جدید سائنسی تحقیقات اور زم زم کے بآسانی حجاج و زائرین پہنچانے کی داستان کو ہمارے سامنے تصاویر اور جدولوں کی مدد سے واضح کر دیتی ہے۔ گو مصنف نے جابجا مورخین اور محققین کا ذکر کیا ہے معروف کتب کے نام بھی درج کیے ہیں لیکن کتاب میں باقاعدہ حوالوں کا نہ ہونا ایک بہت بڑی کمی ہے۔ گو مصنف کے پر اعتماد کے لیے یہ بات ہی کافی ہے کہ بذات خود زم زم کی جدید تعمیر و توسیع سے وابستہ رہے ہیں اور ان کے والد بھی سرکاری طور پر یہ خدمات انجام دیتے رہے لیکن طالبان علم کو مزید تحقیق پر ابھارنے کے لیے مصادر اور حوالوں کا مکمل طور پر درج کیا جانا ہمارے خیال میں بہت ضروری تھا۔ احادیث کے حوالے بھی شامل ہونے چاہیے تھے۔ ہمیں امید ہے کہ آئندہ طباعت میں مصنف اس طرف ضرور توجہ کریں گے۔

اگر اس کتاب پر مبنی ایک دستاویزی فلم بھی تیار کی جا سکے تو وہ عوام الناس کی تعلیم کے

لیے بہت مفید ہوگی۔ کاش پاکستان ٹی وی جو بہت سے واہیات اور لغو موضوعات پر بھی دستاویزی کام کرتا رہا ہے اس طرف متوجہ ہو اور فنی طور پر ایک اعلیٰ دستاویزی فلم اس کتاب کی مدد سے تیار کرے۔

میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مصنف اور ان حضرات اور اداروں کو جو اس معلوماتی تحقیق کی طباعت ونشر میں شامل رہے ہیں، اعلیٰ اجر سے نوازے اور مسلمان محققین نہ صرف زم زم بلکہ مسلم علماء کو حرمین شریفین سے وابستہ ہر ہر تاریخی سنگ میل پر تحقیق کام کرنے کی توفیق دے۔

پروفیسر ڈاکٹر انیس احمد
ڈین فیکلٹی آف سوشل سائنسز
بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی





بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

## سخنے چند

زم زم کا لفظ سنتے یا پڑھتے ہی قلب وذہن میں محبت وعقیدت کی ایک دنیا آباد ہو جاتی ہے۔ گذشتہ چار ہزار سال سے فیضان نظر اور مکتب کی کرامتوں میں آداب فرزندی سیکھنے والے حضرت اسماعیل علیہ السلام کی پیاس پر فطرت نے کوہ صفا کے دامن میں جبرئیل علیہ السلام کے پاؤں کی ایک ٹھوکر سے ایک ایسا چشمہ جاری کر دیا جو دنیا کے پانیوں میں سے اپنی تاثیر، ذائقے اور فوائد کے لحاظ سے اکسیر اور بے نظیر ہے۔

تاریخ کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ دنیا کے مختلف مذاہب میں پانی کے ساتھ ایک روحانی عقیدت کا تعلق پایا جاتا ہے۔ عیسائی دریائے اردن کے پانی سے عقیدت وابستہ رکھتے ہیں تو ہندوؤں کے نزدیک گنگا کا پانی بہت پوتر ہے۔ مگر جو صداقتیں اور تاریخی روایات زم زم کے ساتھ وابستہ ہیں ان کے مطالعے سے ذہن میں عقیدت کے زمزمے گونجنے لگتے ہیں۔

زمزم کی تاریخی اور شرعی حیثیت کیا ہے؟ اس سلسلے میں دنیا کی مختلف زبانوں میں بہت سا لٹریچر ملتا ہے۔ عربی زبان میں ابن عبدربہ کی ''العقد الفرید'' ازرقی کی ''اخبار مکہ'' التقی الناسی کی ''شفاء الغرام'' استاد حسین باسلامہ کی ''تاریخ تعمیر مسجد الحرام'' نجم الدین بن فہد القرشی کی ''اتحاف الوریٰ'' استاد صالح محمد جمال کی ''اخبار مکہ'' اور حرمین کے سینکڑوں سفر ناموں میں زم زم کا تذکار جمیل ملتا ہے۔ مگر ۱۹۸۳ء میں مہندس یحییٰ حمزہ کوشک کی فکر و کاوش اس پورے لٹریچر پر بازی لے گئی۔ اس کتاب کے فاضل مصنف کے خاندان نے چاہ زمزم کی خدمات کی حفاظت وتوسیع میں جو کارنامے سرانجام دیے، اس کے باعث وہ تمام اسلامیان عالم کے شکریے کے مستحق ہیں۔

مہندس یحیٰی حمزہ کوشک کے والد گرامی شیخ حمزہ مرزوقی مملکت سعودیہ کے والیان اور خادم الحرمین الشریفین آل سعود کے مختلف زمانوں میں چاہ زمزم کے انتظامات کے سلسلے میں متعین رہے ہیں۔ ان کا مکان حرم کعبہ سے متصل باب صفا کے پاس واقع تھا۔ جہاں سے زم زم کا کنواں صاف اور نمایاں دکھائی دیتا ہے۔ مہندس یحیٰی نے اپنے گھر کی کھڑکیوں اور روزنوں سے اس بابرکت منظر کی بہت سی یادیں اپنے دل میں بسا رکھی تھیں جس سے آرزوؤں کا ایک جہان اس کے سینے میں زم زم کی طرح لہریں کھاتا رہتا تھا۔ قدرت کی تدبیر دیکھیے کہ فاضل مصنف نے اپنی تعلیم کے ابتدائی مراحل طے کیے تو تحقیقی علوم کی غرض سے انہوں نے انجینئرنگ کی اعلیٰ تعلیم مصر اور امریکہ میں حاصل کی۔ تعلیم سے فراغت کے بعد انہیں جن مناصب پر کام کرنا پڑا اور جن غیر ملکی کمپنیوں کے ساتھ مشارکت کا موقع ملا' ان کے سپرد مکہ میں پانی کی سپلائی اور زم زم کے انتظامات کو بہتر بنانا بھی تھا۔ آپ کے والد نے وزارت اوقاف کی اجازت سے چاہ زمزم پر پمپ لگانے کا کامیاب تجربہ کیا تو ہنرمند بیٹے نے آب زم زم کو پاکیزہ تر بنانے کے لیے بنفشی شعاعوں کو استعمال کرنے کی ٹیکنیک اختیار کی جو کامیاب رہی اور پھر ۱۹۷۰ء کے لگ بھگ وہ اس پانی کی برقی تبرید کے تجربے میں بھی کامیاب رہے۔ حرم کعبہ کے وسیع ترکیمپس میں اس کنوئیں کے انتظام کو فنی لحاظ سے اب اس قدر بہتر اور مثالی بنا دیا گیا ہے کہ اسے محض رشک اور تشکر کی نگاہوں سے دیکھا جا سکتا ہے۔ جبرئیل علیہ السلام کی ٹھوکر سے پھوٹنے والا چشمہ گذشتہ چار ہزار سال میں کن کن فنی مراحل سے گزرا، یہ کتاب اس کی دلچسپ اور ایمان افروز تفصیلات کو پیش کرتی ہے۔

اس تحقیقی کاوش کے مطالعے سے ہمیں پتہ چلتا ہے کہ تاریخ کے بعض ادوار ایسے گزرے ہیں کہ جن میں یہ کنواں مختلف نوعیت کی آزمائشوں سے دوچار رہا۔ بعض اوقات تو سرے سے ناپید ہو گیا۔ چھٹی صدی عیسوی کے دوران جب کہ سقایہ کی ذمہ داری حضور سرور کائنات حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے دادا عبدالمطلب کے ذمہ تھی تو اس وقت آپ کے ہاتھوں ایک کرامت آمیز واقعے کا ظہور اور صدور ہوا، یاد رہے کہ اس سے پہلے بھی حاجیوں



کو پانی پلانے کی ذمہ داری' جو "سقایہ" کہلاتی ہے، آپ ہی کے خاندان سے متعلق رہی ہے۔ عبدالمطلب کے جد امجد قصی بن کلاب زمزم کے معدوم ہو جانے کے باعث مکہ سے باہر کے کنوؤں سے پانی لا کر پلاتے رہے، پھر مکہ میں ھانی بنت ابی طالب کے گھر وہ کنواں کھودا گیا۔ جسے "العجول" کے نام سے یاد کیا جاتا ہے اور تاریخی لحاظ سے یہ پہلا سقایہ ہے جو مکہ کی بستی کے اندر تیار کیا گیا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دادا عبدالمطلب نے ایک خواب میں زم زم کی علامات دیکھیں تو قریہ نمل کے پاس گوبر اور خون کے درمیان ایک کوے کے کریدنے سے زمزم کا چشمہ ایک مرتبہ پھر معلوم ہو گیا۔ اب گذشتہ چودہ صدیوں سے یہ کنواں مختلف تعمیراتی اور ترقیاتی مراحل سے گزرتے ہوئے کروڑوں اسلامیان عالم کی روحانی تشنگی کو سیراب کر رہا ہے۔ بعثت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے اور بعد میں اس مقدس کنویں کو جن حالات سے دوچار ہونا پڑا اس کی دلچسپ اور دلآویز تفصیلات قارئین کو پیش نظر کتاب کے مطالعے سے فراہم ہوں گی۔

مہندس یحیٰی نے صرف زمزم کے کنویں کے فنی پہلوؤں کو ہی پیش نہیں کیا بلکہ اس سلسلے میں زم زم کی فضیلت پر بھی قلم اٹھایا ہے۔ ہمارے دینی ادب میں اس پانی کو "شراب الابرار" بھی کہتے ہیں جو بیک وقت سیرابی اور سیر شکمی کے ساتھ مختلف نوعیت کی بیماریوں کے لیے بھی شفا کا درجہ رکھتا ہے۔ راقم الحروف کا اس سلسلے میں ایک ذاتی مشاہدہ ہے۔ یہ بندہ بیس سال کے قریب معدے کے السر کا شکار رہا۔ بعض اوقات اس مرض کی شدت نے قریب المرگ بھی کر دیا اور ایک مرتبہ تو السر سے خون رسنے کے باعث صرف اذن ربی اور عزرائیل کا انتظار باقی تھا کہ حق تعالی نے اپنے اس بندے کو ۱۹۹۱ء میں حج کی سعادت سے بہرہ ور فرمایا۔

وہاں حاضری کے موقع پر میں نے زم زم کو اپنی اس بیماری سے چھٹکارے کی نیت سے خوب سیر ہو کر پیا۔ یہ کرم الٰہی اور زم زم کی تاثیر ہے کہ اس کے بعد سے اب تک معدے

کے السر سے مستقل نجات نصیب ہوگئی، واللہ الحمد!

مہندس یحیٰی کی اس تحقیق سے جو بہت سی دوسری تحقیقات پر بھی مبنی ہے، یہ یقین پیدا ہوتا ہے کہ طبی اور شرعی لحاظ سے یہ پانی دنیا کے تمام پانیوں سے افضل ہے۔ اس ضمن میں اس کتاب میں بہت سے تجربات، تحقیقات اور کیمیائی تجزیوں کا ذکر موجود ہے جن سے بالاتفاق ثابت ہوتا ہے کہ یہ پانی ہر قسم کے جراثیم اور بیکٹریا سے پاک ہے بلکہ فنی لحاظ سے یہ بات پیش نظر رہے کہ اس پانی کا ذائقہ اور تاثیر دنیا کے تمام پانیوں سے مختلف اور جدا ہے۔ اس کی تاثیر کی ہزاروں اور لاکھوں روایات تو موجود ہیں مگر تاریخ میں آج تک کوئی ایک روایت نہیں ملتی کہ اس کے پینے سے کسی انسان، پرندے یا مویشی کو کسی قسم کی تکلیف یا ایذا کا سامنا کرنا پڑا ہو۔ یہ تاریخی شہادت اور صداقت ہر لحاظ سے لائق صد اعتبار ہے۔

فاضل مصنف نے مملکت اسلامیہ سعودیہ کے آل سعود کے مختلف فرماں رواؤں کی اس سرپرستی اور خدمات کا تذکرہ بھی جلی حروف میں کیا ہے جس کے باعث زم زم کے اخراج اور تقسیم کا نظام حسن انتظام کا شاہکار بن چکا ہے۔ حجاج کرام اور زائرین کے لیے اس انتظام کے باعث کسی نوعیت کی کوئی مشکل درپیش نہیں۔ اس انتظام کا یہ پہلو لائق رشک ہے کہ اب حرم کعبہ کے علاوہ حرم نبوی اور چند دیگر مساجد میں بھی آب زمزم کی مستقل فراہمی کے انتظامات موجود ہیں۔

یہ اہم اور مفید کتاب ۱۹۸۳ء میں پہلی مرتبہ عربی زبان میں شائع ہوئی۔ اس کتاب کا اردو زبان میں پہلی مرتبہ ایک جامع ترجمہ علم و تاریخ کے ایک فاضل خدا بخش کلیار ایڈووکیٹ کے قلم سے سامنے آ رہا ہے۔ یہ ترجمہ فنی اعتبار سے لائق داد ہے۔ اس کا اسلوب ترجمان سہل، دل نشین اور رواں ہے۔ قاری کو اس کے مطالعے سے کہیں مطالب کے سمجھنے میں دقت نہیں ہوتی۔ اپنی ان خوبیوں کے باعث یہ کتاب قارئین کرام میں انشاءاللہ مقبولیت حاصل کرے گی۔ مقام مسرت ہے کہ اس قدر اہم موضوع پر ایک وقیع کتاب اردو زبان میں شائع ہو رہی ہے جس کے لیے فاضل مترجم کے علاوہ الفیصل ناشرین لاہور کے مہتمم محمد



فیصل بھی اہل علم کے شکریے کے مستحق ہیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر دے اور اس ارمغان علم و تحقیق کو شائقین اور قارئین کے لیے نافع اور مفید بنائے۔ آمین یا رب العالمین۔

پروفیسر عبدالجبار شاکر

بیت الحکمت

۱۰۹ حبیب پارک ملتان روڈ لاہور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

# زمزم

## (کامل غذا اور بیماریوں کی شفاء)

اللہ تعالیٰ کی مشیئت تھی کہ خاتم الانبیاء والمرسلین سیدنا محمد ﷺ کی دعوت کا سرچشمہ مکہ مکرمہ بنے۔

حضرت اسماعیل علیہ السلام اور ان کی والدہ محترمہ کے لیے زمزم کا بہہ نکلنا اللہ تعالیٰ کے اس ارادہ کے یقینی ہونے کی دلیل ہے۔

حضرت ابراهیم علیہ السلام اپنے رب جلیل کے ارشاد کی تعمیل میں اپنی اہلیہ محترمہ حضرت ہاجرہ اور اپنے شیر خوار بیٹے حضرت اسماعیلؑ کے ساتھ بے آباد و بے آب و گیاہ مقام مکہ آئے انہیں وہاں اللہ کے گھر کے جوار میں اتار دیا اور خود وہاں سے چل دیے۔ جب اُن کی نظروں سے اوجھل ہوئے تو اپنے رب کے حضورؒ دعا کرنے لگے۔

((رَبَّنَا إِنِّيٓ أَسْكَنتُ مِن ذُرِّيَّتِي بِوَادٍ غَيْرِ ذِي زَرْعٍ عِندَ بَيْتِكَ الْمُحَرَّمِ' رَبَّنَا لِيُقِيمُوا الصَّلٰوةَ' فَاجْعَلْ أَفْئِدَةً مِّنَ النَّاسِ تَهْوِي إِلَيْهِمْ وَارْزُقْهُم مِّنَ الثَّمَرَاتِ لَعَلَّهُمْ يَشْكُرُونَ))

"پروردگار' میں نے ایک بے آب و گیاہ وادی میں اپنی اولاد کے ایک حصے کو تیرے محترم گھر کے پاس لا بسایا ہے۔ پروردگار' یہ میں نے اس لئے کیا ہے کہ یہ لوگ یہاں نماز قائم کریں' لہٰذا تو لوگوں کے دلوں کو ان کا مشتاق

بنا اور انہیں کھانے کو پھل دے' شاید کہ یہ شکر گزار بنیں۔"

چند دنوں بعد ہاجرہ کے پاس پانی کا جو ذخیرہ تھا وہ ختم ہو گیا اور ان کی چھاتیوں میں دودھ بھی خشک گیا۔ ننھے اسماعیلؑ بھوک سے سخت بے چین ہو گئے تو وہ پانی کی تلاش میں ادھر ادھر بھاگیں دوڑیں۔ (اسی دوران میں) حضرت جبرائیل نے اپنے رب کے حکم سے آب زمزم نکالا۔ حضرت ہاجرہ نے اسے پیا' اپنی پیاس بجھائی' بچے کو پانی پلایا' اور اسے دودھ پلا کر اطمینان کا سانس لیا۔

چاہ زمزم نہائت عمدہ طریقہ سے اللہ کے مقرر کردہ ضابطہ کے مطابق بہنے لگا' اس کے پانی نے لوگوں کو کھینچ کھینچ کر اپنے ماحول میں بسانا شروع کر دیا۔ اور لوگ چاہ زمزم کے گردونواح میں آباد ہوتے گئے۔

(پھر اپنے وقت پر) حضرت ابراہیم و اسماعیل علیہما السلام نے بیت اللہ شریف کی بنیادوں کو استوار کیا اس دوران پانی کا چشمہ ابلتا ہی رہا اور اہالیان مکہ اور حجاج کو سیراب کرتا رہا۔ ایک وقت پھر ایسا آیا حتیٰ کہ تاریخی و جغرافیائی عوامل کے نتیجہ میں چاہ زمزم ایک عرصہ کے لئے دفن ہو کر رہ گیا۔ اور پھر نبی ﷺ کے دادا جناب عبدالمطلب کے ہاتھ پر ظاہر ہوا۔ اس وقت سے لے کر آج تک آب زمزم بطریق احسن بہہ رہا ہے۔ اور جب تک اللہ تعالیٰ چاہے گا بہتا ہی رہے گا۔

چاہ زمزم بیشتر خلفاء' امرا اور حکام کی توجہ کا مرکز بنا رہا مگر جو توجہ اسے سعودی حکومت کے دور میں حاصل ہوئی وہ پہلے کبھی اسے حاصل نہ تھی۔ اس کتاب میں چاہ زمزم کی تاریخ اور اس کے ظہور کے آغاز سے لے کر آج تک مرور زمانہ کے ساتھ ساتھ اس کا دفن ہونا' اس کی کھدائی' اس کی اصلاح اور اس کی خوبصورتی کے لئے کی گئی کوششوں کو پیش نظر رکھا جائے گا۔ نیز کتاب کا مطالعہ کرنے والوں کے لیے ہم جدید سائنس کی روشنی میں آب زمزم سے متعلقہ تحقیقات' تجزیات اور تصاویر پر مبنی رپورٹ بھی پیش کریں گے جو اس سے پہلے زمزم کے متعلق کسی کتاب میں پیش نہیں کی گئی۔ نیز قارمین کے ساتھ ہم اس صورت حال کا جائزہ بھی لینے والے ہیں



جس میں زمزم پر اس آخری عرصہ میں کئی واقعات کا گزر ہوا ہے جس میں میں اس سے متعلق رہا ہوں۔ میری یہ بات عجیب محسوس ہو گی۔ لیکن اس کتاب کے مطالعہ کے دوران قارئین پر خود بخود واضح ہو جائے گا کہ میرے بچپنے سے لے کر آج تک میرے اور زمزم کے مابین ایک غیر محسوس تعلق قائم رہا ہے۔

ہمارا گھر باب صفا کے سامنے واقع تھا اور میرے گھر کے روشندانوں سے زمزم کا کنواں بآسانی نظر آتا تھا۔ زمزم کا پانی پینے والوں کا نظارہ میری توجہ کا مرکز بننے لگا اور میں اپنے گھر کے روزنوں سے گھنٹوں حجاج اور اھل مکہ کو زمزم کا پانی پیتے' اس سے وضو کرتے' اور اسے اپنے جسموں پر ڈالتے دعا کے ساتھ ملتے ہوئے ان کے ہونٹ بھی میری آنکھوں کے سامنے رہتے۔

اس وقت زمزم کا پانی کنویں سے ڈول کے ذریعے نکالا جاتا اور ایک 'ٹین' (Cane) میں ڈال دیا جاتا۔ لوگ اس ٹین۔ سے چلو کے ساتھ یا اپنے کسی برتن کے ذریعے پانی پیتے۔ میں آب زمزم سے متعلق لوگوں کے اس طرح کے اہتمام کے بارے میں دریافت کرتا رہتا۔ اور اس سے وابستہ کئی روایات اور اس کی برکات سنتا رہتا۔ یہ روایات و واقعات میرے دل کی گہرائیوں میں اترتے رہے۔ جب میں دس برس کا ہوا تو ان دنوں میرے والد صاحب وزارت اوقاف میں ایک منصب پر فائز تھے جبکہ شیخ حمزہ مرزوقی چاہ زمزم پر سایہ دار چھتر پھیلانے پر مامور تھے۔ میرے والد محترم لوگوں تک آب زمزم زیادہ سے زیادہ صاف حالت میں مہیا کرنے کی فکر میں لگے رہتے۔ چنانچہ انہوں نے اس موقع سے فائدہ اٹھایا اور وزارت اوقاف کے سامنے چاہ زمزم سے بذریعہ پمپ پانی نکالنے کی تجویز پیش کی۔ وزارت اوقاف نے اس تجویز سے اتفاق کیا لیکن اس کے اخراجات کی ادائیگی اس کام کے اجراء اور کامیابی کے ساتھ مشروط کر دی۔ والد محترم نے اس شرط کو قبول کر لیا اور زیر آب نصب ہونے والے پمپ خرید کر ان میں سے ایک کو نصب کرنے کا کام شروع کر دیا۔ اس سلسلہ میں انہیں زمازمہ اور دیگر لوگوں کی طرف سے تنقید کا سامنا کرنا پڑا۔

بعض لوگوں کو یقین تھا کہ کنویں سے ڈول کے بغیر پانی نکالنا ناممکن ہے اور بعض لوگوں کے اعتراضات اس بنیاد پر تھے کہ یہ پمپ آواز پیدا کریں گے تو بیت اللہ کے ماحول میں نمازیوں اور طواف کرنے والوں کے لئے پریشانی و اضطراب کا باعث بنیں گے۔ اس سب کچھ کے باوجود والد محترم نے پمپ لگانے کا عمل جاری رکھا' حتیٰ کہ پمپ لگانے' اسے چلانے اور کنویں سے اس کے ساتھ پانی نکالنے کا کام کامیابی کے ساتھ پایہ تکمیل کو پہنچ گیا۔ پمپ لگانے کے نتیجے میں پانی خوش ذائقہ ہو گیا کیونکہ ڈول تو کنویں کی سطح سے تیرتے ہوئے پانی کو لیتے تھے جبکہ پمپ اس کی سطح سے چار پانچ میٹر نیچے سے اٹھانے لگا۔ پھر میرے والد کو ایک مزید فاضل (Reserve) پمپ لگانے کا کام سونپا گیا۔

میں اس تمام عرصہ میں اس کام پر پوری توجہ سے غور کرتا رہا اور والد محترم کو ان پمپوں کی تنصیب پر نگرانی کرتے ہوئے دیکھتا رہا۔ میرے دل میں یہ احساس پیدا ہوا اور پختہ ہوتا چلا گیا کہ لوگوں تک پانی کی سپلائی لازماً صاف ستھرے اور صحیح طریقہ سے ہونی چاہیئے۔ چنانچہ شب و روز گزرتے رہے اور ماہ و سال بیتتے رہے اور میں انجینئرنگ کی تعلیم حاصل کرنے کے لئے قاہرہ اور پھر ماسٹر کی ڈگری کے حصول کے لیے ریاستہائے متحدہ امریکہ چلا گیا۔ لیکن زمزم تھا کہ ایک لمحہ کے لئے بھی میرے ذہن سے غائب نہ ہوا۔ میری ماسٹر کی ڈگری کا موضوع مکہ مکرمہ سمیت مملکت میں پانی کے دو جال بچھانا تھا جنہیں ملک کی ایک ضرورت سمجھا گیا تھا۔ چنانچہ مطالعہ کے دوران مجھے یہ باور ہو گیا کہ آب زمزم کے ساتھ بیرونی آمیزش اور اختلاط لاحق ہوا ہے جس کا باعث پانی نکالنے کے لیے ڈول کا مسلسل استعمال اور حاجیوں کا کنویں کے جوار میں نہانا اور دھونا تھا کیونکہ اس وقت چاہ زمزم کے اردگرد نالیاں تھیں اور نہ پانی کی نکاسی کا کوئی انتظام۔ چنانچہ آب زمزم کو جراثیم سے پاک کرنے اور سب لوگوں کے دلی اطمینان کے ساتھ پینے کے قابل بنانے کے لئے طویل تحقیق کے بعد میں اس نتیجے پر پہنچا کہ آب زمزم کو جراثیم سے پاک کرنے کے جملہ طریقوں میں



سے محفوظ ترین طریقہ بالائے بنفشی شعاؤں (Ultra Voilt Rays) سے کام لینا ہے۔ چنانچہ میں نے اپنی ماسٹر کی ڈگری کے مقالہ (Thesis) میں اس کی طرف اشارہ کر دیا۔ یہ سال ۱۹۷۰ء کا واقعہ ہے۔

میری اپنے ملک واپسی پر مجھے وزارت داخلہ میں بلدیاتی امور کی ذمہ داری پر متعین کر دیا گیا۔ اور آب زمزم کی تعقیم بذریعہ بالائے بنفشی شعائیں زیر بحث آئی۔ مجھے مطلوبہ آلات بنانے والی کمپنیوں سے ان آلات کی ترکیب اور اخراجات معلوم کرنے کیلئے رابطہ کرنے کو کہا گیا جنہیں چاہ زمزم پر نصب کرنا مطلوب تھا۔ ساتھ ہی وزارت اوقاف اور مشاورتی کمپنیوں کے ساتھ پانی کے دو جال بچھانے کی بات چلی۔ وزارت نے واٹسن کنسلٹنٹ کمپنی سے اس معاملہ میں میرے مقالہ (Thesis) میں پیش کردہ مواد پر تبصرہ کرنے کو کہا۔ چنانچہ کمپنی نے میرے پیش کردہ مواد کی تائید کی۔

پھر وزارت نے مجھے اسی کمپنی میں تبدیل کر دیا اور کچھ عرصہ بعد وزارت سے متعلقہ میرے فرائض میں کمی آئی۔ اور میں واٹسن مشاورتی کمپنی کا شریک کار بن گیا۔ اس دوران میں ملکی وزارت مال و اقتصاد نے واٹسن کمپنی کو مطاف کو وسیع کرنے' چاہ زمزم کے داخلی دروازوں کو تبدیل کرنے' آب زمزم کو صاف ستھرا بنانے' کنویں کے جوار اور حرم کے اندرون و بیرون آب زمزم کی تقسیم کے محفوظ ترین طریقے پر رپورٹ پیش کرنے کو کہا۔ نیز بارشوں کے پانی اور حرم کے اندر اور باہر سے پانی کے نکاس کے کام پر رپورٹ پیش کرنے کی ھدایت کی۔ میں ان دنوں مکہ مکرمہ میں واٹسن کمپنی کے دفتر میں ملازم تھا۔ اور ان تجاویز اور سفارشات سے متعلق رپورٹوں کی تیاری کا کام کیا کرتا تھا۔ اس سے مجھے یہ موقع میسر آیا کہ میں چاہ زمزم کے لئے وہ کچھ پیش کروں جس کا خواب میں عمر بھر دیکھتا رہا۔ یعنی آب زم زم کی تعقیم اور وہ اس طرح سے کہ اس کی خصوصیات اور اس کے مخصوص ذائقہ میں فرق نہ آنے پائے۔ چنانچہ میں نے بالائے بنفشی شعاعوں کے ذریعے آب زم زم کی تعقیم کی تجویز پیش کی۔ اور وزارت مال و اقتصاد کو پیش کرنے کے لیے مطلوبہ ابتدائی رپورٹ بھی

تیار کر دی گئی۔ نیز مکبر کے گرانے اور اس کے ازالہ کے ساتھ مطاف کی گنجائش و مطاف کے دائرہ کو حرم کی بنیادوں تک وسیع کرنے، مطاف جدید کے محیط سے آب زمزم کے گیٹ کو نکالنے، کنویں کے کمرے کے اندر اور حرم کے ہر طرف آب زم زم کو مخصوص ٹوٹیوں (نوافیرا) کے ذریعے تقسیم کرنے کی رپورٹ بھی مکمل ہو گئی تاکہ حرم کے اندر اس پانی کو نہانے دھونے اور وضو کے لئے استعمال نہ کیا جائے، تاکہ بالائے بنفشی شعاعوں کے ذریعے پانی کی تعقیم کی۔ تکمیل ممکن ہو جائے۔ اسی طرح سے مرکزی تبرید (Central Cooling) یا مستقل تبریدی اکائیوں کے ذریعے برقی تبرید (Electrical Cooling) کی رپورٹ بھی مکمل ہو گئی۔ ساتھ ہی ساتھ صراحیوں کے اندر دیکھ نہ سکنے کے باعث صراحیوں کے ذریعے پانی کی تقسیم کی ممانعت کی تجویز بھی تاکہ آلودگی (Pollution) سے بچا جا سکے، اور زم زم کے ٹھنڈے پانی کی پلاسٹک کی بوتلوں میں نقل و حمل اور حرم میں ٹھنڈے، صاف ستھرے اور پینے والوں کے لیے لذیذ پانی کی سپلائی کی رپورٹ بھی مکمل ہو گئی۔ چنانچہ میرے اور وزارت صحت کے مابین معاہدہ کی بنیاد پر کنویں سے ڈول کے ذریعے پانی نکالنا کلی طور پر روک دیا گیا اور وزارت مال کے ساتھ بالائے بنفشی شعاعوں کے ذریعے تعقیم کا فیصلہ ۱۳۹۴ھ کے حج سے پہلے ہی ہو گیا۔ چنانچہ طے شدہ کام عملاً شروع ہو گیا۔

وزارت مال کا واٹسن کنسلٹنٹ کمپنی کے ساتھ باقی ماندہ معاہدہ کی مفصل تحقیقاتی رپورٹ پیش کرنے کے معاوضہ جات سے متعلق اختلاف پیدا ہو گیا۔ چنانچہ وزارت مال نے پاکستانی انجینرز کو مطاف کی توسیع، آب زم زم کی تعقیم و تبرید، ٹوٹیوں کے ذریعے پانی پینے پلانے اور آب زم زم کی نالیوں کی منتقلی، میری ان تجاویز کے مطابق جو میں نے واٹسن کمپنی میں اپنی ملازمت کے دوران پیش کی تھیں، پر مفصل رپورٹ پیش کرنے کا کام سونپا۔ قبل ازیں کچھ عرصہ سے میں واٹسن کمپنی کی ملازمت ترک کر چکا تھا اور ذاتی مشاورتی ادارے کے لئے یکسو تھا۔ مزید برآں کہ مجھے پاکستانی مشاورتی



کمپنی نے اپنا مشیر بنانا ضروری سمجھا جیسا کہ اس سے قبل انجینئر مرحوم علی بتونی جو بن لادن فاونڈیشن کے ساتھ حرم کی تعمیرات سے متعلق تھے اور حرم کے جدید و قدیم نقشوں سے بخوبی واقف تھے، نے مجھے اپنا مشیر بنایا تھا۔ میں نے پاکستانی انجینئرز کی تجاویز کی نگرانی کی اور بالائے بنفشی شعاعوں کے ذریعے آب زمزم کی تعقیم، اس کی تبرید، اس کی تقسیم کے لئے پائپ بچھانے اور اس کے استعمال کے کام پر معائنہ کی ذمہ داری قبول کر لی۔ نیز مطاف کی مطلوبہ توسیع کے امور، اور اس کے کام کے آغاز سے متعلق وزارت مال کے اعلیٰ ذمہ داران کے ساتھ میرا اتفاق ہو گیا۔

۱۳۹۹ھ میں جب مطاف کی توسیع کا کام شروع ہوا تو چاہ زمزم کے مداخل (Gate ways) کو مطاف سے ہٹا کر نئی جگہ منتقل کرنا ضروری ہو گیا تاکہ توسیع آسان ہو جائے اور جب بن لادن فاؤنڈیشن نے مطاف اور چاہ زم زم پر مشتمل حجرہ کی توسیع کے لئے بنیادوں اور کنویں کے ارد گرد کو کھودنا شروع کیا تو کئی مقامات سے زمینی پانی پھوٹ نکلا۔ چنانچہ رئیس عام برائے امور حرمین شریفین کو آب زمزم میں کسی قسم کے دیگر پانی کے داخلے سے محفوظ رکھنے کی تجویز پیش کی گئی جس سے انہوں نے اتفاق کیا۔ اور اس موضوع پر رپورٹ پیش کرنے کے لئے ایک وزارتی کمیٹی کی تشکیل دی گئی۔ اس کمیٹی نے متعلقہ تجاویز پر غور کرنے کے بعد وزارت زراعت و آبپاشی سمیت دیگر متعدد وزارتوں سے متعلق فنی ماہرین پر مشتمل ایک دوسری کمیٹی کی تشکیل کی سفارش کی۔ میں ان دنوں منطقہ غربی کے محکمہ آب رسانی و نکاسی آب کے مدیر عام کے منصب پر فائز تھا۔ فنی کمیٹی کی طرف سے مجھے چاہ زمزم کے مصادر (چشموں) کے پیش نظر اس کی وضع قطع اور اس کے فیڈرز سے متعلق تحقیق کا کام سونپا گیا۔ نیز یہ کہ آیا اندر سے اس میں کسی دیگر پانی کے داخل ہونے کا کوئی راستہ ہو سکتا ہے؟ اس طرح کے اتفاقات ہوتے رہے اور میرے اور چاہ زمزم کے مابین ایک غیر محسوس تعلق قائم رہا۔ چنانچہ کام شروع ہو گیا اور کئی قسم کی پیش رفت ہوتی رہی اور کئی رکاوٹیں اور تعطلات پیش آتے رہے۔ اس کتاب میں اُن

سب کا ذکر ہم بالتفصیل کریں گے۔ انشاء اللہ۔

۱۴۰۰ھ میں جب حرم پر معروف حادثات واقع ہوئے تو مجھے مکہ مکرمہ میں منطقہ غربی کیلئے آب رسانی و نکاسی آب کے ناظم عمومی کی حیثیت سے طلب کیا گیا۔

ان افسوس ناک واقعات کے دوران میں ذمہ داران کے ساتھ مصروف کار تھا کیونکہ میں حرم کے مجاری (Drainage)، پانی کی لائنوں کے جال، حرم کے اندرونی نقشوں، اس کے تعمیری پہلوؤں اور عمارت کی تفصیلات سے واقف تھا اس لحاظ سے کہ اس سے پہلے جب میں واٹسن کمپنی کا شریک کار تھا تو اس عرصہ میں میں نے حرم کے خاکے تیار کئے تھے، اور باغی پارٹی جس نے حرم پر قبضہ کر لیا تھا کے کامل صفایا سے پہلے چاہ زمزم کے گرد و نواح سے پانی کی نکاسی اور کنویں کے معائنہ کا کام مجھے سونپا گیا کیونکہ وہ پمپ جن سے بن لادن فاونڈیشن زمینی پانی کی نکاسی کا کام بارش کے پانیوں کی ڈرینج کے ذریعے لے رہی تھی، بجلی کا کرنٹ منقطع ہو جانے کے باعث رک گئے تھے۔ لہٰذا ان پانیوں کی سطح کنویں کے منہ سے بلند ہو گئی اور وہ کنویں میں داخل ہو گئے۔ چنانچہ یہ کام میں نے غیر معمولی حالات میں کیا تاہم کنویں کی صفائی مکمل طور پر ہو گئی اور وہ پہلے سے بھی بہتر حالت میں ہو گیا۔ کتاب کا مطالعہ کرنے والے کے سامنے جلد ہی ان امور کی مکمل تفصیل آ جائے گی نیز یہ بھی واضح ہو جائے گا کہ اس کام میں کیا کیا مشکلات پیش آتی رہیں۔

امیر ماجد بن عبدالعزیز گورنر مکہ مکرمہ و رئیس مجلس ادارہ مصلحت و نکاسی آب برائے علاقہ غربی نے مجھے ان تصاویر پر مبنی رپورٹ پیش کرنے کو کہا جو آب زمزم کے سرچشموں کی سمتوں سے متعلق اور جو مواد کنویں سے نکالا گیا، سے متعلق تیار کی گئی تھیں کیونکہ اس رپورٹ کو جلالۃ الملک شاہ خالد بن عبدالعزیز نے طلب فرمایا تھا، چنانچہ مطلوبہ رپورٹ اور ویڈیو فلم کے ریکارڈ کے کام کو مکمل کیا گیا جسے شاہ خالد کو اھل مکہ کی ایک مجلس میں جو ان کے استقبال کے لئے منعقد کی گئی تھی، پیش کیا گیا۔ اور یہ ۱۴۰۱ھ میں ہوا۔ پھر سعودی ٹیلیویژن نے چاہ زمزم سے متعلق کئے گئے



کاموں کی تشریح و توضیح کے لیے انٹرویو لیا۔ اور اسے نشر کیا جسے ناظرین کی ایک کثیر تعداد نے ریکارڈ کیا۔

سال ۱۳۹۹ھ اور ۱۴۰۰ھ کے دو سالوں میں چاہ زمزم کی صفائی ستھرائی کے کاموں میں کئی طرح کی ذمہ داریوں میں میرا حصہ ہے اور ان میں میری مشارکت ہے میں اس مرحلہ پر امور حرمین کے رئیس عام شیخ ناصر بن احمد راشد اور ان کے ادارے کے ارکان کا، اور جدۃ الاسلامی ایئرپورٹ کے ناظم جناب فواد مختار کا شکریہ ادا کئے بغیر نہیں رہ سکتا کہ انہوں نے مصری غوطہ خور محمد یونس و شوقی عبدالحمید اور پاکستانی غوطہ خور محمد لطیف کی خدمات ہمیں مستعار دیں اور میں ان غوطہ خور حضرات کا بھی شکر گزار ہوں کہ ان کے بغیر اس کام کی تکمیل ممکن نہ تھی۔ اور اسی طرح سے میں جامعہ ملک عبدالعزیز کے مرکز تحقیقات حج اور اس کے مدیر چیف انجینئر جناب عنقاوی، استاد علم الجراثیم اور ان کے علاوہ جامعہ کے اھل ترین اساتذہ کا شکر گزار ہوں کہ انہوں نے اس کام میں مساعی جمیلہ صرف کیں۔ اسی طرح مصلحت و مجاری آب علاقہ غربی کے انجینئر جناب فواد عالم نے ڈرائنگ سے متعلق اور ماہرین علوم الارض خالد بانا و علی مہری باجودہ نے یومیہ رپورٹوں کی تیاری میں شرکت فرمائی۔ ناقابل فراموش ہے روک کمپنی کی معاونت سامان اور کارکنان کی فراہمی کے سلسلہ میں اور اسی طرح ناقابل فراموش ہیں محمد بن لادن سے برادر یحییٰ اور ان کے کارکنان کی مساعی جمیلہ۔

آخری دنوں میں کئی واقعات پے در پے رونما ہوتے رہے اور ان میں سے خاص طور پر زمینی پانی کی تہ نشینی اور آب زمزم پر اس کا اثر انداز ہونا تھا۔ چنانچہ میں نے اس صورت حال پر ایک رپورٹ تیار کر کے بتاریخ ۱۴۰۲/۲/۱۴ افسران بالا کو ارسال کی۔ میں نے اس رپورٹ میں آب زمزم پر زمینی پانی کی تاثیر سے متعلق اپنا نقطہ نظر پیش کیا۔ اس رپورٹ میں میری مہیا کردہ معلومات پر شاہ معظم نے میرے ساتھ اپنے تشکر و امتنان کا اظہار فرمایا۔

# چاہ زمزم کا ظہور

تاریخ، حدیث اور دیگر بہت سی کتابوں میں چاہ زمزم کے اولین ظہور کا بڑے اہتمام سے ذکر کیا گیا ہے۔ روایت کیا جاتا ہے کہ سب سے پہلے اسے حضرت جبرائیل علیہ السلام نے حضرت اسماعیلؑ جبکہ وہ چھوٹے سے تھے اور پیاسے تھے، کی پیاس بجھانے کے لئے ظاہر کیا۔ پھر اسے حضرت خلیل علیہ السلام نے کھودا اور یہ واقعہ اس طرح ہے کہ اللہ عزوجل نے حضرت ابراھیم خلیلؑ کو شام سے چل کر اللہ کے محترم شہر جانے کا حکم دیا۔ چنانچہ وہ براق پر سوار ہوئے اور اسماعیلؑ کو آگے بٹھایا اور حضرت ھاجرہ کو پیچھے جبکہ اسماعیلؑ ایک شیر خوار بچے تھے اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ وہ دو سال کے تھے۔ حضرت جبرائیلؑ بھی بیت اللہ کی نشاندہی کرنے کے لیے ان کے ہمراہ تھے۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا جاتا ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ جب حضرت اسماعیلؑ کی والدہ اور حضرت ابراھیم کی دوسری زوجہ محترمہ حضرت سارہ کے مابین مناقشت پیدا ہوئی تو حضرت ابراھیم حضرت اسماعیلؑ اور ان کی والدہ حضرت ہاجرہ کے ہمراہ مکہ مکرمہ آ گئے۔ حضرت اسماعیل اس وقت شیر خوار بچے تھے۔ والدہ اسماعیلؑ کے پاس ایک برتن میں پانی تھا جس میں سے خود پیتیں اور اپنے بچے کو پلاتیں۔ ان کے پاس کوئی دیگر زاد نہ تھا۔ ابن عباس نے (صفا اور چاہ زمزم کے مابین اشارہ کرتے ہوئے) کہا کہ حضرت ابراھیم ان کو مسجد کے بالائی حصہ میں زمزم سے اوپر ایک لمبے درخت کی طرف لے گئے اور ان دونوں کو اس درخت کے نیچے اتار دیا اور خود اپنی سواری پر وہاں سے نکل کھڑے ہوئے۔ والدہ اسماعیلؑ حضرت ہاجرہ آپ کے پیچھے آئیں اور آپؑ سے پوچھا کہ انہیں اور ان کے بچے کو کس کے سپرد کئے جا رہے ہیں۔ انہوں نے جواب دیا کہ اللہ عزوجل کے سپرد کر رہا ہوں۔ حضرت



ہاجرہؑ نے کہا کہ میں اللہ عزوجل کے سپرد کیے جانے پر راضی ہوں۔ چنانچہ ابراھیمؑ روانہ ہو گئے اور جب پہاڑی کے پاس پہنچے اور ایک روایت کی رو سے کدیٰ کے پاس پہنچے جہاں سے وہ انہیں نظر نہ آتے تھے تو انہوں نے بیت اللہ کی طرف متوجہ ہو کر ہاتھ اٹھائے اور یہ دعا کی:

((رَبَّنَا اِنِّیْ اَسْکَنْتُ مِنْ ذُرِّیَّتِیْ بِوَادٍ غَیْرِ ذِیْ زَرْعٍ عِنْدَ بَیْتِكَ الْمُحَرَّمِ رَبَّنَا لِیُقِیْمُوا الصَّلٰوةَ فَاجْعَلْ اَفْئِدَةً مِّنَ النَّاسِ تَهْوِیْۤ اِلَیْهِمْ وَارْزُقْهُمْ مِّنَ الثَّمَرٰتِ لَعَلَّهُمْ یَشْكُرُوْنَ))

"پروردگار میں نے ایک بے آب و گیاہ وادی میں اپنی اولاد کے ایک حصے کو لا بسایا ہے۔ پروردگار، یہ میں نے اس لئے کیا ہے کہ یہ لوگ یہاں نماز قائم کریں، لہٰذا لوگوں کے دلوں کو ان کا مشتاق بنا اور انہیں کھانے کو پھل دے، شاید کہ یہ شکر گزار بنیں۔"

ابن عباسؓ کہتے کہ حضرت ہاجرہ والدہ اسماعیلؑ اپنے بچے کو اٹھائے واپس آئیں اور اس درخت کے نیچے بیٹھ گئیں اور بچے کو اپنے پہلو میں لٹا لیا۔ پانی والے برتن کو لٹکا دیا۔ اس میں سے پانی پیتیں اور بچے کو دودھ پلاتیں حتیٰ کہ برتن کا پانی ختم ہو گیا اور ان کا دودھ بھی خشک ہو گیا۔ بچے کو شدید بھوک لگی حتیٰ کہ حضرت ہاجرہ نے اسے حالت غیر میں دیکھا چنانچہ وہ بچے کی موت کے خوف سے غمگین ہو گئیں۔ حضرت انن عباسؓ کہتے ہیں کہ ام اسماعیلؑ صفا کی طرف گئیں اور پہاڑی پر چڑھ گئیں تاکہ وہاں سے وادی میں کسی کو اچھی طرح سے دیکھ سکیں۔ پھر انہوں نے مروہ کی طرف دیکھا اور کہا کہ کیوں نہ ہو کہ میں (بچے کی موت کے منظر سے) گریز کرتے ہوئے ان دو پہاڑیوں کے درمیان چلتی رہوں تاکہ بچہ میری نظروں سے اوجھل ہی فوت ہو جائے۔ ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ ام اسماعیلؑ تین یا چار مرتبہ ان پہاڑیوں کے درمیان دوڑیں اور اس دوران انہوں نے بطن وادی کو دوڑ کر ہی پار کیا۔ ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ پھر ام اسماعیلؑ اپنے بیٹے کی طرف لوٹ کر آئیں تو انہوں نے

اسے ہچکیوں کی حالت میں اسی طرح پایا جس طرح کہ پہلے چھوڑ کر گئی تھیں۔ اس حالت میں دیکھ کر انہیں اور دکھ ہوا۔ وہ پھر صفا کی طرف لوٹیں تاکہ بچے کو بحالت جان کنی دیکھنے سے گریز کریں اور پہلے کی طرح صفا و مروہ کے درمیان چلتی رہیں۔ ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ ان دو پہاڑیوں کے درمیان انہوں نے سات چکر لگائے۔ انہوں نے فرمایا کہ ابوالقاسم ﷺ نے فرمایا کہ اسی لئے لوگ صفا و مروہ کے درمیان چکر لگاتے ہیں۔ پھر ام اسماعیلؑ اپنے بیٹے کو دیکھنے کے لیے لوٹیں مگر اسے اسی طرح ہچکیاں لیتے ہوئے پایا۔ اس وقت انہوں نے ایک آواز سنی۔ انہوں نے آواز کی سمت پلٹ کر دیکھا مگر وہاں آواز کے ساتھ کوئی نہ تھا۔ بولیں کہ میں تیری آواز سنتی ہوں اگر تیرے پاس کوئی خیر ہے تو میری دادرسی کر۔ اس پر حضرت جرائیلؑ ان کے سامنے ظاہر ہوئے اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ حضرت ہاجرہ نے اچانک زمزم کے مقام پر ایک فرشتہ دیکھا۔ وہ اس کے پیچھے پیچھے گئیں اس نے اپنے پاؤں سے کنویں کی جگہ ضرب لگائی۔ ایک روایت میں ہے کہ فرشتہ نے کنویں کو گھاٹی میں سے نکالا' ایک اور روایت میں ہے کہ فرشتہ نے گھاٹی کی طرف اشارہ کیا۔ اور ایک مزید روایت ہے کہ جرائیلؑ نے اپنے ہاتھ سے کریدا' چنانچہ جہاں سے جبرئیلؑ نے کریدا وہیں سے پانی نکل پڑا۔

ابن ھشام کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے جبرئیل علیہ السلام کو مبعوث کیا اور انہوں نے زمین میں ایک گھاٹی کی طرف اشارہ کیا اور پانی نکل پڑا۔ ام اسماعیلؑ نے درندوں کی آواز سنی وہ اپنے بیٹے کے بارے میں خوفزدہ ہو گئیں اور اس کی طرف تیزی کے ساتھ آئیں مگر اسے اپنے رخسار کے نیچے پانی میں ہاتھ مارتے اور پیتے ہوئے پایا اور سمجھ لیا کہ بچہ ابھی زندہ ہے۔

ابن عباسؓ کا قول ہے کہ ابوالقاسم ﷺ نے فرمایا کہ ام اسماعیلؑ نے مٹی کا ایک حوض بنا کر اسے بند کر دیا اس خوف سے کہ کہیں ان کے برتن لانے سے قبل ہی ختم نہ ہو جائے۔ آنحضور ﷺ نے فرمایا کہ ام اسماعیلؑ اگر اسے اسی حال میں



رہنے دیتیں تو وہ ایک چشمہ کی صورت میں جاری رہتا۔

ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ ام اسماعیل اپنا برتن لے کر آئیں اس میں پانی بھرا خود پانی پیا اور بچے کو دودھ پلایا۔ حضرت جبرئیل نے ان سے کہا یہاں اللہ کا گھر ہے۔ یہ بچہ اور اس کا والد اس کی تعمیر کریں گے۔ تمہارے لیے یہاں ہلاکت کا کوئی خوف نہیں۔ اللہ تعالیٰ ابراھیمؑ کے اھل کو ضائع نہ کرے گا۔

حضرت ہاجرہ اپنے بیٹے کے ساتھ زمزم کے پاس مقیم رہیں اور حضرت ابراھیمؑ دن میں ایک مرتبہ براق پر سوار ہو کر ان کو ملنے کے لئے آتے' یہ بھی کہا جاتا ہے کہ جمعہ کے روز ایک مرتبہ آتے' یہ بھی کہا جاتا ہے کہ مہینے میں ایک مرتبہ آتے اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ سال میں ایک مرتبہ آتے۔ المواھب میں الحافظ نے کہا نیز سعد بن ابراھیم نے عامر بن سعد سے اور انہوں نے اپنے باپ سے روایت کیا ہے کہ خلیل علیہ السلام ہر روز شام سے براق پر سوار ہو کر ہاجرہ کو ان کے ساتھ گھرے انس اور اداسی کے باعث ملنے کے لئے آتے۔

ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ حضرت ہاجرہ انہی حالات میں گزر اوقات کر رہی تھیں کہ شام کی طرف سے قبیلہ جرھم کا ایک قافلہ نشیبی راہ سے گزرا' قافلے نے پانی پر ایک پرندہ دیکھا تو قافلے میں سے ایک شخص نے کہا کہ اس وادی میں نہ تو کوئی پانی تھا اور نہ کوئی انیس' اس پر انہوں نے دو ایلچی بھیجے جو ام اسماعیلؑ کے پاس آئے ان سے کلام کیا اور حیرت زدہ اپنے قافلے کی طرف لوٹے اور قافلے والوں کو اس جگہ کی خبر دی۔ چنانچہ پورا قافلہ وہاں آیا اور حضرت ہاجرہ کو سلام کہا' انہوں نے سلام کا جواب دیا۔ قافلہ والوں نے پوچھا کہ یہ پانی کس کا ہے؟ ام اسماعیلؑ نے جواب دیا' یہ میرے لئے ہے۔ انہوں نے پوچھا کیا آپ اجازت دیتی ہیں کہ ہم یہاں آپ کے قریب اس پانی کے پاس سکونت اختیار کر لیں۔ ام اسماعیلؑ نے اثبات میں جواب دیا۔ ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ ابوالقاسم ﷺ نے فرمایا "ام اسماعیلؑ کو انسانی معاشرت پسند تھی جو انہیں حاصل ہو گئی" چنانچہ جرھم نے وہاں ڈیرے ڈال دیئے اور اپنے

اھل و عیال کو بھی بلا بھیجا۔ وہ حضرت ہاجرہ اور ان کے بیٹے کی ہمسائیگی میں لمبے درخت کے نیچے ٹھہر گئے اور اس کے جوار میں چھپر بنا لئے۔ حضرت اسماعیلؑ جوان ہو گئے۔ اس دوران میں انہوں نے قافلے والوں سے عربی زبان بھی سیکھ لی' قبیلہ جرھم نے اپنی ایک خاتون کو حضرت اسماعیلؑ کی زوجیت میں دے دیا۔ اس کے بعد زیادہ عرصہ نہیں گزرا کہ حضرت ہاجرہ فوت ہو گئیں جب کہ ان کی عمر ۹۰ سال تھی۔ حضرت اسماعیلؑ نے ان کی نعش انہیں پتھروں کے درمیان دفن کر دی۔

فاکہی نے روایت کیا ہے کہ خلیل علیہ السلام نے چشمہ (زمزم) کے بہ نکلنے کے بعد اسے کھودا۔ فاکھی نے روایت کیا کہ حضرت ابراھیم علیہ السلام اور ذوالقرنین کے مابین زمزم سے متعلق ایک قصہ بیان کیا جاتا ہے۔ اس نے بتایا کہ ہمیں عبداللہ بن عمران مخزومی نے سعید بن سالم کے حوالے سے اور سعید نے عثمان بن ساج کے حوالے سے کہ ہمیں وھب بن منبہ سے حدیث ماثورہ میں یہ بات پہنچی ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ سرزمین مکہ میں پانی تھا اور نہ ہی کسی کو اس میں جائے قرار حاصل تھی حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت اسماعیلؑ کے لیے زمزم کو کھول کر پھیلا دیا۔ اس پانی کے باعث اس وقت یمن کا ایک قبیلہ مکہ میں آیا اور اس نے وہاں سکونت اختیار کر لی۔ اس قبیلہ کے لوگ جرھم کہلاتے تھے مگر وہ قوم عاد سے نہیں تھے جیسا کہ بعض نے ایسا کہا ہے۔ اگر وہ پانی نہ ہوتا جو اللہ تعالیٰ نے اسماعیلؑ کے لیے نکالا تھا تو ان دنوں کسی کے لیے وہاں ٹھہرنا ممکن نہ ہوتا۔ عثمان نے کہا کہ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ زمزم "سابق" تھا یعنی پہلے سے ہی وہاں موجود تھا حالانکہ وہ جبرئیلؑ کے اثر سے تھا۔ وہ اس روز سے ہی اسماعیلؑ کے لئے تھا جس روز کہ جبرئیلؑ نے اسے زمین پھاڑ کر نکالا تھا جبکہ اسماعیلؑ اور ان کی والدہ پیاسے تھے۔ اس کے بعد حضرت ابراھیمؑ نے کنواں کھودا۔ پھر اس پر ذوالقرنین نے قبضہ کر لیا۔ اور میرا گمان یہ ہے کہ ذوالقرنین نے حضرت ابراھیمؑ سے اپنے لئے اللہ سے دعا کی درخواست کی تھی۔ حضرت ابراھیمؑ نے کہا کہ تمہارے لیے دعا کیسے کروں جب کہ تم نے میرے کنویں کو خراب کر دیا



ہے۔ ذوالقرنین نے کہا کہ اس میں میرا کوئی قصور نہیں۔ کیونکہ ذوالقرنین کو کسی نے یہ نہ بتایا تھا کہ وہ کنواں حضرت ابراھیمؑ کا ہے چنانچہ مصالحت ہو گئی۔ اور حضرت ابراہیمؑ نے ذوالقرنین کو تحفہ میں گائیں اور بکریاں دیں۔ پھر ابراھیمؑ نے سات مینڈھے لئے اور انہیں اکٹھا باندھ دیا۔ ذوالقرنین نے کہا "ابراھیمؑ ان مینڈھوں کی کیا خصوصیت ہے" ابراھیمؑ نے فرمایا کہ یہ مینڈھے قیامت کے دن گواھی دیں گے کہ چاہ زمزم ابراھیمؑ کا تھا۔

کتاب مقدس جو یہود و نصاریٰ کے پاس ہے کے واقعات کی تحقیق کرنے والوں نے کہا ہے کہ حضرت اسماعیلؑ مسیح علیہ السلام کی پیدائش سے ۱۹۱۰ سال پہلے پیدا ہوئے۔ اور یہ وہ تاریخ ہے جو ان محققین سے قبل مسعودی اور دیگر عرب مورخین کی رائے سے متفق ہے۔ حضرت اسماعیلؑ کی اپنے والدین کے ہمراہ مکہ میں آمد ان کے سال پیدائش میں ہی تھی۔ چنانچہ جب حضرت اسماعیلؑ کا سال پیدائش' پیدائش مسیحؑ سے ۱۹۱۰ سال قبل شمار ہوتا رہے گا اور اگر مکہ میں اپنے والدین کے ہمراہ ان کی آمد کا وہی سال ہے تو خود زمزم کا ظہور بھی وہی سال ہی سمجھا جاتا رہے گا۔ ھجری تقویم کے لحاظ سے اس کا ظہور اللہ کے رسول محمد ﷺ کی ولادت باسعادت سے قریباً ۲۵۷۲ سال قبل ہے۔ اور ہمارے اور زمزم کے ظہور کے مابین ہجری تقویم کے اعتبار سے ۴ ہزار سال کے عرصہ کا فاصلہ ہے۔

# چاہ زمزم کا معدوم ہو جانا

قبیلۂ جرہم کے لوگ آب زمزم پیتے رہے اور اُس کے پاس آباد رہے جب تک کہ ان کا وہاں رہنا اللہ کی مشیئت کے موافق تھا تاآنکہ زمزم کا چشمہ خشک ہو گیا اور اس کے نشانات مٹ گئے اور اس کا کوئی اثر باقی نہ رہا۔ اھل علم میں زمزم کے خشک ہو جانے اور کنویں کے مٹ جانے سے متعلق آراء میں اختلاف پایا جاتا ہے۔ بعض اسے جغرافیائی اسباب کے ساتھ منسوب کرتے ہیں اس بنیاد پر کہ یاقوت الحموی نے تاریخ مکہ میں زمزم کے ادوار بیان کرتے ہوئے کہا ہے "اس (زمزم) پر زمانے گزرتے رہے اس کے دھارے گہرے ہوتے گئے' بارشوں نے اسے مٹا دیا اور اس کا کوئی اثر باقی نہ رہا۔" لیکن بعض مؤرخین زمزم کے معدوم ہونے کو تاریخی عوامل کے ساتھ منسوب کرتے ہیں۔ چنانچہ بعض اھل علم نے کہا ہے کہ جب قبیلۂ جرہم کے لوگوں کی نظروں میں حرم کا وقار گر گیا اور انہوں نے بیت اللہ کی حرمت پامال کر ڈالی۔ بیت الحرام کی طرف خفیہ یا اعلانیہ آنے والے مال ہڑپ کر گئے اور اس کے علاوہ دوسرے بڑے نامناسب اعمال کا ارتکاب کرتے رہے تو آب زمزم خشک ہو کر منقطع ہو گیا' اس کا محل وقوع مسلسل مٹتا رہا اور اس پر وقتاً فوقتاً یکے بعد دیگرے سیلاب آتے رہے حتیٰ کہ اس کے محل وقوع کا نام و نشان باقی نہ رہا۔ عمرو بن الحارث بن مضاض بن عمرو الجرھمی نے حرم میں ظلم کے ارتکاب اور بیت اللہ کے معاملات کو بہت ہلکا سمجھ لینے سے متعلق جرہم کو تنبیہہ کی اور انہیں اللہ کے غضب سے ڈرایا اور ان سے کہا کہ مکہ شہر کسی ظالم کے لئے جائے قرار نہیں' لہٰذا توبہ کرو اس سے قبل کہ اللہ تعالیٰ کسی کو تم پر مسلط کر دے جو تمہیں ذلیل و رسوا کر کے مکہ سے نکال دے پھر بیت اللہ کے طواف کی آرزو کرو گے مگر تم



ایسا نہ کر سکو گے۔ لیکن جب اس کا فرمان نافذ ہوا اور اس کی نصیحت نے بھی کچھ کام نہ کیا تو اسے کعبہ میں موجود سونے کے دو ہرنوں اور قلعی تلواروں کے بارے میں ان کے شر کا خوف محسوس ہوا۔ چنانچہ اس نے رات کے وقت ان کی نظر سے بچا کر ان چیزوں کو زمزم کے مقام میں دفن کر دیا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے خزاعہ کو جرھم پر مسلط کر دیا اور انہوں نے انہیں حرم سے نکال باہر کیا اور جب تک اللہ تعالیٰ نے چاہا کعبہ پر خزاعہ کی تولیت اور مکہ پر ان کی حکومت قائم رہی۔ اس دوران ایک لمبے عرصے تک زمزم تک کا محل وقوع نامعلوم رہا۔

اور بعض مورخین نے یہ کہا ہے کہ مکہ کے سرداروں میں سے ایک سردار مضاض بن عمرو الجرھمی اپنے دشمنوں کے ساتھ جنگ میں الجھا ہوا تھا جو اس کی شکست پر تمام ہوئی۔ اور اس نے سمجھ لیا کہ اس کے دشمن جلد ہی اسے مکہ سے نکال دیں گے تو اس نے فیصلہ کیا کہ انہیں مکہ کے اعلیٰ ترین پانی پر آنے سے روک دے چنانچہ اس نے چاہ زمزم میں سونا اور بعض دیگر اشیاء چھپا دیں' اسے مٹی سے بھر دیا اور اس کے نشانات کو مٹا دیا۔ اور ان اشیاء کے چھپانے کے کام میں قدرت نے بھی اس کی امداد کی اور (کنویں کی جگہ) پر بکثرت ریت چڑھا دی حتی کہ وہ محو ہو کر رہ گیا۔ اس کے بعد مضاض نے یمن کی طرف راہ فرار اختیار کی۔

اہل مکہ پانی کے حصول کے جدید مقامات کی تلاش کے لئے مجبور ہو گئے لہٰذا انہوں نے دوسرے کنویں کھودے اور ان میں سے سب سے بڑا کنواں بیرون مکہ تھا۔ اس وقت پانی کے حصول کا واحد ذریعہ زیر زمین پانی ہی تھا کیونکہ قدرت نے بھی انہیں باقاعدہ زوردار بارشوں سے اور مکہ کو بہتی ہوئی نہروں اور ابلتے ہوئے پانی کے چشموں سے محروم کر دیا تھا۔

عبدالمطلب اکبر کے جد امجد قصی بن کلاب چمڑے کے مشکیزوں میں مکہ کے بیرونی کنوؤں سے پانی لا کر حاجیوں کو پلاتے تھے۔ جن میں سے ایک میمون الحضرمی کا کنواں تھا۔ پھر قصی نے ام ھانی بنت ابی طالب کے گھر کے مقام پر (العجول) کنواں

کھودا اور پانی پلانے کا وہ پہلا سقایہ تھا جو مکہ میں کھود کر قائم کیا گیا۔ جب عرب اس سے پانی حاصل کرتے تو رجز پڑھتے اور کہتے۔

ہم العجول سے سیراب ہو کر جاتے ہیں
بلاشبہ قصی نے وفاداری اور سچائی کی

"العجول" قصی کی زندگی میں اور اس کی موت کے بعد بھی قائم رہا۔ اس دوران میں قصی کا بیٹا عبد مناف پیدا ہوا۔ (اتفاق سے) بنی جعیل کا ایک آدمی "العجول" میں گر گیا لہٰذا اس کا استعمال ترک کر دیا گیا' اور وہ دفن ہو کر رہ گیا۔ چنانچہ ہر قبیلہ نے اپنے لئے ایک ایک کنواں کھود لیا۔ بنو تمیم بن مرہ نے (الجفر) کھودا اور وہ مرہ بنت کعب کا کنواں تھا۔ عبد شمس بن عبد مناف نے ایک دوسرا کنواں کھودا اور اس کا نام (الطوی) رکھا۔ اور ہاشم نے بھی (سجلہ) کنواں کھودا جو بنی ہاشم کی ملکیت میں رہا حتیٰ کہ عبدالمطلب نے چاہ زمزم کے کھودنے کا اعادہ کیا اور (سجلہ) کنواں نوفل بن عبد مناف کی اولاد کو تحفہ میں دے دیا۔ امیہ بن عبد شمس نے (الحفر) کنواں کھودا اور اس کے پانی کو اپنی ذات کے فائدے کے لئے مختص رکھا۔ بنو سہم نے (الغمر) نامی کنواں کھودا اس وقت بیرون مکہ بہت سے کنویں تھے جن کی تاریخ اولین زعماء قریش مرہ بن کعب وکلاب بن مرہ کے عہد کی طرف لوٹتی ہے اور ان میں سے سب سے زیادہ مشہور ایک کنواں (رم) تھا جسے مرہ بن کعب بن لوئی نے کھودا تھا اور دوسرا کنواں (خم) تھا جسے کلاب بن مرہ نے کھودا تھا۔



# عبدالمطلب بن ہاشم کے ہاتھ سے چاہ زمزم کا دوبارہ ظہور

مکہ شہر ارتقائی منازل طے کرتے ہوئے ایک بڑا شہر بن گیا۔ یہ بڑا مقام اسے کعبہ شریف کے وجود' ترقی یافتہ تجارت اور جغرافیائی محل وقوع کے باعث حاصل ہوا۔ اھل مکہ نے بالعموم اور قریش نے بالخصوص کعبہ شریف اور حجاج سے متعلقہ واجبات کی ادائیگی کی بنیاد پر ایک امتیازی حیثیت حاصل کر لی۔ قبیلہ قریش کے پاس پندرہ مناصب تھے جو انہوں نے باہمی منافرت ومناقشت سے بچنے اور باہم توازن قائم رکھنے کے لیے قریش کے مختلف خاندانوں میں تقسیم کر رکھے تھے۔ انہوں نے ایسا اس لئے بھی کیا تاکہ مکہ میں امن و امان قائم رہے اور حجاج اور تجار ہر سال مکہ کی طرف سفر کرنے کا حوصلہ پاتے رہیں۔ مناصب میں سے افضل سدانہ' سقایہ اور رفادہ تھے۔

سدانت یا حجابت کا حامل کعبہ کی دربانی کرتا ہے اور اسی کے ہاتھ میں اس کی کنجیاں ہوتی ہیں' وہ لوگوں کے لئے' اس کا دروازہ کھولتا اور بند کرتا ہے۔ سدانت علی الاطلاق مناصب میں سے چوٹی کا منصب ہے۔ دوسرا منصب سقایہ ہے۔ اس کی ذمہ داریاں حاجیوں کے لئے وافر مقدار میں پانی کا مہیا کرنا تھا۔ اور یہ کوئی آسان کام نہ تھا کیونکہ مکہ میں پانی کی قلت تھی۔ اس منصب کا ذمہ دار کعبہ کے صحن میں چمڑے کے حوض تیار کروا کے رکھتا اور دور و نزدیک کے کنووں سے میٹھا پانی اونٹوں کی پشت پر لاد کر ان میں ڈالتا رہتا۔ سقایہ کا منصب بنو ہاشم بن عبد مناف کے پاس تھا۔ جہاں تک تیسرے منصب رفادہ کا تعلق ہے اس کے لئے قریش حج کے زمانے میں کچھ مال جمع کرتے تاکہ اس منصب کا حامل کعبہ کے مہمان نادار حاجیوں کا کھانا تیار کرے۔

قریش کے بانی قصی بن کلاب نے حجابت' سقایہ' رفادہ' دارالندوہ اور پرچم (اللواء) کی ذمہ داریاں سنبھال رکھی تھیں۔ قصی کی وفات کے بعد اس کا بیٹا عبدالدار ان اہم امور کا ذمہ دار بنا اور اس کے بعد اس کے بیٹے وارث بنے لیکن جلد ہی عبد مناف بن قصی کے بیٹوں' عبد شمس' ہاشم' مطلب اور نوفل نے ان سے اس بارہ میں مخاصمت شروع کر دی۔ وہ اپنے آپ کو عبدالدار کی نسبت ان امور کے لئے زیادہ اہل اور حقدار سمجھتے تھے۔ اور یہ محاذ آرائی قریش کی گروہ بندی پر منتج ہوئی۔ قریب تھا کہ وہ باہم لڑ پڑتے۔ لیکن وہ امن و سلامتی کی طرف مائل ہو گئے اور اس پر اتفاق کر لیا کہ عبد مناف قصی کے بیٹے سقایہ اور رفادہ کے ذمہ دار ہوں اور عبدالدار بن قصی کے بیٹے حجابت' لواء اور دارلندوہ کے انتظام کے ذمہ دار ہوں۔ چنانچہ ہاشم بن عبد مناف سقایہ و رفادہ کے منصب دار ہو گئے۔ پھر ان کے بعد ان کے بھائی مطلب کو یہ منصب ملا۔ جب عبدالمطلب بن ہاشم جوان ہوئے تو انہوں نے اپنے چچا کے مناصب کے بارے میں جھگڑا کیا اور اپنے باپ کے مناصب واپس لینے میں کامیاب ہو گئے۔ التقی الفاسی نے عبدالمطلب کے منصب کو بیان کرتے ہوئے کہا ہے کہ اپنے چچا مطلب کے بعد عبدالمطلب بن ھاشم نے سقایہ کی ذمہ داری سنبھال لی اور انہوں نے اپنے آباؤ اجداد کی طرح عام لوگوں کے لئے اور اپنی قوم کے لئے اپنی وجاہت و شرافت کی بنیاد پر جو ان کے آباؤ اجداد میں سے کسی کو حاصل نہ ہوئی تھی پوری ذمہ داری کے ساتھ اس طرح نبھایا کہ وہ اپنی قوم کے محبوب اور عظیم فرد بن گئے۔ حاجیوں کے لئے پانی کو وافر مقدار کے حصول میں عبدالمطلب کو بڑی مشقت اٹھانا پڑی۔

چاہ زمزم مسلسل مدفون ہی چلا آ رہا تھا اور اس کی جائے وقوعہ نامعلوم ہی چلی آ رہی تھی تا آنکہ نبی ﷺ کے دادا عبدالمطلب نے اسے ان علامات کی بنیاد پر جو انہوں نے اپنے خواب میں دیکھی تھیں کھود کر ظاہر کیا۔

بعض قدیم مورخین و محدثین نے عبدالمطلب کے خواب کا ذکر کیا ہے۔ جس



میں انہیں چاہ زمزم کو کھودنے کا حکم دیا گیا ہے۔ ازرقی نے مہدی بن ابو المھدی اور اس نے عبداللہ بن معاذ صنعانی سے اور اس نے معمر الزہری سے روایت کیا ہے کہ پہلی بات جو عبدالمطلب بن ہاشم سے ذکر کی جاتی ہے وہ یہ کہ قریش اصحاب فیل سے ڈر کر بھاگ کھڑے ہوئے۔ جبکہ عبدالمطلب ابھی نوجوان تھے۔ انہوں نے کہا کہ واللہ میں غیراللہ سے اپنے لئے عزت تلاش کرتا ہوا اللہ کے گھر سے ہرگز نہ نکلوں گا۔ اور وہ اللہ کے گھر کے پاس ہی بیٹھ گئے۔ اس سے قریش کے دلوں میں انکی دھاک بیٹھ گئی۔ وہ حرم میں ہی ثابت قدمی سے جمے رہے تا آنکہ اصحاب فیل اپنے ہاتھیوں سمیت ہلاک کر دیئے گئے۔

قریش جب لوٹ کر آئے تو عبدالمطلب کو اپنی ثابت قدمی اور اللہ کے محارم کے تعظیم کی بنیاد پر ان کی نظروں میں عظیم مقام حاصل ہو چکا تھا۔ اس دوران میں عبدالمطلب کے ہاں ان کا بڑا بیٹا حارث پیدا ہوا۔ کہا جاتا ہے کہ عبدالمطلب نے خواب دیکھا جس میں انہیں کہا گیا کہ وہ بتوں کے بالمقابل قریۂ النمل میں گوبر اور خون کے درمیان کوے کے کریدنے کے پاس زمزم کھودیں۔ وہ اٹھے اور چل کر مسجد حرام میں آکر بیٹھ گئے اور بتائی ہوئی علامات میں غور کرنے لگے انہوں نے ایک گائے کی گردن پر چھری چلائی اور وہ زخم کے باعث اپنے آخری سانس لیتے ہوئے بھاگی حتی کہ مسجد میں مقام زمزم پر موت اس پر غالب آ گئی۔ چنانچہ اس جگہ پر گائے کو کاٹا گیا تا آنکہ اس کا گوشت اٹھا لیا گیا۔ اس وقت ایک کوا گوبر پر آگرا اور اس نے قریۂ نمل کے پاس کریدنا شروع کر دیا۔ اس پر عبدالمطلب اٹھے اور اس جگہ کو کھودا۔ قریش آئے اور انہوں نے عبدالمطلب سے پوچھا آپ کیا کر رہے ہیں۔ ہم نے تو آپ کو کبھی نادان خیال نہیں کیا تھا۔ ہماری مسجد کو کیوں خراب کر رہے ہو؟ عبدالمطلب نے جواب دیا کہ میں یہ کنواں کھود رہا ہوں جو رکاوٹ ڈالے گا میں اس کے ساتھ جہاد کروں گا۔ چنانچہ عبدالمطلب نے اپنے بیٹے حارث کو ساتھ شامل کر کے کھودنا شروع کر دیا۔ (اس وقت ان کا ایک ہی بیٹا حارث تھا)۔ قریش میں سے بعض

نے ان دونوں کے ساتھ جھگڑا کیا اور ان سے لڑے اور ان کی تحقیر کی۔ اور قریش کے بعض لوگوں نے (عبدالمطلب کے کام میں رکاوٹ ڈالنے والوں) کو منع کیا کیونکہ وہ عبدالمطلب کی عالی نسبی' ان کے صدق اور قریش کے دین میں ان کی جدوجہد سے واقف تھے۔ حتیٰ کہ (کنواں) کھودنا ان کے لئے ممکن ہو گیا۔ مگر جب کھودنے کی تکلیف ان پر شدید ہو گئی تو انہوں نے نذر مانی کہ اگر ان کو دس بیٹے عطا ہو جائیں تو ان میں سے ایک قربان کریں گے۔ پھر کھودا حتیٰ کہ وہ تلواریں انہیں مل گئیں جو زم زم میں دفن شدہ تھیں۔ جب قریش نے دیکھا کہ عبدالمطلب کو تلواریں مل گئی ہیں تو انہوں نے کہا اے عبدالمطلب جو کچھ تمہیں ملا ہے اس میں ہمیں حصہ دار بناؤ۔ عبدالمطلب نے جواب دیا کہ وہ تو بیت اللہ کی تلواریں ہیں۔ پھر مزید کھودا تو نیچے سے پانی پھوٹ نکلا جو ختم ہونے کا نام نہیں لیتا تھا۔ چنانچہ عبدالمطلب نے اس پر حوض بنا دیا۔ پھر وہ اور ان کا بیٹا پانی نکالتے' حوض میں ڈالتے اور حاجیوں کو پلاتے۔ قریش کے ساتھ حسد کے باعث کچھ لوگ رات کو حوض کو توڑ دیتے' صبح کے وقت عبدالمطلب اسے ٹھیک کر دیتے۔ لیکن جب اسے زیادہ ہی بگاڑنے لگے تو عبدالمطلب نے اپنے رب سے دعا کی تو انہوں نے خواب میں دیکھا کہ ان سے کہا گیا "کہو' اے اللہ میں اس کو کسی غسل کرنے والے کے لیے حلال نہیں کرتا' لیکن پینے والے کے لئے مباح ہے۔"

عبدالمطلب خواب دیکھ کر نیند سے بیدار ہوئے' مسجد گئے۔ وہاں پر انہیں قریش کی طرف سے مخالفت کا سامنا ہوا تو انہوں نے انہی الفاظ کے ساتھ دعا کی جیسا کہ خواب میں دیکھا تھا پھر واپس لوٹے' اس کے بعد قریش میں سے کوئی بھی جب اس حوض کو خراب کرتا تو اس کے بدن کو ایک بیماری لگ جاتی۔ اس وجہ سے انہوں نے ان کے حوض اور سقایہ کو خراب کرنا ترک کر دیا۔

اس کے بعد عبدالمطلب نے شادی کی اور ان کے ہاں دس بیٹے پیدا ہوئے تو انہوں نے دعا کی "اے اللہ تعالیٰ' میں نے نذر مانی تھی کہ ان میں سے کسی ایک کو



قربان کروں گا' پس میں ان کے درمیان قرعہ ڈالتا ہوں جو تجھے پسند ہو اس پر قرعہ ڈال دے۔ چنانچہ انہوں نے قرعہ ڈالا تو قرعہ عبداللہ بن عبدالمطلب کے نام نکل آیا۔ اور وہی بیٹا عبدالمطلب کو سب سے زیادہ محبوب تھا۔ دعا کی کہ اے اللہ تجھے عبداللہ کی قربانی پسند ہے یا سو اونٹوں کی' اس کے بعد عبداللہ اور سو اونٹوں کے درمیان قرعہ ڈالا تو قرعہ سو اونٹوں کے نام نکلا' لہٰذا عبدالمطلب نے سو اونٹ ذبح کر دئے۔

حضرت علی ابن ابی طالب ؑ کی اپنے دادا سے متعلق روایت ہے جسے ابن اسحاق نے یزید بن ابی حبیب سے' اس نے مرثد بن عبداللہ سے اور اس نے عبداللہ بن یزید الیافعی سے روایت کیا ہے کہ' عبدالمطلب نے کہا کہ میں اپنے حجرے میں سویا ہوا تھا۔ آنے والا میرے پاس آیا اور اس نے کہا "طیبہ" کھودو' میں نے کہا کہ وہ طیبہ کیا ہے۔ وہ چلا گیا اور میں اپنے بستر پر پھر سو گیا۔ وہ پھر آیا اور کہا کہ "برۃ کھودو" میں نے کہا کہ "برۃ" کیا ہے۔ وہ میرے پاس سے پھر چلا گیا۔ اور جب اگلے دن میں اپنے بستر میں آکر سو گیا تو وہ آنے والا پھر آیا اور اس نے کہا کہ "زمزم کھودو" میں نے کہا کہ زمزم کیا ہے' اس نے کہا کہ اس کا پانی کبھی ختم ہو گا اور نہ کبھی اس کی برکت زائل ہو گی۔ قریہ نمل کے پاس وہ حاجیوں کی بہت بڑی تعداد کو سیراب کرے گا۔"

جب عبدالمطلب پر اس کی حقیقت واضح ہو گئی اور انہیں اس کی نشاندہی کر دی گئی تو وہ سمجھ گئے کہ کہنے والے نے سچ کہا ہے۔ اگلے دن صبح کو وہ اپنی کدال لے کر نکلے اور ان کے ساتھ ان کا بیٹا حارث تھا۔ (اس وقت حارث کے علاوہ ان کا اور کوئی بیٹا نہ تھا)۔ چنانچہ انہوں نے کھودا اور جب عبدالمطلب کے سامنے ایک خلا ظاہر ہوئی تو انہوں نے اللہ کی کبریائی کا نعرہ بلند کیا۔ (اللہ اکبر کہا)۔ اس پر قریش سمجھ گئے کہ انہوں نے اپنا مطلوب پا لیا۔ وہ اٹھ کر ان کی طرف آئے اور کہا کہ اے عبدالمطلب' یہ اسماعیلؑ کا کنواں ہے۔ اس میں ہم بھی حقدار ہیں۔ لہٰذا ہمیں اپنے ساتھ شریک کرو۔ عبدالمطلب نے کہا' میں ایسا نہیں کروں گا۔ یہ امر تمہیں چھوڑ کر صرف میرے لئے مخصوص ہے اور تمہارے درمیان صرف مجھے عطا کیا گیا ہے انہوں نے کہا'

ہمارے ساتھ انصاف کیجئے' ہم تمہیں ثالثی فیصلہ کرائے بغیر نہ چھوڑیں گے' عبدالمطلب نے کہا کہ اپنے اور میرے درمیان اپنی مرضی کا حَکَم مقرر کر لو۔ انہوں نے کہا کہ وہ بنی سعد بن ھزیم کی کاھنہ ہوگی۔ وہ کاھنہ شام کے شرفاء میں شمار کی جاتی تھی۔ عبدالمطلب نے اس کی ثالثی قبول کرلی۔ عبدالمطلب بنی عبد مناف کی ایک جماعت کے ساتھ سوار ہوئے اور اسی طرح سے قریش کے ہر قبیلہ کے لوگ سوار ہو کر چلے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ وہ سرزمین اس وقت بیابان تھی مگر وہ نکلے اور جب حجاز اور شام کے مابین کسی بیابان میں تھے تو عبدالمطلب اور ان کے ساتھیوں کا پانی کا ذخیرہ ختم ہو گیا جس سے انہیں اپنی ہلاکت یقینی نظر آنے لگی۔ انہوں نے قریش کے ہمراہی قبیلوں سے پانی مانگا مگر انہوں نے انکار کر دیا اور کہا کہ اس بیابان میں ہمیں بھی تمہاری طرح جانوں کا خطرہ ہے۔ جب عبدالمطلب نے ان کا یہ رویہ دیکھا' نیز اپنی اور اپنے ساتھیوں کی جانوں کے خطرے کو بھانپ لیا تو انہوں نے اپنے ساتھیوں سے پوچھا کہ تمہاری کیا رائے ہے؟ انہوں نے کہا کہ ہماری رائے آپ کی رائے کے تابع ہے' جیسا آپ چاہیں حکم کریں۔ عبدالمطلب نے کہا کہ میری رائے یہ ہے کہ تم میں سے ہر آدمی اپنی قبر کھودے اور جب فوت ہو جائے تو باقی لوگ اسے دفن کر دیں یہاں تک کہ آخر میں ایک آدمی رہ جائے۔ تو ایک آدمی (نعش) کا ضائع ہو جانا اس سے کہیں بہتر ہے کہ پوری کی پوری جماعت ضائع ہو جائے۔ انہوں نے کہا ہمیں آپ کا فیصلہ منظور ہے۔ چنانچہ ہر ایک نے اپنے لئے گڑھا کھودا۔ پھر پیاس کے مارے ہر ایک اپنی موت کی انتظار میں بیٹھ گیا۔ اس پر عبدالمطلب نے اپنے ساتھیوں سے کہا' بخدا ہم نے اپنے آپ کو عجز کے حوالے کر دیا ہے اور اپنے لئے کوئی حیلہ تلاش نہیں کر رہے۔ بعید نہیں کہ اللہ تعالیٰ ہمیں کسی مقام پر پانی عطا فرما دے۔ اپنے کجاوے کس لو۔ انہوں نے کجاوے کس لئے اور عبدالمطلب اور ان کے ساتھی قریش کے دیگر قبیلوں سے' جبکہ وہ دیکھ رہے تھے کہ وہ کیا کر رہے ہیں' الگ ہو کر نکل کھڑے ہوئے۔ عبدالمطلب آگے بڑھ کر اپنی سواری پر سوار ہوئے'



جب ان کی اونٹنی ان کو لے کر کود کر اٹھی تو اس کے پاؤں کے نیچے سے میٹھے پانی کا چشمہ ابل پڑا۔ اس پر عبدالمطلب نے اللہ کی کبریائی کا نعرہ بلند کیا اور ان کے ساتھیوں نے بھی اللہ کی بڑائی کا اعلان کیا (اللہ اکبر کہا)۔ عبدالمطلب سواری سے اترے اور پانی پیا۔ ان کے ساتھی بھی اترے اور انہوں نے بھی پانی پیا۔ اور انہوں نے اپنے مشکیزے بھی پانی سے بھر لئے۔ پھر انہوں نے قریش کے ساتھی قبائل کو پانی کی طرف دعوت دی اور کہا کہ آؤ۔ اللہ تعالے نے ہمیں پانی پلا دیا ہے۔ پس انہوں نے بھی پانی پیا۔ اور خوب سیراب ہوئے۔ اس وقت عبدالمطلب سے جھگڑنے والے قبائل نے کہا۔ اے عبدالمطلب اللہ عز و جل نے ہمارے مقابلے میں تیرے حق میں فیصلہ فرما دیا ہے۔ بخدا ہم زمزم کے بارے میں تیری مخالفت کبھی نہ کریں گے۔ جس نے تجھے اس بیابان میں پانی پلا دیا ہے وہی تجھے آب زمزم پلائے گا۔ پس واپس چلو اپنے سقایہ کی طرف۔ چنانچہ وہ اپنے ساتھیوں سمیت واپس لوٹے۔ اور کاہنہ کی طرف نہ گئے۔ اس کے بعد قریش نے زمزم کے بارے میں عبدالمطلب کے کام میں مداخلت نہیں کی۔

ابن اسحاق نے کہا۔ میں نے بھی علی رضی اللہ عنہ بن ابی طالب سے روایت کرنے والے کو زمزم سے متعلق سنا کہ انہوں نے فرمایا کہ عبدالمطلب کو جب (خواب میں) زمزم کھودنے کی ہدایت کی گئی تو انہیں کہا گیا۔ پیاس بجھانے والا تازہ پانی مانگو۔ للہذا عبدالمطلب قریش کی طرف نکلے اور کہا کہ کیا آپ لوگوں کو معلوم ہے کہ مجھے زمزم کھودنے کا حکم دیا گیا ہے؟ انہوں نے پوچھا کہ کیا تمہیں بتایا گیا ہے کہ وہ کہاں ہے؟ آپ نے کہا کہ نہیں۔ انہوں نے کہا کہ اپنے بستر پر جائیے جہاں آپ نے خواب دیکھا ہے۔ اگر وہ اللہ کی طرف سے حق ہوا تو تجھے واضح کر دیا جائے گا۔ اور اگر وہ شیطان ہوا تو تیری طرف لوٹ کر نہیں آئے گا۔ چنانچہ عبدالمطلب اپنے بستر پر واپس آ کر سو گئے اور خواب دیکھا خواب میں انہیں کہا گیا کہ زمزم کو کھودو۔ اس کی برکت کبھی نہ ختم ہوگی اور وہ تمہارے جد امجد کی میراث ہے۔ جب یہ کہا گیا تو انہوں نے

پوچھا' وہ ہے کہاں؟ تو ان سے کہا گیا کہ وہ قریہ نمل کے پاس ہے جہاں کل کوا چونچ مار کر زمین کرید رہا ہو گا۔ حضرت علیؓ نے فرمایا کہ عبدالمطلب اپنے بیٹے حارث کے ساتھ اگلی صبح گئے تو انہوں نے قریہ نمل پایا جس کے پاس اساف اور نائلہ دو بتوں کے مابین کوا چونچ مار کر زمین کرید رہا تھا۔ انہوں نے کدال لی اور حسب ہدایت کھودنے کے لیے اٹھے۔ جب قریش نے ان کی کاوش کو دیکھا تو اٹھے اور کہا۔ بخدا ہم تجھے ان دو بتوں کے مابین جن کے پاس ہم قربانی کرتے ہیں کھودنے کی اجازت نہ دیں گے۔ اس پر عبدالمطلب نے حارث سے کہا۔ تم رہنے دو۔ میں کھودوں گا۔ اور خدا کی قسم میں وہ کام پورا کر کے چھوڑوں گا جس کا مجھے حکم دیا گیا ہے۔ جب قریش نے سمجھ لیا کہ وہ اس کام سے ہٹنے والے نہیں ہیں تو اس کی کھدائی میں مخل ہونے سے رک گئے۔ چنانچہ عبدالمطلب نے تھوڑا ہی کھودا تھا کہ انہیں کنویں کی تہ سے پانی بہتا ہوا ظاہر ہوا' انہوں نے اللہ اکبر کہا۔ تو جان لیا گیا کہ عبدالمطلب نے سچ کہا تھا۔ انہوں نے اس کی کھدائی کو جاری رکھا تو اس میں سے سونے کے دو ہرن برآمد پائے۔ یہ وہی ہرن تھے جو جرھم نے مکہ سے نکلتے وقت دفن کئے تھے۔ نیز انہوں نے اس میں قلعی تلواریں' زرہیں اور اسلحہ پایا۔ قریش نے ان سے کہا کہ اس سب کچھ میں تیرے ساتھ ہمارا بھی حصہ اور حق ہے۔ انہوں نے کہا کہ نہیں لیکن آؤ قرعہ اندازی کے ذریعہ میرے اور تمہارے درمیان فیصلہ ہو جائے۔ انہوں نے کہا کہ کیسے کریں گے؟ عبدالمطلب نے کہا کہ کعبہ کے لیے دو تیر مقرر کر دو' دو میرے لئے اور دو اپنے لئے مقرر کر لو۔ قریش نے کہا کہ تو نے انصاف کی بات کی ہے۔ لہٰذا کعبہ کے لیے دو زرد رنگ کے تیر بنا دئے گئے۔ دو سیاہ تیر عبدالمطلب کے لیے اور دو سفید تیر قریش کے لئے مقرر کر دیئے گئے۔ پھر عبدالمطلب نے کہا کہ یہ تیر کسی شخص کو دو جو ہبل کے پاس ان کے ذریعہ فال نکالے۔ عبدالمطلب اس وقت اٹھے اور اللہ تعالیٰ کے حضور دعا کی۔

"اے اللہ' تو تعریف کیا ہوا فرمانروا ہے تو میرا رب ہے پیدا کرنے والا اور



لوٹانے والا ہے۔"

جدید و قدیم تیری ہی طرف سے ہیں
ہمارے لیے کل وہ کچھ نکال جو تجھے پسند ہے

چنانچہ فال نکالی گئی تو دونوں زرد تیر ہرنوں پر کعبہ کے لئے دونوں سیاہ تیر تلواروں اور زرہوں پر عبدالمطلب کے لئے نکل آئے۔ اور قریش کے دونوں تیر چوک گئے۔ عبدالمطلب نے تلواریں کعبہ کے دروازے پر نصب کر دیں۔ اور سونے کے ہرنوں میں سے ایک ہرن بھی دروازے پر نصب کر دیا۔ یہ پہلا سونا تھا جس سے کعبہ کو زیور پہنایا گیا۔ دوسرا ہرن عبدالمطلب نے کعبہ کے اندر تھیلی میں رکھ دیا۔ جہاں کعبہ کو آنے والے تحائف رکھ جاتے تھے اور قریش کا بت ہبل کعبہ کے اندر تھیلی کے اوپر رکھا ہوا تھا' یہ ہرن کعبہ کے اندر ہی رہا حتیٰ کہ ایک مقتدر شخص نے اسے اٹھا لیا۔

ایک بڑے ادیب ڈاکٹر طٰہٰ حسین نے اپنے کتاب "علی ھامش السیرۃ" میں بڑے حیرت انگیز ادبی اسلوب سے عبدالمطلب کے خواب کی نقشہ کشی کی ہے ادیب موصوف نے اس ھاتف کا قصہ بیان کیا ہے جسے عبدالمطلب نے تین راتوں میں اپنے خواب میں دیکھا جو انہیں طیبہ' برۃ یا مضنونہ کے کھودنے کا حکم کرتا رہا۔ عبدالمطلب اپنے اس خوب کے بعد حیرت و پریشانی میں مبتلا ہو گئے حتیٰ کہ انہوں نے اس معاملے کو کاھن کے سامنے پیش کرنے کا ارادہ کیا' پھر خوف زدہ ہو گئے کہ نہ معلوم کاھن کے دل میں کیا کیا خیال ابھریں گے اور اگر یہ بات پھیل گئی تو حرب بن امیہ' اس کے بیٹے اور مخزومی نوجوان ان کا مذاق اڑائیں گے۔

ہو سکتا ہے عبدالمطلب کے دل میں یہ گمان ہو کہ وہ ھاتف قریش کے مُردوں میں سے کسی کا سایہ ہو جسے اس کے لوگوں نے بھلا دیا ہو اور اس کی (قبر کی) زیارت کرتے ہوں اور نہ اس سے تقرب حاصل کرتے ہوں یا یہ کہ وہ ان شیاطین میں سے کوئی شیطان ہو جو انسانوں کو اپنی اطاعت پر اکساتے رہتے ہیں یا یہ کہ وہ ان کے

معبودوں میں سے کوئی معبود ہو جو اس سے قربانی کا مطالبہ کرتا ہو۔

عبدالمطلب نے اپنی حیرت و پریشانی کو اپنی پیاری بیوی سمراء پر ظاہر کرنے کو ترجیح دی اور اس سے مشورہ طلب کیا' اس نے کہا' اسے اپنے اوپر بوجھ نہ بنائیے' خوف نہ کھائیے اور نہ ہی اپنی پریشانی میں اضافہ کیجئے۔ بس اٹھئے اور اپنے معبودوں کو قربانی پیش کیجئے تاکہ وہ راضی ہو جائیں اور فقیر' غریب اور بھوکے خوش ہوں اور قریش کے بعض لوگوں کو (حسد کے باعث) غصہ آئے۔

چنانچہ مکہ میں لوگوں کا وہ دن قربانی کے موٹے جانوروں کا خون بہانے اور سامان خورد و نوش کی بہتات میں گزرا۔ نیز بتوں کو بھی خوش کر دیا گیا۔ پھر عبدالمطلب خوش خوش اپنے بستر پر آئے اور خواب میں پھر اسی ہاتف کو دیکھا جس نے کہا' زمزم کھودو" عبدالمطلب نے پوچھا وہ زمزم کیا ہے اس نے کہا نہ تو کبھی اس کا پانی ختم ہو گا اور نہ تم ملامت کیے جاؤ گے۔ تم حاجیوں کی ایک عظیم تعداد کو پانی پلاؤ گے۔ اور وہ گوبر اور خون کے درمیان ہے جہاں سفید پاؤں والا کوا چونچ کے ساتھ کھوج کرید کر رہا ہو گا۔ عبدالمطلب نے کہا اب میں سمجھ گیا ہوں۔

عبدالمطلب کا زمزم کو کھودنے کا واقعہ مورخین' قدیم مؤلفین اور محدثین کی تحقیق' تدقیق اور تعلیق کا موضوع بنا رہا۔ امام فاسی کہتے ہیں کہ زمزم کا کھودا جانا نبی ﷺ کی پیدائش سے قبل تھا کیونکہ ہمیں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا گیا ہے کہ جب ان کے دادا عبدالمطلب نے زمزم کو کھودا تو ان کے ہاں صرف حارث ہی ایک بیٹا تھا۔ سیرۃ ابن اسحاق میں ثقہ رجال کی سند کے ساتھ ایسا ہی روائت کیا گیا ہے۔

اور زھری کے حوالے سے تاریخ ازرقی میں جو روائت کیا گیا ہے اس سے عبدالمطلب کا زمزم کو کھودنا نبی ﷺ کی پیدائش کے بعد معلوم ہوتا ہے کیونکہ ازرقی نے زھری کی سند سے روائت کیا ہے کہ عبدالمطلب کا زمزم کو کھودنا ہاتھیوں والے سال کے بعد تھا۔ اور صحیح روائت کے مطابق نبی ﷺ ہاتھیوں والے سال (عام الفیل) کے بعد پیدا ہوئے اور حقیقی علم تو اللہ ہی کے پاس ہے۔ مسند البزاز میں ابن



عباس ؓ سے روائت کیا گیا ہے کہ ابو طالب زمزم کی مرمت کر رہے تھے اور نبی ﷺ پتھر اٹھا اٹھا کر لا رہے تھے جبکہ آپ ؐ کا لڑکپن تھا۔ اس حدیث کی سند ضعیف ہے اور اگر یہ صحیح بھی ہو تو ابو طالب کا زمزم کو درست کرنا عبدالمطلب کا کام تو نہیں ہے کیونکہ علی ؓ کی حدیث سے تو یہ ثابت ہے کہ ابو طالب اور نبی ﷺ زمزم کھودنے کے وقت موجود نہیں تھے کیونکہ انہوں نے اس حدیث میں یہ ذکر کیا ہے کہ جب عبدالمطلب نے یہ کنواں کھودا تو حارث کے علاوہ اس وقت عبدالمطلب کا کوئی دوسرا بیٹا نہ تھا۔

عبدالمطلب کے زمزم کھودنے کے بارے میں جن روایات پر ڈاکٹر علی حسنی الخربوطلی نے تنقید کی ہے ان میں سے ایک یہ کہ اس سخت جسمانی محنت کے کام میں ان کے ساتھ ان کے بیٹے حارث کے سوا اور کوئی نہ تھا جبکہ روائت کرنے والوں کی دلیل یہ ہے کہ اس وقت ان کے ہاں اس کے سوا کوئی دوسرا بیٹا نہ تھا۔

ڈاکٹر موصوف کہتے ہیں کہ ہمارے لیے یہ بات ناقابل یقین ہے کہ عبدالمطلب کے سامنے جب کنواں کھودنے سے لے کر ریت کے ازالے تک ایک بڑی مشقت کا کام تھا تو انہوں نے صرف اس لڑکے (حارث) پر اکتفا کر لیا اس وجہ سے کہ اس وقت ان کے پاس یہی ایک بیٹا تھا۔ حالانکہ عبدالمطلب مکہ کی ایک اھم شخصیت اور قریش کے سردار تھے۔ وہ قریش کے جد امجد حضرت اسماعیل علیہ السلام کا کنواں کھودنے کے لیے مکہ کے بیسیوں نہیں سینکڑوں جوان جمع کر سکتے تھے اور خاص طرح پر جب کہ پانی اھل مکہ کی زندگی کا بہت بڑا مسئلہ تھا۔ ہاں یہ ہو سکتا ہے کہ عبدالمطلب نے یہ سمجھا ہو کہ وہ ھاتف منتشر خوابوں میں سے کوئی خواب ہو' یا بیہودہ شیطانوں میں سے کوئی شیطان ہو' یا کوئی بد روح ہو لہٰذا وہ ڈر گئے ہوں کہ کسی چال یا دھوکہ میں نہ پھنس جائیں اور یہ مناسب سمجھا ہو کہ تنہا وہ اور ان کا بیٹا زمزم کو کھودیں تاکہ اگر وہ اپنا راز چھپانے میں ناکام ہو جائیں تو دشمنوں کے مذاق کا نشانہ نہ بن جائیں۔ اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ عبدالمطلب کو یہ توفیق بخشے جانے پر یقین اور اطمینان ہو کہ وہ

اپنے آباء کے کنویں کو نکال لیں گے جب کہ مکہ اس کا شدید ضرورت مند تھا۔ نیز یہ کہ اس کنویں کا نکل آنا ان کی عظیم شہرت اور اھل مکہ کے دلوں کی شادمانی کا باعث بنے گا للذا انہوں نے یہی بہتر سمجھا ہو کہ اس بزرگی اور سعادت مندی کا تنہا وہ اور ان کا بیٹا سزاوار بنے۔

اس عظیم واقعہ کے ساتھ محض مسلمان مصنفین اور مورخین ہی متعلق نہیں رہے بلکہ ایک مستشرق (مرگولیتھ) نے اپنی کتاب "تاریخ محمد" میں بڑے تعجب کا اظہار کیا ہے! وہ کہتا ہے کہ عبدالمطلب نے اس شدید محنت و مشقت کو کیوں اور کس لئے انگیز کیا کہ حاجیوں کی ضرورت کو کثیر پانی مہیا کر کے پورا کریں۔ اس نے یہ سمجھا ہے کہ عبدالمطلب حاجیوں کو پانی فروخت کیا کرتے تھے اور بہت بڑا منافع کما لیا کرتے تھے۔ عصر حاضر کے ایک مورخ نے اس کے قول پر' مبنی بر حقیقت تنقید کرتے ہوئے کہا ہے کہ مرگولیتھ کا یہ قیاس مغربی یورپ کے بعض ممالک کی سوچ کا مظہر ہے جہاں پر جود و سخا کو شاذ و نادر ہی کوئی وزن دیا جاتا ہے اور مغربی ممالک میں کوئی شخص اپنا مال سخاوت میں یا کسی کار خیر میں خرچ کرنے کا تصور ہی نہیں کر سکتا اور کھانے کا تو ذکر ہی کیا۔ کوئی شخص بلا معاوضہ پانی کا ایک گھونٹ تک حاصل نہیں کر سکتا تو مرجولیوث اور ان جیسے لوگوں کے ذہن میں یہ بات کیسے سما سکتی ہے کہ عبدالمطلب اللہ تعالیٰ کی رضا و خوشنودی حاصل کرنے کے لئے پانی نکالتے' اس میں کھجور اور زبیب ڈالتے' حاجیوں کو پلاتے اور مکہ کے عوام الناس کی خدمت سرانجام دیتے اور اس پر کوئی معاوضہ نہ لیتے؟ اصل بات یہ ہے کہ مشرق مائل بہ جود و کرم رہتا ہے جبکہ پانی عامتہ الناس کی مشترکہ ملکیت ہے۔

ازرقی اپنی کتاب (اخبار مکہ) میں چاہ زمزم کے کھودے جانے کے بارے میں کہتا ہے کہ محمد بن یحیی نے ایک ثقہ روائت میں محمد بن اسحاق سے نقل کیا ہے کہ جب چاہ زمزم کی کھدائی مکمل ہو گئی اور اھل مکہ اور حاجیوں نے اس کا پانی پینا شروع کر دیا تو مکہ میں اس سے قبل کے موجود کنوؤں کو محو کر دیا گیا کیونکہ چاہ زمزم کو بیت اللہ



اور مسجد حرام کی وجہ سے ایک مقام حاصل تھا۔ نیز اس کے پانی کو اسماعیل بن ابراھیم علیہ السلام کے کنویں کا پانی ہونے کے باعث دوسرے پانیوں پر فضیلت حاصل تھی اور اس لئے بھی کہ وہ جبرئیل ؑ کے پاؤں کی ٹھوکر سے پھوٹا ہوا چشمہ تھا۔

ابن ھشام نے اس پر اضافہ کیا ہے کہ بنو عبد مناف کو زمزم پر ناز تھا۔ سقایہ اور رفادہ کا منصب انہی کے پاس تھا اور زمزم کے ظہور کے ساتھ ان کے ہاتھوں لوگوں کا مستفید ہونا قریش پر ان کے فخر کا باعث بنا۔ جبکہ اس سے قبل بنو عبد مناف کے خاندان کے افراد ایک دوسرے کو ہی شرف و فضیلت کا مقام دلایا کرتے۔

عبدالمطلب کو جب کنواں کھودنے کا حکم دیا گیا تھا اس وقت انہوں نے اللہ عز و جل کی خوشنودی کے لیے نذر مانی تھی کہ اگر چاہ زمزم کی کھدائی کا کام ان کے ہاتھوں مکمل ہو جائے اور ان کے ہاں دس بیٹے ہوں تو وہ ان میں سے ایک اللہ تعالیٰ کی راہ میں قربان کریں گے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے عز و شرف اور ان کی اولاد میں اضافہ فرمایا اور ان کے ہاں دس بیٹے (۱) حارث' ان کی والدہ بنی سواءۃ بن عامر جو ہلال بن عامر کے بھائی تھے سے تھی۔ (۲) عبداللہ اور (۳) زبیر ان کی والدہ مخزومیہ تھیں۔ (۴) عباس اور (۵) ضرار کی والدہ نمریہ تھیں۔ (۶) ابولھب کی والدہ خزاعیہ تھیں۔ (۷) غیداق' ان کی والدہ غیشانیہ خزاعیہ۔ (۸) حمزہ اور (۹) مقوم ان دونوں کی والدہ زھریہ یعنی بنو زہرہ سے تھیں اور (۱۰) ابوطالب۔ جب ان بیٹوں کی تعداد دس ہو گئی اور زمزم کی کھدائی کے کام ان کا ہاتھوں پایہ تکمیل کو پہنچا تو انہوں نے اپنے بیٹوں کے درمیان قرعہ ڈالا کہ ان میں سے کس کو قربان کریں۔ قرعہ میں رسول اللہ ﷺ کے والد جناب عبداللہ کا نام نکلا۔ للذا عبدالمطلب انہیں قربان کرنے کے لئے تیار ہو گئے۔ مگر جناب عبداللہ کے اخوالی' بنو مخزوم' قریش کے سردار اور دیگر اھل الرائے نے مخالفت کی۔ انہوں نے کہا' بخدا' تم عبداللہ کو ذبح نہ کرو' اگر تم نے ایسا کیا تو ہمارے ہاں ہماری اولاد کے بارے میں اور پھر پورے عرب میں یہ ایک رسم بن جائے گی۔ عبدالمطلب کے بیٹوں کا موقف بھی قریش سے ہم آہنگ تھا۔ قریش نے

عبدالمطلب سے کہا' حجاز میں ایک قیافہ شناس (عرافہ) ہے۔ اس کا ایک تابع (موکل) ہے۔ اس سے دریافت کرو اور پھر فیصلہ کرو۔ اگر وہ ذبح کرنے کو کہے تو بیٹے کو ذبح کرو اور اگر وہ اس آزمائش سے بچنے کی کوئی صورت بتا دے تو اس پر عمل کرو۔ (چنانچہ عبدالمطلب اور دیگر زعمائے قریش) روانہ ہو کر مدینہ پہنچے اور وہاں پر (تخبیر) نامی ایک عورت سے ملے۔ قریش نے اپنا سوال پیش کیا اور عبدالمطلب نے اپنا سارا قصہ بیان کیا۔ عرافہ نے کہا' آج میرے ہاں سے چلے جاؤ حتیٰ کہ میرے پاس میرا تابع (موکل) آئے اور میں اس سے پوچھ لوں۔ لہٰذا وہ اس کے ہاں سے لوٹ آئے اور اگلی صبح پھر وہاں گئے تو عرافہ نے ان سے کہا' ہاں مجھے تمہارے بارے میں اطلاع ملی ہے۔ تم لوگ یہ بتاؤ کہ تمہارے ہاں دیت کتنی ہے۔ انہوں نے کہا کہ دس اونٹ اس نے کہا کہ اپنے شہر لوٹ جاؤ اور دس اونٹ قربان کرو۔ اگر فال اونٹوں پر نکلے تو انہیں ذبح کر دو' اور اگر فال تمہارے صاحب کے نام نکلے تو اونٹوں کی تعداد کو دس کے حساب سے بڑھاتے جاؤ حتیٰ کہ تمہیں اپنے رب کی منشاء تک رسائی حاصل ہو جائے۔ جب فال اونٹوں پر نکل آئے تو انہیں ذبح کر دو۔ تم اپنے رب کی خوشنودی بھی حاصل کر لو گے اور تمہارے صاحب کی جان بھی بچ جائے گی۔ چنانچہ وہ لوٹ آئے اور عبدالمطلب نے عبداللہ اور دس اونٹوں کے درمیان قرعہ ڈالا تو فال عبداللہ کے نام نکلی۔ قریش نے عبدالمطلب سے کہا کہ اس پر اضافہ کرو حتیٰ کہ تمہارا رب راضی ہو جائے۔ عبدالمطلب دس دس اونٹوں کا اضافہ کرتے رہے مگر فال عبداللہ کے نام ہی نکلتی رہی۔ قریش تعداد بڑھانے کا مطالبہ کرتے رہے اور عبدالمطلب بڑھاتے رہے حتیٰ کہ اونٹوں کی تعداد جب سو ہو گئی تو فال اونٹوں پر نکل آئی۔ قریش نے کہا' یہ اونٹ ذبح کرو' تمہارا رب راضی ہو گیا ہے۔ عبدالمطلب نے کہا کہ جب تک میں تین مرتبہ عبداللہ اور اونٹوں کے درمیان قرعہ اندازی نہ کر لوں گا اپنے رب کے ساتھ انصاف نہ کر سکوں گا۔ لہٰذا عبدالمطلب نے تین مرتبہ عبداللہ اور سو اونٹوں کے درمیان قرعہ ڈالا اور فال ہر بار سو اونٹوں کے نام نکلی۔ تب عبدالمطلب نے



وادیوں' گھاٹیوں اور پہاڑوں کی چوٹیوں پر اونٹوں کو ذبح کیا۔ انسانوں' پرندوں اور درندوں میں سے کوئی بھی ان کا گوشت نکالنے سے پیچھے نہ رہا۔ مگر عبدالمطلب کے بیٹوں نے اس میں سے کچھ نہ کھایا۔ مکہ کے گرد و نواح کے بدوی مذبوحہ اونٹوں کو کھینچ کر لے جاتے رہے اور جو باقی بچا اس پر درندے جھپٹ پڑے۔ یہ پہلی دیت تھی جو سو اونٹوں کے ساتھ ادا کی گئی۔ پھر اللہ تعالیٰ نے دین اسلام کو نافذ فرمایا اور دین اسلام میں یہی دیت قائم رہی۔ اس دن عبدالمطلب جب لوٹ کر اپنے گھر گئے تو وھب بن منبہ بن زھرہ بن کلاب جو اس وقت اشراف مکہ میں سے تھا' کے پاس گئے جب کہ وہ مسجد میں بیٹھا تھا۔ (اس ملاقات کے نتیجہ میں) اس نے اپنی بیٹی آمنہ کو عبداللہ بن عبدالمطلب کی زوجیت میں دے دیا۔

# چاہ زمزم کی آب رسانی

عبدالمطلب کے پاس کثیر تعداد میں اونٹنیاں تھیں۔ جب حج کا موسم آتا تو ان کو جمع کرتے، ان کے دودھ کو زمزم کے پاس ایک چمڑے کے برتن میں شہد ملا کر حاجیوں کو پلاتے اور زبیب خرید کر آب زمزم میں ملا کر بھی انہیں پلاتے۔ آب زمزم اس وقت بہت گاڑھا تھا لہٰذا اس کے گاڑھاپن کو کم کرنے کے لئے وہ اس میں زبیب کی آمیزش کرتے۔ عبدالمطلب اپنی وفات تک لوگوں کو یہ مشروب پلاتے رہے۔ پھر عبدالمطلب کے بعد پلانے (سقایہ) کا کام حضرت عباسؓ نے اپنے ہاتھ لے لیا۔ حضرت عباسؓ کا طائف میں انگوروں کا باغ تھا۔ وہ اپنے سقایہ کے لئے وہاں سے زبیب کو لایا کرتے۔ نیز وہ اہل طائف کو قرض دیا کرتے اور اس کے بالعوض ان سے زبیب لیتے اور سارے کا سارا آب زمزم میں ملا کر حج کے دنوں میں حاجیوں کو پلایا کرتے یہ سلسلہ جاہلیت کے اختتام اور اسلام کے آغاز تک جاری رہا۔ حتیٰ کہ فتح مکہ کے دن رسول اللہ ﷺ مکہ میں داخل ہوئے اور آپؐ نے عباسؓ بن عبدالمطلب سے سقایہ اور کعبہ کی حجابت عثمان بن طلحہ سے اپنے قبضہ میں لے لی۔ اس پر عباسؓ بن عبدالمطلب اٹھے اور اپنا دست سوال دراز کرتے ہوئے کہا "اے اللہ کے رسول، میرے ماں باپ آپ پر قربان "سقایہ اور حجابت میرے لیے جمع فرما دیجیے"۔ مگر نبی ﷺ جبکہ کعبہ کے دروازہ کے چوکھٹ کے درمیان کھڑے ہوئے تھے فرمایا" دور جاہلیت کے خون کے سارے دعوے، مالوں کے تمام مطالبے، کبر و غرور اور تفاخر سارے کے سارے میرے ان دو قدموں کے نیچے پامال ہیں البتہ حرم کی تولیت اور حجاج کی آب رسانی کے عہدے مستثنیٰ ہیں۔ وہ انہی کے سپرد کرتا ہوں جن کے پاس زمانہ جاہلیت میں تھے" لہٰذا آب رسانی (سقایہ) کا منصب حضرت عباسؓ ہی کے پاس



رہا۔

حجۃ الوداع کے موقع پر رسول اللہ ﷺ چاہ زمزم کی طرف تشریف لائے جبکہ آب رسانی کا منصب عباس رضی اللہ عنہ کے پاس تھا۔ اور آب زمزم سے بھرا ہوا ایک بڑا ڈول منگوایا جسے آپ ﷺ نے کنویں سے خود کھینچ کر نہیں نکالا تھا۔ اس سے وضو کیا، اور پانی نکالنے کا حق آب رسانی کے حقداروں کے لئے چھوڑ دیا۔ اور فرمایا "اے بنی عبدالمطلب (ڈول) کھینچو، اگر مجھے یہ خوف نہ ہوتا کہ یہ تم سے چھین لیا جائے گا تو میں بھی تمہارے ساتھ کھینچتا۔"

رسول اللہ ﷺ کا اس ارشاد سے مقصد یہ تھا کہ چاہ زمزم سے پانی کھینچ کر حاجیوں کو پلانا بلا شرکت غیرے بنی عبدالمطلب کا حق ہے۔ اس لئے آپؐ نے اپنے دست مبارک سے نہیں کھینچا تاکہ ایسا نہ ہو کہ کنویں پر مزاحمت شروع ہو جائے کہ ہر شخص اپنے لئے خود کھینچنے لگے اور بنی عبدالمطلب مغلوب ہو کر نہ رہ جائیں جب کہ یہ انہی کے لئے مخصوص ہے اور ان ہی کا حق ہے۔ اور باوجودیکہ آنحضور ﷺ عبداللہ بن عبدالمطلب کے بیٹے تھے، آپؐ نے چاہ زمزم سے پانی خود اس خیال سے نہیں نکالا کہ مسلمان اسے آپؐ کا اسوۂ حسنہ سمجھتے ہوئے اس کے حقداروں کے ساتھ اس بارے میں مسابقت نہ کرنے لگیں۔

امام ازرقی اپنی کتاب میں حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے زمانے میں ان کے سقایہ کی تعریف کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ ابو الولید نے کہا "عباسؓ بن عبدالمطلب کی سقایہ کی لمبائی چوبیس ہاتھ (۲۴ ذراع) اور چوڑائی انیس ہاتھ (۱۹ ذراع) تھی۔ اس کی دیواروں میں چار ستون تھے۔ ستونوں کے مابین ساگوان کی لکڑی کے تختے تھے۔ اس کی دیواروں کی اونچائی آٹھ ہاتھ (۸ ذراع) تھی جس میں سے چھ ہاتھ آٹھ انگشت ساگوان تھا۔ ستونوں کے اوپر شہتیریاں رکھی ہوئی تھیں جن پر ایک ہاتھ سولہ انگشت اونچی تعمیر کی گئی تھی۔ سقایہ کی دیواروں پر چھیالیس جھالریں تھیں۔ ان میں سے کعبہ کی قریبی دیوار پر تیرہ، مقام سعی کی قریبی دیوار پر تیرہ، دارالندوہ کی قریبی دیوار پر

دس‘ اور وادی کی قریبی دیوار پر دس جھالریں تھیں۔ یہ مھدی کا کروایا ہوا کام تھا۔ مگر حسین بن حسن العلوی نے ۲۰۰ ھجری میں فتنہ کے زمانہ میں اس میں تبدیلی کر دی۔ اس کی جھالریں منہدم کر دیں۔ اس کی چھت کو گھٹا دیا‘ دروازے کھول دیئے اور ساگوان کے ان تختوں کو جو ستونوں کے درمیان تھے‘ ہٹا دیا اور اس پر ریت اور کنکریاں بچھا دیں۔ لوگ اس میں نماز پڑھتے اور جب حج کا زمانہ آتا تو اس میں پہلے کی طرح دروازے بنا دیئے جاتے۔ پھر جب مبارک طبری آیا تو اس نے ساگوان کے تختے ان کی جگہوں پر لگا دیئے۔ اس کے دروازے بند کر دیئے۔ اور اس میں سے ریت اور کنکریاں نکال دیں۔ کعبہ کے بالمقابل سقایہ کے دروازے تھے‘ ان کے دو پاٹ تھے۔ ان دونوں کی لمبائی چار ہاتھ بیس انگشت تھی اور چوڑائی تین ہاتھ بیس انگشت۔ ایک اور دروازہ جو وادی کی قریبی دیوار میں تھا اس کی لمبائی تین ہاتھ چار انگشت تھی اور چوڑائی ڈیڑھ ہاتھ۔

سقایہ میں چھ حوض تھے۔ ان میں تین حوضوں کی لمبائی ساڑھے پانچ ہاتھ‘ چوڑائی دو ہاتھ اور اونچائی ساڑھے تین ہاتھ تھی۔ حوض ساگوان کی لکڑی کے تھے۔ ہر حوض میں چمڑے کی ایک حوضی تھی جس میں حاجیوں کے لیے نبیذ ڈالا جاتا اور پھر حوضوں میں انڈیل دیا جاتا جو سکے کی نالیوں اور بعض دیگر نالیوں میں زمزم کے حجرے میں بہتا رہتا۔ جب تم اپنی دائیں جانب کنیسہ کے نیچے حجرہ زمزم میں داخل ہو گے تو (تم دیکھو گے) کہ وہاں پر ساگوان کی لکڑی کا ایک حوض ہے۔ اس کی لمبائی چوڑائی ایک ہاتھ (ذراع) ہے اور اس کی اونچائی اٹھارہ انگشت ہے۔ زمزم کے حجرے کے اندر سکے کی نالی کی لمبائی چار ہاتھ ہے اور سقایہ کے اندر حوض کے اوپر تک سکے کی نالی کی لمبائی تین ہاتھ اور بارہ انگشت ہے اور نبیذ والے حوضوں سے لے کر زمزم کے حجرہ کے اندر نالی کنارے تک باون ہاتھ ہے اور زمزم کے حجرے کی آخری حد سے سقایہ کی حد تک انتالیس ہاتھ اور ان دونوں کے مابین حوض ہے جس پر زمزم کا قبہ ہے۔ زمزم کے حجرہ کی آخری حد جس میں کنیسہ ہے‘ سقایہ کی حد تک انچاس ہاتھ



نو انگشت ہے اور ان کے درمیان حوض ہے جس پر قبہ نہیں ہے۔ زمزم‘ مقام مشروب کی تعریف کی بنیاد یہی رہی حتیٰ کہ عمر بن فرج الرخجی نے ۲۲۹ھ میں اسے گرا کر پھر تعمیر کروایا۔ اور اس کے مداخل (داخل ہونے کے مقام) کے زیریں کو نقش ونگار والے سفید پتھر کے ساتھ رومی طرز کے پہلودار بنایا اور ان کے اوپر والے حصے کو ٹائلوں سے بنا کر اس پر سنگ مرمر کو چڑھایا۔ اس کے درمیان روشن دان بنائے اور ان پر لوہے کی کھڑکیاں اور دروازے بنائے اور انہیں اوندھے بنایا‘ کنیسہ پر تین چھوٹے قبے بنائے اور ان تمام پر پچی کاری کی اور اس کے اندر ساگوان کا ایک بڑا حوض بنایا۔ حوض کے اندر چمڑے کا حوض بنایا جس میں ایام حج میں حاجیوں کے لئے مشروب ڈالا جاتا۔

التقی الفاسی سقایۂ عباسؓ کی تعریف میں کہتے ہیں ”یہ سقایہ آج مربع شکل کا ایک خانہ ہے۔ اس کے اوپر ایک بڑا قبہ ہے جس نے اسے پورا پورا ڈھانک رکھا ہے اور ایک قبہ اس کے آخر میں ہے جو چونے سے مربوط کیا ہوا ہے۔ اس کی جنوبی دیوار کے علاوہ باقی دیواروں کے نچلے حصے میں لوہے کی کھڑکیاں ہیں اور مسجد حرام کی ہر جانب پر لوہے کی دو کھڑکیاں کھلتی ہیں اور اس کی شمالی جانب باہر کی طرف سنگ مرمر کے دو الگ الگ حوض ہیں اور ان دونوں کے درمیان سقایہ کا دروازہ ہے اور اس خانہ میں ایک بڑا تالاب ہے جس میں ایک طویل پرنالہ نما لکڑی کے ذریعے جو زمزم کے حجرے کی شرقی دیوار سے متصل ہے چاہ زمزم سے پانی ڈالا جاتا ہے اور اس میں سے پانی مذکورہ دیواروں کی طرف بہتا ہے‘ پھر زیر زمین نالی میں بہتا ہے حتی کہ تالاب کے درمیان میں سے ایک فوارہ کی صورت میں نکلتا ہے۔ ۸۰۷ھ میں ایک قبہ تعمیر کیا گیا تھا اور اُس سال اس کی تعمیر کا سبب یہ تھا کہ جو قبہ اس سقایہ کی چھت میں تھا اس کی بعض شہتیریوں کو دیمک نے کھالیا تھا اور وہ گر گئی تھیں۔ (دیمک ایک چھوٹا سا جانور (کیڑا) ہے جو لکڑی کو کھاتا ہے)۔ اس سقایہ اور حجراسود میں اسی (۸۰) ہاتھ کا فاصلہ ہے۔

استاد حسین باسلامہ (تاریخ تعمیر مسجد الحرام میں) کہتے ہیں کہ التقی الفاسی کے قول سے یہ ظاہر ہے کہ اسے ۸۰۷ھ میں تعمیر کیا گیا۔ اس سے مراد وہ عمارت ہے جو اس کے زمانے میں تھی تو اس نے اس کی تعریف بیان کی ہے۔ لیکن جس نے اسے سب سے پہلے تعمیر کروایا وہ محمد مھدی العباسی ہے جس کا ذکر پہلے ہو چکا ہے۔ جیسا کہ سیوطی نے اپنی کتاب کے آغاز میں کہا ہے "پہلا شخص جس نے زمزم اور ٹشکن کے مابین دو قبے تعمیر کروائے اپنی خلافت کے دوران وہ مھدی عباسی ہے۔" سیوطی کا یہ قول واضح ہے کہ وہ مھدی عباسی ہے جس نے دو قبے تعمیر کروائے۔ ان میں سے ایک عباسؓ کے سقایہ پر ہے اور دوسرا مسجد حرام کے لئے وقف شدہ اشیاء کے لئے مخصوص ہے' اور اس میں کوئی اختلاف نہیں۔ التقی الفاسی نے "شفاء الغرام" میں لکھا ہے کہ مسجد حرام میں زمزم کے گنبد کی اصلاح' عباسؓ کی سقایہ' مسجد میں وقف شدہ اشیاء کی حفاظت' جن میں ربعات اور مصاحف شریفہ بھی شامل ہیں' کے لیے جو کچھ کیا گیا وہ ناصر عباسی کے زمانہ میں تعمیر کیا گیا۔ اور کہا جاتا ہے کہ ان محفوظ شدہ مصاحف میں حضرت عثمانؓ کا صحیفہ بھی ہے۔ مگر ابن عبد ربہ نے "العقد الفرید" میں کہا ہے کہ یہ سب کچھ ناصر عباسی سے قبل موجود تھا' جبکہ وہ ۳۲۸ھ میں فوت ہوا۔ ابن عبد ربہ نے العقد الفرید میں جو کچھ کہا ہے وہ یہ کہ زمزم کی مشرقی جانب ایک مخصوص خانہ (بیت) ہے۔ اس کی چھت قوسی ہے جو پچی کاری سے مزین ہے اور اس خانہ سے مشرق کی طرف مربع شکل کا ایک خانہ (بیت) ہے جس کے تین قبے ہیں اور ہر قبے کا ایک ایک دروازہ ہے۔

استاد حسین باسلامہ ابن جبیر کا ایک قول ان کے سفرنامے میں نقل کرتا ہے "اس میں حضرت عباسؓ کے قبہ میں المباری ہے جو لمبے چوڑے تابوت پر مشتمل ہے۔ اس میں رسول اللہ ﷺ کے اصحاب' چار خلفاء میں سے ایک کا مصحف ہے اور اس میں کئی ورق کم ہیں۔ ہم نے اس کا معائنہ کیا اور اس سے برکت حاصل کی اور یہ وہی مصحف ہے جو بقول ابن جبیر الفاسی کا اشارہ کردہ مصحف ہے کہ یہ عثمان بن



عفانؓ کا مصحف ہے۔

استاد حسین باسلامہ اپنی بات جاری رکھتے ہوئے کہتے ہیں کہ نجم الدین بن فھد القرشی نے اپنی تاریخ "اتحاف الوریٰ" میں کہا ہے کہ ۸۰۷ھ میں حضرت عباسؓ کے سقایہ کو تعمیر کیا گیا کیونکہ اس کے اوپر کا قبہ گر گیا تھا۔ وہ لکڑی کا تھا اور اس اُسے محمد جواد بن علی بن ابی منصور الاصفھانی وزیر حاکم موصل نے ۵۵۱ھ میں تعمیر کروایا تھا اور اس کے خلوت کے دروازے کو بند کروا دیا جو زمزم کی طرف تھا اور جس میں ابن عباسؓ کی مجلس ہوا کرتی تھی۔ اور خلوت کی جگہ پر قوسی تالاب بنوا دیا اور ان دیواروں میں جو صفا کے قریب تھیں پیتل کی ٹوٹیاں لگوا دیں جن سے لوگ ان کے قریب نصب شدہ پتھروں پر بیٹھ کر وضو کیا کرتے اور تالاب کے اوپر خلوت کا گنبد بنوا دیا جس میں ایک کھڑکی کعبہ شریف کی طرف اور دوسری صفا کی طرف تھی۔ تالاب کی طرف ایک چھوٹا سا فرش تھا اور یہ امیر یسق الترکی نے بنوایا تھا۔ ابن بطوطہ نے اپنے سفرنامے میں اس طرح بیان کیا ہے "زمزم کے قبہ کے قریب عباسؓ سے منسوب سقایہ کا قبہ ہے۔ اس کا دروازہ شمال کی جانب ہے اور وہ ایسے برتن ہیں جن کے ساتھ آب زمزم کو قلال میں ڈالا جاتا ہے جسے دورق (لوٹے) کہتے ہیں اور ہر دوارق کا ایک دستہ ہوتا ہے اور ان دوارق میں پانی ٹھنڈا کرنے کے لئے رکھ دیا جاتا ہے تاکہ اس سے لوگ پانی پئیں۔ اس میں مصاحف کریمہ اور حرم شریف کی کتابوں کا مخزن ہے اور وہاں پر ایک وسیع تابوت پر مشتمل المباری ہے جس میں زید بن ثابتؓ کے ہاتھوں کا لکھا ہوا مصحف کریم ہے جو رسول اللہ ﷺ کی وفات کے ۱۸ سال بعد لکھا گیا۔ متقدم الذکر قبے امیر مکہ السابق الشریف عون الرفیق اور شیخ حرم عثمان نوری پاشا کی امارت کے آغاز میں ۱۳۰۱ھ میں زائل ہو گئے۔ ان کے زائل ہونے کا سبب یہ تھا کہ مسجد حرام میں ایک بہت بڑا سیلاب داخل ہو گیا تھا۔ نیز اس نے بہت ساری کتابیں اور دیگر اشیاء جو اس میں تھیں تلف کر دیں تو اس زمانے کے والیٔ امور نے ان میں ایک قبہ میں موجود کتابوں کو باب الدریبہ پر واقعہ مدرسہ کے کتب

خانے میں منتقل کرنے کا فیصلہ کیا اور اس قبہ اور قبۂ عباسؓ کو گرا دیا اور اس جگہ کو نماز کے لیے وسعت پیدا کرنے کے لئے مسجد کے صحن میں شامل کر دیا۔ اب عصر حاضر میں مذکورہ قبوں میں سے کسی کا کوئی نشان باقی نہیں رہا۔"

کردی کہتا ہے کہ خلوت جو زمزم کی طرف ہے اس میں سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ بیٹھا کرتے تھے اور کہا جاتا ہے کہ وہ حضرت عباسؓ کے سقایہ کا مقام ہے اور جب ابن زبیر نے اس میں اضافہ کیا تو اسے اس جگہ سے منتقل کر دیا۔ اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ اسے مہدی نے اپنی بیٹی زبیدہ کے لئے تعمیر کروایا تاکہ جب اس کا آب زمزم پینے یا اس سے غسل کرنے کا ارادہ ہو تو وہ اس (خلوت) میں چلی جائے۔ اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ زمزم کی جانب ایک خلوت تھی اور اس میں آب زمزم سے بھرا ہوا حوض ہوا کرتا۔ خلوت میں داخل ہونے والا اس سے پیتا۔ اس کا دروازہ صفا کی طرف تھا جو بند کر دیا گیا اور خلوت کی جگہ پر قبوی شکل کا تالاب بنا دیا گیا اور صفا کی طرف کی دیواروں میں ٹونٹیاں لگا دی گئ جن سے وہاں پر نصب شدہ پتھروں پر بیٹھ کر لوگ وضو کرتے۔ تالاب کے اوپر خلوت کا قبہ تھا۔ اس میں کعبہ شریف اور صفا کی طرف کھڑکیاں تھیں اور تالاب کی طرف چھوٹا سا صحن تھا۔ اس شکل میں یہ کام ۸۰۷ھ میں ہوا' پھر اسے گرا دیا گیا۔ حتیٰ کہ ۸۱۷ھ میں ذوالحجہ کے پہلے عشرہ کا زمانہ آیا۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ سلطان المؤید ابو النصر الشیخ نے اس کے متبادل ایک سبیل بنوا دی جس سے لوگ پانی پی کر مستفید ہوتے۔ سلطان اس کی خوبصورت تعمیر سے ۸۱۸ھ ماہ رجب میں فارغ ہوا جبکہ اس کے کام کی ابتدا حاجیوں کے رخصت ہونے کے بعد ہوئی۔

جلالتہ الملک عبدالعزیز آل سعود نے اپنے زمانے میں حکم دیا کہ ان کے حساب خاص سے دو سبیلیں بنائی جائیں۔ ان میں سے ایک مشرقی جانب زمزم کے قبہ کے قریب اس کے جنوبی پہلو پر اور دوسری بیت زمزم کے جنوبی جانب حجرہ اغوات کے جوار میں پرانی سبیل کی سمت پر۔ دونوں سبیلیں ان کے مخصوص نام کے ساتھ بنائی

جائیں۔ چنانچہ قبہ زمزم کے جوار میں بنائی جانے والی سبیل کو سنگ مرمر سے بنایا گیا اور اس کے چھ دہانے بنائے گئے اور دوسری سبیل جو اغوات کے جوار میں بنائی گئی اس کے تین دہانے بنائے گئے اور پرانی سبیل کی تجدید کی گئی۔ پہلی سبیل پر یوں لکھا گیا "یہ وہ سبیل ہے جس کو امام عبدالعزیز بن عبدالرحمٰن السعود نے تعمیر کروایا ہے" دوسری سبیل پر تحریر اس ترتیب سے لکھی گئی "تعمیر کروایا ہے اس سبیل کو امام عبدالعزیز بن عبدالرحمٰن السعود نے" اور اس کی قریبی سبیل پر یوں لکھا گیا "تجدید کی ہے اس سبیل کی امام عبدالعزیز بن عبدالرحمٰن السعود نے" حجرہ اغوات کی قریبی سبیل کی تعمیر ۱۳۴۵ھ میں مکمل ہوئی جبکہ قبۂ زمزم کی قریبی سبیل ۱۳۴۶ھ میں پایہ تکمیل کو پہنچی۔
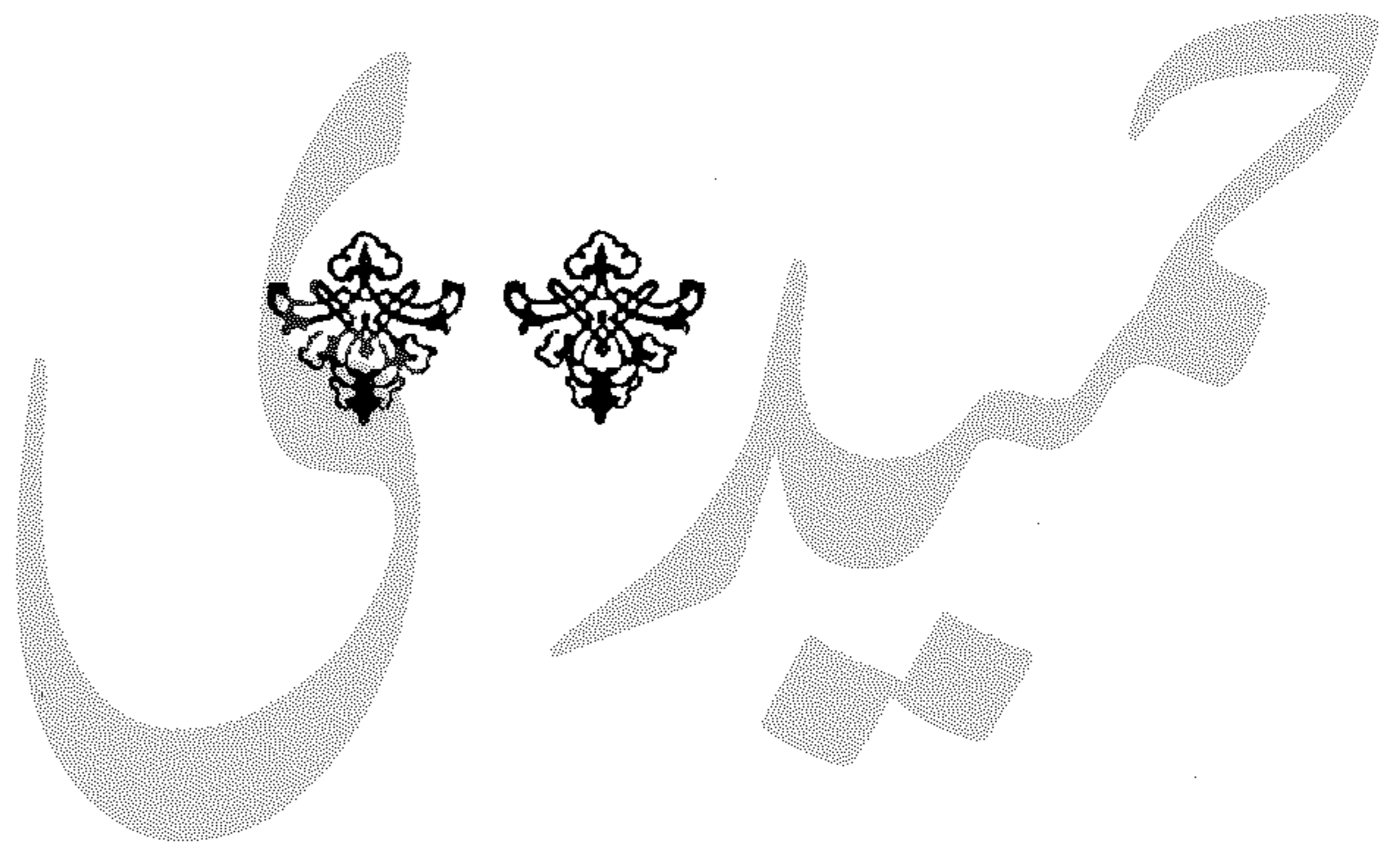
## اسماء زمزم (زمزم کے نام)

فاکھی نے کہا ہے کہ احمد بن ابراھیم اشراف اھل مکہ میں سے تھا اس نے مجھے ایک کتاب دی۔ تو میں نے اس کی کتاب میں سے کچھ حصہ اسے لکھ بھیجا تو اس نے کہا کہ "یہ زمزم کے نام ہیں جن سے اسے موسوم کیا جاتا ہے اور وہ درج ذیل ہیں۔

ھزمة جبریل

سقیا اللہ اسماعیل

لا شرق

لا تذم

برکة

سیدة

نافعة

مضنونة

عونة

بشریٰ

صافیة

برة

عصمة

سالمة

میمونة

مبارکة



کافیة

عافیة

مفداة

طاهرة

مغذاة

حرمیة

مرویة

مؤنسة

طعام طعم

شفاء سقم

## اور زمزم کے ناموں میں یہ نام بھی کہے جاتے ہیں

طیبة

تکتم

شباعة العیال

شراب الابرار

قریة النمل

نقرة الغراب

ھزمة اسماعیل

حفیرة العباس۔ اور یہ نام "یاقوت" نے "مختصر معجم البلدان" میں ذکر کیا ہے اور وہ غیر مانوس ہے۔ واللہ اعلم

اور سھیلی نے کہا ہے کہ زای پر میم کی تقدیم کے ساتھ زمزم کا نام ھمزة جبریل بھی ہے کیونکہ "کہا جاتا ہے کہ جبریلؑ نے زمزم کی جگہ ایڑی سے گڑھا ڈالا اور پانی

کے ہم معنی ہے۔

(شفاء سقم) اس کا یہ نام اس لئے ہے کہ اس کا پینا بہت بیماریوں اور دردوں سے شفاء کا سبب ہے۔

(طعام طعم)' اس کا یہ نام اس لئے ہے کہ آدمی اس سے سیر ہو جاتا ہے۔ اس کے معنی پیٹ بھر کر کھانے اور بھوک کا ازالہ کرنے کے ہیں۔

(هَزْمَةُ جبریل) همزه میں سے ہے۔ همز (سوراخ کرنا) یَهْمَزَهٗ' اذا غمزهٗ بیده' یعنی جب ہاتھ کے ساتھ اس نے اسے سوراخ کیا تو چھونے اور ضرب لگانے کی جگہ پر حفرہ اور ھزمہ بن گیا۔ گویا کہ وہ جبریلؑ کا کھودا ہوا ہے۔ یا ضرب کے ساتھ نکالا ہوا ہے۔

اور زمزم کے ناموں کی تفسیر میں (حرمیہ) بھی ہے۔ اور حرم سے اللہ ہی زیادہ واقف' اور وہی اس کے بارے میں زیادہ علم رکھتا ہے۔

(ظبیہ)' اس ظبیہ کے ساتھ تشبیہ کے باعث ظبیہ کہتے ہیں جو خریطہ ہے یعنی تھیلا۔ قاضی جمال الدین عبداللہ بن ظہیرہ نے کہا ہے کہ یہ نام اس لئے کہ وہ اپنے اندر پانی کو جمع کرتا ہے۔

(**تکتم**) کتم کا نصرینصر کے وزن پر فعل مضارع ہے۔ جس کا مطلب ہے روکتا ہے۔ چاہ زمزم نے چونکہ آب زمزم کو بہنے سے روکا ہوا ہے اس لئے اس کا یہ نام ہے۔

(نقرۃ الغراب)' ازرقی نے کہا ہے کہ اس نقرۃ الغراب کا نام رکھنے سے مراد یہ ہے کہ جب جناب عبدالمطلب کو چاہ زمزم کھودنے کا حکم دیا گیا تو انہیں خبر دی گئی کہ اس کا مقام وہ ہے جہاں سفید پاؤں والا کوا چونچ مارتا ہو گا جیسا کہ پہلے اس کی صراحت ہو چکی ہے۔



# آب زمزم کی فضیلت

آب زمزم کی فضیلت اور اس کی برکت میں بہت سی احادیث اور متعدد روایات آئی ہیں۔ داؤد بن عبدالرحمان نے عبداللہ بن عثمان بن خیثم سے اور انہوں نے وھب بن منبہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے زمزم کے متعلق فرمایا "اس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے وہ اللہ کی کتاب میں مضنونہ (ہر آرائش سے پاک) ہے۔ وہ اللہ تعالیٰ کی کتاب میں بڑہ (بابرکت) ہے۔ وہ اللہ سبحانہ کی کتاب میں شراب الابرار (نیکوں کا مشروب) ہے۔ اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی کتاب میں وہ طعام طعم و شفاء سقم (سیر کرنے والی غذا اور بیماریوں کی شفاء) ہے۔

اور الزنجی نے ابن خیثم سے روایت کیا ہے "ہمارے ہاں وھب بن منبہ آئے۔ انہیں کوئی تکلیف ہو گئی تو ہم ان کی عیادت کے لئے آئے۔ ہم نے ان کے پاس آب زمزم دیکھا تو ہم نے کہا "آپ ایسا کیوں نہیں کرتے کہ اسے میٹھا کر کے خوشگوار بنا لیں کیونکہ یہ پانی گاڑھا ہے۔ انہوں نے کہا کہ میں اسے بغیر کسی ملاوٹ کے ہی پینا چاہتا ہوں۔ اور اس ذات کی قسم جس کے دست قدرت میں وھب کی جان ہے وہ اللہ کی کتاب میں زمزم ہے' نہ اس کا پانی ختم ہو گا اور نہ اس کی برکات زوال پذیر ہوں گی۔ اور وہ اللہ تعالیٰ کی کتاب میں نیکوں کا بابرکت مشروب (شراب الابرار) ہے اور وہ اللہ تعالیٰ کی کتاب میں (مضنونہ) ہے اور وہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی کتاب میں طعام طعم و شفاء سقم ہے۔ اور اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں وھب کی جان ہے۔ کہ اگر کوئی شخص آب زمزم کو پینے کا ارادہ کرے اور خوب سیر ہو کر اسے پیئے تو اس کی بیماری زائل ہو جائے گی اور اسے شفاء حاصل ہو جائے گی۔ اور داؤد بن عبدالرحمٰن نے عبداللہ بن ابی یزید سے اور انہوں نے عبید بن عمیر سے اور

انہوں نے کعب سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے زمزم کے متعلق کہا "ہم اسے مضنونہ پاتے ہیں۔ اس کے بارے میں تمہارے ساتھ بخل کا رویہ اختیار کیا جاتا ہے۔ سب سے پہلے اس کے پانی کو اسماعیل علیہ السلام نے پیا۔ وہ طعام طعم و شفاء سقم ہے۔

سفیان بن عیینہ بن ابی نجیح نے مجاہدؒ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ زمزم کے پینے کے موقع پر اگر تم شفاء چاہو گے تو اللہ تعالیٰ تمہیں شفاء دے گا۔ اور اگر تم پیاس بجھانے کے لئے پیو گے تو اللہ تعالیٰ تمہیں سیراب کرے گا۔ اور اگر تم بھوک مٹانے کے لئے پیو گے تو اللہ تعالیٰ تمہیں سیر شکمی عطا فرمادے گا۔ وہ جبریلؑ کا اپنی ایڑی سے نکالا ہو کنواں ہے اور وہ اسماعیل علیہ السلام کے لئے اللہ تعالیٰ کی سقیا ہے۔

سفیان نے فرات القزار سے اور انہوں نے ابو طفیل سے روایت کیا ہے' کہ میں نے حضرت علیؓ کو کہتے ہوئے سنا ہے "کہ آپ نے فرمایا ہے کہ وادیوں میں سے بہترین وادی مکہ کی وادی اور ہند کی وادی (جزائر انڈیمان) جہاں پر آدم علیہ السلام اترے اور وہیں سے یہ خوشبو لائی جاتی ہے جس سے لوگ خوشبو لیتے ہیں۔ خبیث ترین وادیاں احقاف کی وادی اور حضر موت کی وادی ہے۔ جسے برھوت کہتے ہیں۔ اور بہترین کنواں چاہ زمزم ہے اور بد ترین کنواں بلھوت کا کنواں ہے جہاں پر کفار کی ارواح جمع کی جاتی ہیں اور وہ برھوت میں ہے۔

سفیان نے ابراھیم بن نفاع سے اور انہوں نے ابن ابی حسین سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے سہیل بن عمرو کی طرف پیغام بھیجا کہ وہ آپؐ کو آب زمزم تحفہ میں بھیجے۔ چنانچہ انہوں نے آپؐ کو دو مشکیزے آب زمزم کے بھیجے اور ان دونوں پر کراغوطیا لگا دیا۔

عبدالجبار بن الور دسے عبدالمالک بن حارث بن ابی ربیعہ مخزومی کی حدیث روایت کی جاتی ہے کہ انہوں نے عکرمہ بن خالد سے روایت کیا کہ انہوں نے کہا "میں آدھی رات کے وقت زمزم کے پاس بیٹھا ہوا تھا تو میں نے دیکھا کہ ایک جماعت طواف کر رہی ہے۔ ان کے کپڑے سفید تھے اور ان پر ذرہ برابر داغ نہ



تھا۔ جب وہ طواف سے فارغ ہوئے تو انہوں نے میرے قریب ہی نماز پڑھی۔ پھر ان میں سے ایک نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ آیئے ابرار کے مشروب سے پئیں" عکرمہ کہتے ہیں کہ وہ اٹھے اور زمزم میں داخل ہوئے تو میں نے سوچا' واللہ میں کیوں نہ ان کے پاس جاؤں۔ اور ان سے کچھ پوچھوں۔ پس میں اٹھا اور زمزم میں داخل ہوا لیکن میں نے وہاں کوئی بشر نہ پایا۔

عبدالجبار بن الورد نے ایک صاحب رباح مولیٰ آل اخنس سے روایت کیا کہ اس نے کہا کہ مجھے میرے مالک نے آزاد کر دیا تو میں صحرا عبور کر کے مکہ میں داخل ہوا تو مجھے شدید بھوک تھی حتیٰ کہ میں کنکریوں کا ڈھیر لگاتا اور اپنے پیٹ کو اس پر رکھ دیتا۔ ایک رات میں زمزم کی طرف گیا۔ اس میں سے میں نے کھینچا تو دودھ تھا جو میں نے پیا گویا کہ وہ نفاست سے بہتا ہوا بکری کا دودھ تھا۔ محمد بن یحییٰ نے واقدی سے اور انہوں نے ابن سبرہ سے اور انہوں نے عمر بن عبداللہ القیسی سے اور انہوں نے جعفر بن عبداللہ بن ابی الحکم سے اور انہوں نے عبداللہ بن غنمہ اور انہوں نے حضرت عباسؓ بن عبدالمطلب سے روائت کیا ہے کہ آپؓ نے فرمایا "دور جاہلیت میں لوگ زمزم کے بارے میں ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کی کوشش کرتے حتیٰ کہ عیال دار لوگ صبح کے وقت اپنے اہل و عیال کے ساتھ آتے اور آب زمزم پیتے تو یہ ان کے لیے صبح کا ناشتہ ہوتا اور ہم زمزم کو عیال داروں کے لئے مالی اعانت شمار کرتے۔

محمد بن یحییٰ نے سلیم بن مسلم سے' انہوں نے سفیان ثوریؒ سے' انہوں نے العلاء بن ابی العباس سے' انہوں نے ابو الطفیل سے روایت کیا کہ انہوں نے کہا "میں نے ابن عباسؓ کو کہتے سنا ہے "جاہلیت میں زمزم کو شباعۃ کا نام دیا جاتا تھا اور سمجھا جاتا تھا کہ وہ ضرور تمند کا بہترین مددگار ہے اور محمد بن یحییٰ نے واقدی سے اور انہوں نے عبداللہ بن المؤمل سے' انہوں نے ابو زبیر سے' اور انہوں نے جابرؓ سے اور انہوں نے نبی ﷺ سے روائت کیا ہے کہ آپؐ نے فرمایا کہ "آب زمزم جس

مقصد کے لئے پیا جائے وہی اس سے حاصل ہوتا ہے" شیخ الاسلام علامہ سیوطی نے کہا ہے کہ ابن ماجہ نے یہ حدیث عمدہ سند کے ساتھ بیان کی ہے' اور خطیب نے اس حدیث کو تاریخ میں جس سند کے ساتھ نکالا ہے دمیاطی اور منذری نے اسے صحیح کہا ہے البتہ نووی نے اس کے ضعف کی بات کی ہے۔ ابن حجر نے اسے جابرؓ ابن عباسؓ اور ابن عمروؓ کے طریق پر مرفوعاً درود کے ساتھ حسن کہا ہے۔ دیلمی نے یہ روایت بیان کی ہے کہ آب زمزم ہر مرض کی دوا ہے۔ اس کی سند بہت ضعیف ہے۔

ابن عباس رضی اللہ عنہ کی حدیث میں آیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ آب زمزم کے پینے سے مطلوبہ مقصد پورا ہوتا ہے۔ اگر تم اسے حصول شفاء کے لئے پیو تو تمہیں شفا دے گا۔ اگر تم اسے پیاس بجھانے کے لئے پیو تو اللہ تمہاری پیاس بجھا دے گا۔ وہ جبریلؑ کا نکالا ہوا کنواں ہے اور اسماعیلؑ کے لئے اللہ تعالیٰ کی سقیا۔

محمد بن یحییٰ نے واقدی سے انہوں نے عبدالحمید بن عمران سے' انہوں نے خالد بن کیسان سے اور انہوں نے ابن عباسؓ سے بیان کیا کہ انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ آب زمزم کا سیر ہو کر پینا نفاق سے برأت کا موجب ہے۔ اور ابو سعید نے انصار کے ایک آدمی سے اور اس نے اپنے باپ سے اور اس نے اپنے دادا سے روایت کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ہمارے اور منافقین کے مابین فرق کی علامت یہ ہے کہ اھل ایمان ایک ڈول آب زمزم کا کھینچتے ہیں اور خوب سیر ہو کر پیتے ہیں لیکن منافق میں اسے سیر ہو کر پینے کی استطاعت نہیں ہوتی۔

واقدی نے ثوری سے اور انہوں نے مغیرہ بن زیادہ سے' انہوں نے عطا سے روایت کیا ہے کہ کعب احبار زمزم سے متعلق بارہ مشکیزے شام لے گئے۔ اور واقدی نے ثور بن یزید' انہوں نے مکحول سے روایت کیا ہے کہ کعب احبار شام جاتے ہوئے آب زمزم کو بطور زاد راہ لے کر گئے۔ اور واقدی نے ابو ذویب سے' انہوں نے قاسم بن عباس سے اور انہوں نے عباسؓ بن عبدالمطلب کے غلام بابلہ



سے روایت کیا ہے کہ کعب احبار آب زمزم کا ایک برتن لے کر آئے۔ ہم اس سے پانی کھینچتے ہمیں اس سے روک دیا گیا۔

ابن عباسؓ سے روایت کیا جاتا ہے کہ انہوں نے کہا کہ اخیار کی جائے نماز میں نماز پڑھو اور ابرار کے مشروب سے پیو' ابن عباسؓ سے پوچھا گیا کہ اخیار کی جائے نماز کون سی ہے تو انہوں نے کہا کہ میزاب (پرنالے) کے نیچے۔ پوچھا کہ ابرار کا مشروب کون سا ہے انہوں نے فرمایا کہ آب زمزم۔ ابوذرؓ کے بھتیجے عبداللہ بن صامت سے روایت کیا جاتا ہے کہ انہوں نے کہا کہ میرے چچا ابو ذرؓ نے مجھے کہا "اے بھتیجے وہ واقعہ جس میں ابوذرؓ کا رسول اللہ ﷺ کے پاس مکہ میں آنا بیان کیا جاتا ہے اس میں رسول اللہ ﷺ اور ابو ذرؓ کی باہمی گفتگو میں یہ بات تھی کہ رسول اللہ ﷺ نے ابوذرؓ سے پوچھا کہ تم مکہ میں کب سے ہو؟ اس نے (یعنی ابوذرؓ نے کہا کہ میں نے آنحضور ﷺ کو بتایا کہ چودہ روز و شب سے یہاں ہوں اور میرے پاس سوائے آب زمزم کے کھانے پینے کی کوئی دوسری چیز نہ تھی اور میں نے کوئی کمزوری محسوس نہیں کی اور میرے پیٹ کی (موٹاپے سے پڑی ہوئی) سلوٹیں بھی ٹوٹ گئی ہیں۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ وہ سیر کر دینے والی غذا ہے۔ اور سعید بن سالم سے روایت کیا جاتا ہے کہ انہوں نے عثمان بن ساج سے سنا کہ "مجھے مقاتل نے ضحاک بن مزاحم کے بارے میں بتایا کہ انہوں نے کہا کہ مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ آب زمزم سے سیر شکمی نفاق سے برأت کا باعث ہے اور وہ مرگی کو زائل کر دینے والا ہے اور اس میں جھانکنا بصارت کو جلا دیتا ہے اور جلد ہی وقت آنے والا ہے کہ وہ نیل و فرات کے پانیوں سے زیادہ خوشگوار ہو گا۔"

معجم الطبرانی نے ثقہ راویوں کی سند کے ساتھ صحیح ابن حبان میں ابن عباسؓ سے ثقہ راویوں کے واسطہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ زمین پر سب سے بہتر پانی آب زمزم ہے۔ علامہ زین الدین فارسکوری کو کہتے ہوئے سنا گیا ہے کہ ہمارے شیخ الاسلام سراج الدین بلقینی نے کہا کہ آب زمزم آب کوثر سے

افضل ہے اور اس کی دلیل یہ دی کہ نبی ﷺ کا سینہ مبارک اس کے ساتھ دھویا گیا تھا۔ اور ظاہر ہے کہ آپؐ کا سینہ افضل ترین پانی سے ہی دھویا جاتا تھا۔" اور شیخ حافظ العراقی نے کہا کہ نبی ﷺ کے سینہ مبارک کو آب زمزم سے دھوئے جانے میں حکمت یہ ہے کہ آپؐ زمین و آسمان کے نظام اور جنت و دوزخ کو دیکھنے کی قوت حاصل کر لیں کیونکہ آب زمزم کی یہ خصوصیت ہے کہ مقوی قلب اور وحشت کو دور کر کے سکون و اطمینان دلانے والا ہے۔

اور آب زمزم کے خواص میں سے یہ بھی ہے کہ وہ بخار کو ٹھنڈا کرتا ہے جیسا کہ سنن نسائی میں ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا گیا ہے۔ اور صحیح بخاری میں بھی شک کے ساتھ یہی بیان کیا گیا ہے۔ اور انہی روایات میں سے ہے کہ ضحاک بن مزاحم نے کہا کہ آب زمزم صداع (سردرد) کو زائل کر دیتا ہے۔ اور یہ روائت بھی ہے کہ قیامت کے دن سے پہلے پہلے میٹھے پانی سطح ارضی سے اٹھا لئے جائیں گے اور زمین کی تہ میں اتر جائیں گے ماسوائے آب زمزم کے۔ ضحاک نے بھی ایسا ہی کہا ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

امام بدرالدین ابن صاحب المصری نے کہا ہے کہ آب زمزم طبی اور شرعی لحاظ سے کرہ ارضی کے جملہ پانیوں سے افضل ہے۔ اس نے کہا "میں نے آب زمزم کو مکہ کے ایک چشمہ کے پانی کے ساتھ تولا تو اسے اس سے چار گنا زیادہ وزنی پایا۔ پھر میں نے اس کا میزان طب سے اندازہ کیا تو اسے طبی لحاظ سے تمام پانیوں سے افضل پایا۔ اور یہ بھی روایات میں آیا ہے کہ اس کا پانی نصف شعبان کی رات میٹھا، لذیذ اور خوشگوار ہوتا ہے جبکہ کنواں پانی سے لبریز ہو جاتا ہے جیسا کہ پہلے کہا جا چکا ہے لیکن اس حالت کا صرف عارف لوگ ہی مشاہدہ کرتے ہیں۔ مشاہدہ کرنے والوں میں شیخ ابوالحسن المعروف بکرباج بھی ہیں۔ اہل مکہ کہتے ہیں کہ اس رات اس سے چشمہ سلوان مل جاتا ہے اور اس رات پانی حاصل کرنے پر مال خرچ کیا جاتا ہے اور لوگوں کی بھیڑ لگ جاتی ہے لیکن پانی تک عزو شرف والے لوگ ہی پہنچ پاتے ہیں۔



ابوالحسن محمد بن مرزوق زعفرانی شافعی نے اپنی کتاب 'کتاب الارشاد فی المناسک میں ذکر کیا ہے کہ مستحب یہ ہے کہ جو شخص زمزم پر آئے وہ اس میں جھانکے کیونکہ یہ عبادت ہے اور خطاؤں کا ازالہ ہے۔ نبی ﷺ سے مرسلاً اسی طرح روایت کیا جاتا ہے' فاکھی نے اسحاق بن ابراھیم الطبری سے ایسا ہی روایت کیا ہے کہ اسحاق طبری نے کہا کہ ہمیں بقیہ بن ولید نے اور انہوں نے ثور سے اور انہوں نے مکحول سے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ زمزم میں نظر ڈالنا عبادت ہے اور یہ خطاؤں کو زائل کر دیتا ہے۔ اور اس کے فضائل میں سے یہ بھی ہے کہ جس نے آب زمزم سے اپنا سر تین بار لیپا۔ اسے ذلت کا سامنا نہ ہو گا۔ اور فاکھی نے یہ بھی ذکر کیا ہے کہ قریش بن بشیرالتمیمی نے کہا کہ انہیں ابراھیم بن بشیر اور انہیں محمد بن حرب نے بتایا کہ وہ روم کے شہروں میں پھر رہے تھے اور شاہ روم کے پاس گئے تو اس نے ان سے پوچھا کہ تمہارا کس ملک سے تعلق ہے۔ انہوں نے کہا میں اہل مکہ میں سے ہوں' تو اس نے پوچھا' کیا تم جبریلؑ کے نکالے ہوئے کنوئیں کو جانتے ہو۔ میں نے کہا کہ ہاں۔ اس نے کہا کہ تم بوۃ (یا برۃ) کو جانتے ہو' تو میں نے کہا کہ ہاں۔ اس نے کہا کیا اس کا اس کے علاوہ بھی کوئی نام ہے۔ میں نے کہا کہ آج کل وہ زمزم کے نام سے معروف ہے۔ پھر اس نے اس کی ساری برکات کا ذکر کیا۔ پھر کہا تم نے اس کے بارے میں یہ کچھ بیان کیا ہے۔ لیکن ہم اپنی کتابوں میں لکھا پاتے ہیں کہ جس نے اس کا پانی تین مرتبہ اپنے سر پر ڈال لیا وہ بے ہوش ہو کر نہیں گرتا۔

جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا جاتا ہے آپ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "جس نے بیت اللہ کا سات چکروں سے طواف کیا اور مقام ابراہیم کے عقب میں دو رکعت نماز پڑھی اور زمزم کا پانی پیا تو اس کے گناہ خواہ وہ کتنے ہی تھے' معاف کر دئے گئے اس حدیث کی تخریج واحدی نے اپنی تفسیر میں کی ہے۔

اور آب زمزم کے فضائل میں سے یہ بھی ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے روایت کیا ہے کہ اہل مکہ کے ساتھ جس کسی نے مسابقت کی تو اہل مکہ ہی سبقت لے

گئے اور اور جس کسی نے بھی ان سے کشتی لڑی انہوں نے ہی پچھاڑا حتی کہ انہوں نے آب زمزم سے احتراز کر لیا۔ اس حدیث کی تخریج ابوذر نے کی ہے۔

آب زمزم کی فضیلت اور اس کی برکات میں بے شمار اخبار و روایات آئی ہیں جن کی تفصیل علامہ مناوی نے شرح جامع الصغیر میں بیان کی ہے' رسول اللہ ﷺ کے اس ارشاد گرامی کے موقع پر کہ آنحضورؐ نے فرمایا کہ آب زمزم اس لئے پیا جاتا ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی اپنے خلیل کے بیٹے کے لئے سقیا اور سیرابی ہے۔ اور اس کے بعد بھی سیر آب ہی ہوتا رہے گا ہر وہ شخص جس نے اخلاص کے ساتھ اس کو پیا۔ حکیم ترمذی نے کہا ہے کہ آب زمزم بندوں کے مقاصد۔ ان مقاصد میں صدق اور حسن نیت کے ساتھ ان کا ساتھی ہے کیونکہ جب کسی توحید پرست کو کوئی شک لاحق ہوتا ہے تو وہ اپنے رب کے حضور گڑگڑاتا اور فریاد کرتا ہے تو اس کی فریاد رسی ہوتی ہے۔ اور بندہ کو جو کچھ حاصل ہوتا ہے بقدر نیت ہی حاصل ہوتا ہے کیونکہ نیت بندے کو اشیاء کے عناصر تک پہنچا دیتی ہے۔ اور نیتوں کا معیار دلوں کی طہارت اور رب تعالیٰ کی طرف ان کی مساعی کے مطابق ہی ہوتا ہے اور دل عقل و معرفت کی مقدار کے مطابق اللہ کی طرف پرواز کے قابل ہوتے ہیں۔ زمزم کے پینے والے کا معاملہ بھی ایسا ہی ہوتا ہے۔



# آب زمزم کے خواص

قدیم زمانوں سے آب زمزم مختلف آراء کا موضوع بنا رہا ہے اور اس کے خواص معلوم کرنے کے لئے تجزیے ہوتے رہے ہیں۔ جعفر صادق رضی اللہ عنہ سے روایت کیا جاتا ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ آب زمزم پانیوں میں عمدہ ترین پانی تھا۔ پھر مشیئت الٰہیہ سے صفا سے ایک چشمہ آ کر اس میں مل گیا جس نے اسے خراب کر دیا۔

امام بدرالدین ابن الصامت المصری نے کہا کہ میں نے مکہ کے پانی کے ساتھ آب زمزم کو تولا تو میں نے آب زمزم کو مکہ کے چشمہ کے پانی سے چار گنا زیادہ وزنی پایا۔ پھر میں نے طبی میزان پر اس کا جائزہ لیا تو میں نے اسے کرہ ارضی کے تمام پانیوں سے طبی اور شرعی لحاظ سے افضل پایا۔

محمد لبیب البتنونی اپنی کتاب "رحلة الحجازيه" میں آب زمزم کا ذکر کرتا ہے اور کہتا ہے کہ حجاج کو آب زمزم میں بڑا اعتقاد ہے اور وہ ایک دوسرے کو دھات کے برتنوں یا مختوم (مہر شدہ) بوتلوں میں آب زمزم کا تحفہ دیتے ہیں۔ اھل مکہ کا یقین ہے کہ وہ ہر شیئی کے لئے فائدہ مند ہے اس حدیث کی دلیل کے ساتھ "آب زمزم جس مقصد کے لئے پیا جائے اسی کے لئے فائدہ مند ہے" "(ماء زمزم لما شرب له)"۔ اور بعض کا دعویٰ ہے کہ وہ بھوک کو دور کرنے کے لئے پیا جاتا ہے اور وہ پینے والے کو سیر کر دیتا ہے۔ البتنونی کا گمان ہے کہ زمزم کے چشمہ کے خدمت گار اس کے فوائد میں مبالغہ کرتے ہیں اور پینے والے کا وھم اس کے ساتھ منسلک ہو جاتا ہے لہٰذا اس کا ذائقہ پینے والوں کے اعتقاد کے مطابق ہوتا ہے۔ ان میں سے کوئی کہتا ہے کہ اس کی لذت کی کوئی مثال نہیں اور بعض کا خیال ہے کہ وہ شہد سے زیادہ

میٹھا اور دودھ سے زیادہ لذیذ ہوتا ہے۔ اور بعض کی رائے اس سے مختلف ہے۔ اور المصری نے کہا (مختلف) شہروں کے چشمے سیاحوں کو مٹھاس کے ساتھ نوازتے ہیں اور زمزم اپنی نمکینی کے ساتھ مخصوص ہے۔

اور مذکورہ حدیث کے ظاہر سے جو یہ سمجھا جاتا ہے کہ یہ پانی جن بیماریوں کے لئے پیا جائے ان کی شفاء اس کے مزاج میں مضمر ہے۔ وہ اس حدیث (انما شفاء سقم) کی تفسیر یوں کرتا ہے۔

"اس کی حقیقت یہ ہے کہ اس کا پانی کھاری (Alkalinic) ہوتا ہے۔ اور اس میں سوڈے کلورائن (Chlorine) چونے (Lime)، سلفیورک ایسڈ ازوٹیک ایسڈ اور پوٹاش کی کافی مقدار پائی جاتی ہے۔ جو اسے تاثیر کے لحاظ سے صحیح معدنیاتی پانیوں (Mineral Waters) کی طرح کی شئے بنا دیتے ہیں۔ اس کی قلیل مقدار فائدہ مند ہوتی ہے اس کی کثرت نقصان سے خالی نہیں ہوتی خصوصاً حج کے دنوں کے علاوہ جب چاہ زمزم کو ترک کیا ہوتا ہے۔ گویا کہ وہ ایام حج میں اس کے فوائد ثابت کر رہا ہے اور باقی دنوں میں اپنے اس قول کے ساتھ اس کے فوائد کی نفی کرتا ہے کہ وہ ایام غیر حج میں بلا استعمال پڑا رہتا ہے اور اھل مکہ' اس کا پانی اس کی نمکینی کے باعث نہیں پیتے۔ اس حالت میں اس میں ازوٹیک ایسڈ کا اضافہ ہو جاتا ہے جس سے اس کا پانی پینے کے قابل نہیں رہتا۔ طواف قدوم کے بعد اسے سیر ہو کر پینے کی نصیحت غالباً اس کی اس تاثیر کے باعث ہے جو مشقت آمیز سفر کے دوران نظام انہضام میں در آنے والے مواد کو صاف کر دینے کے رد عمل سے اعضاء میں چستی پیدا ہوتی ہے اور جسم درست ہو جاتے ہیں اور اطباء نے کہا ہے کہ یہ پانی معدہ' جگر' گردوں اور انتڑیوں کے لئے مفید ہے۔ اور آب زمزم کے ساتھ مسلمانوں کے اعتقاد کی مثال صرف مسلمانوں کے ساتھ ہی مخصوص نہیں ہے' ہندوؤں کو بھی دریائے گنگا اور تالاب مادن کے ساتھ بڑا اعتقاد ہے اور عیسائیوں کو دریائے اردن جو بیت المقدس سے مشرق کی جانب ۲۰ کلو میٹر کے فاصلہ پر ہے' جس کو انہوں نے

چاہ زمزم کے بڑے شگافوں کی سطح پر افقی مسقط۔ waterfall

کعبہ شریف کی جانب سے چشمۂ آب کو ظاہر کرنے والی ابتدائی کاوش۔

WWW.PAKSOCIETY.COM
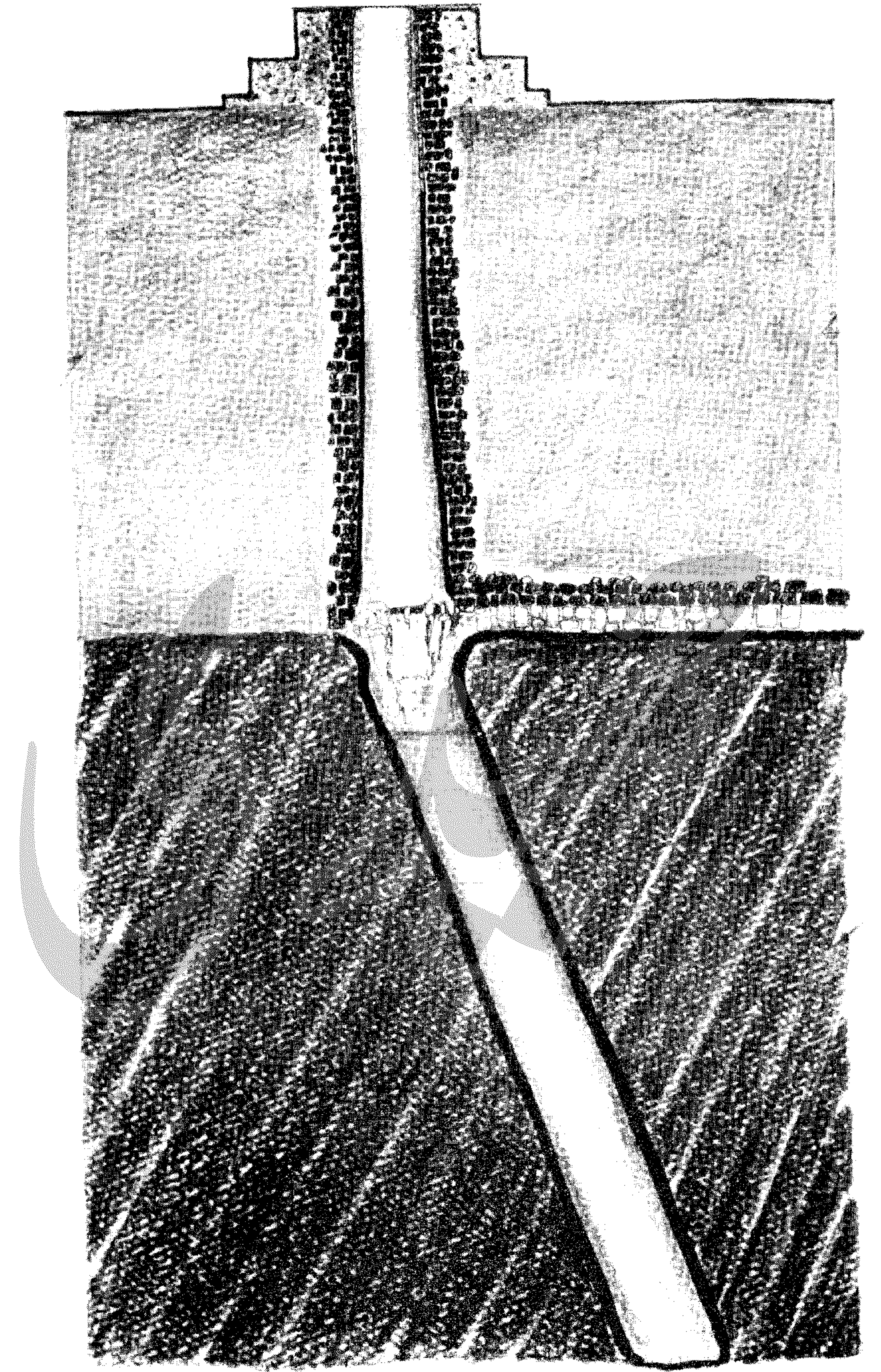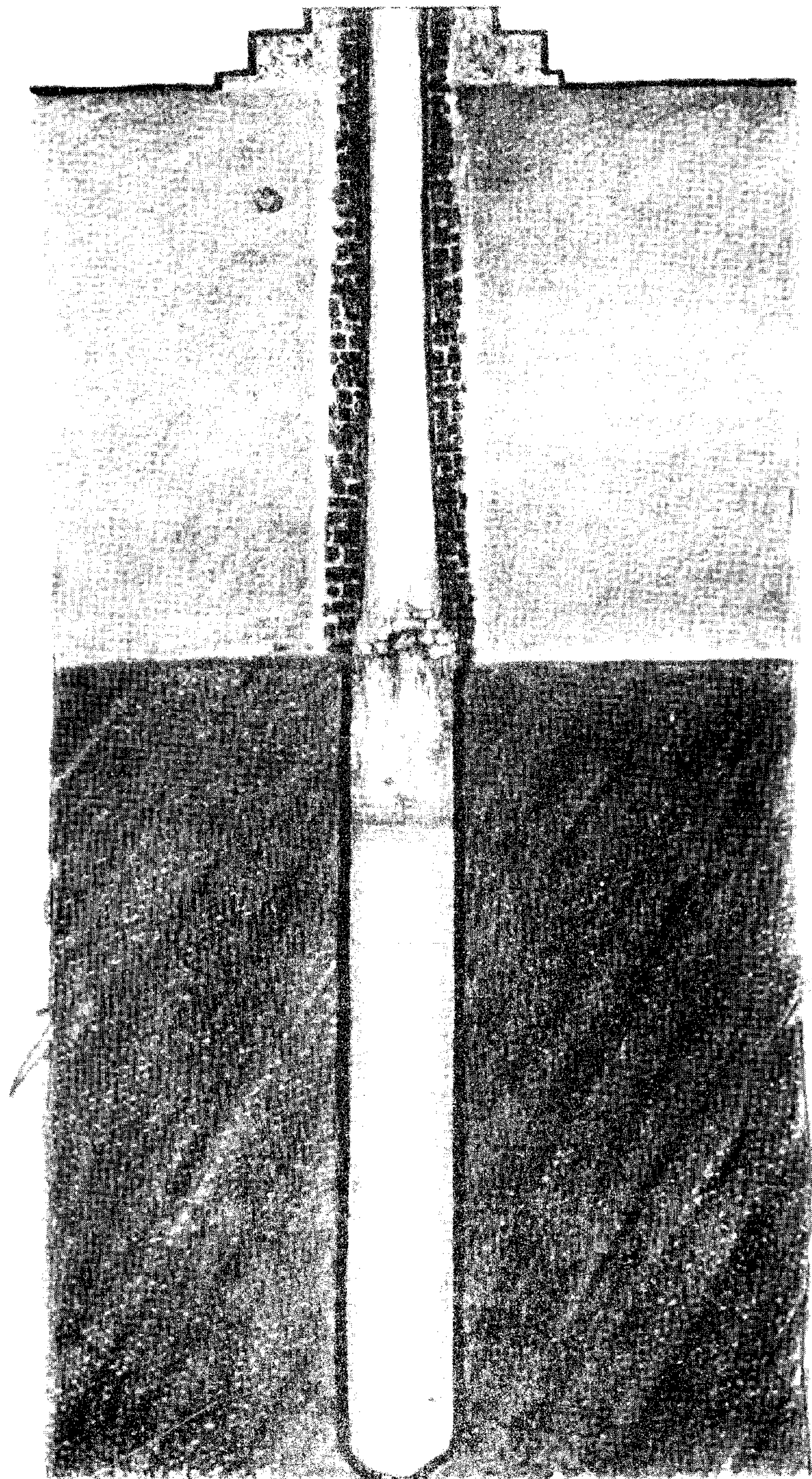
ریائے شریعت کا نام دے رکھا ہے' کے ساتھ بڑا اعتقاد ہے۔ ان کے زائرین اس جگہ پر جا کر نہاتے' دھوتے اور برکت حاصل کرتے ہیں جہاں پر ان کے اعتقاد کے مطابق مسیح علیہ السلام ہیں۔"

"تاریخ عمارۃ المسجد الحرام" کے مصنف' لبیب البتنونی صاحب "الرحلہ الحجازیہ" کی اس رائے پر تبصرہ کرتے ہوئے کہتے ہیں "اس سے ظاہر یہ ہوتا ہے کہ وہ اپنی رائے اور تحقیق میں متردد ہے' تم دیکھتے ہو کہ وہ ایک سانس میں کہتا ہے کہ آب زمزم مفید ہے اور اس رائے پر کیمیاوی اور طبی تحقیقات کے ساتھ دلیل لاتا ہے اور دوسرے سانس میں کہتا ہے کہ اس کا قلیل مفید ہے اور ایام حج کے علاوہ باقی دنوں میں اس کی کثرت ضرر سے خالی نہیں۔ گویا کہ ایام حج میں وہ اس کے فوائد ثابت کر رہا ہے اور باقی دنوں میں اپنے اس قول کے ساتھ اس کے فوائد کی نفی کر رہا ہے کہ اھل مکہ اس کی نمکینی کے باعث اسے نہیں پیتے اور اس حالت میں اس میں ازوٹیک ایسڈ اس درجہ پر پہنچ جاتا ہے کہ اس کے پانی کو پینے کے لئے ناقابل استعمال بنا دیتا ہے۔ یہ سب کچھ اس کی تحقیقات میں اضطراب اور اس کے اقوال و آراء میں تردد کی نشاندہی کر رہا ہے۔ پس وہ شک میں مبتلا' بدحواسی کا شکار ہے۔ قدم آگے بڑھاتا ہے پھر پیچھے ہٹا لیتا ہے۔ نہ سنت کے مطابق چل سکتا ہے اور نہ طب کے۔ نہ تو اسے عقیدہ میں پختگی حاصل ہے اور نہ ہی تجربات و مروجات پر انحصار۔ اس کے اپنے قول کے مطابق اھل مکہ کا اس کی فضیلت اور ہر بیماری کی شفاء میں وارد شدہ احادیث کی دلیل پر ہر معاملے میں اس کے نافع ہونے کا گمان ہے تو یہ صرف گمان نہیں بلکہ ان کا عین یقین ہے کیونکہ مسلمانوں کے عقائد و شرائع میں ان کا اعتماد قرآن کریم اور سنت ثابتہ پر مبنی ہے۔ اس کے اپنے قول کے مطابق اھل مکہ کا یہ زعم تجربات و تحقیقات پر مبنی ہے تو وہ بھی محض گمان نہیں کیونکہ حالات و ادوار کے عموم میں اس کی طبی بنیاد تجربات و تحقیقات کے بل بوتے پر ہے اور اس کی کوئی دیگر قدیم و جدید بنیاد نہیں ہے۔ لیکن اس کی جو بات حیرت انگیز اور تعجب خیز ہے وہ
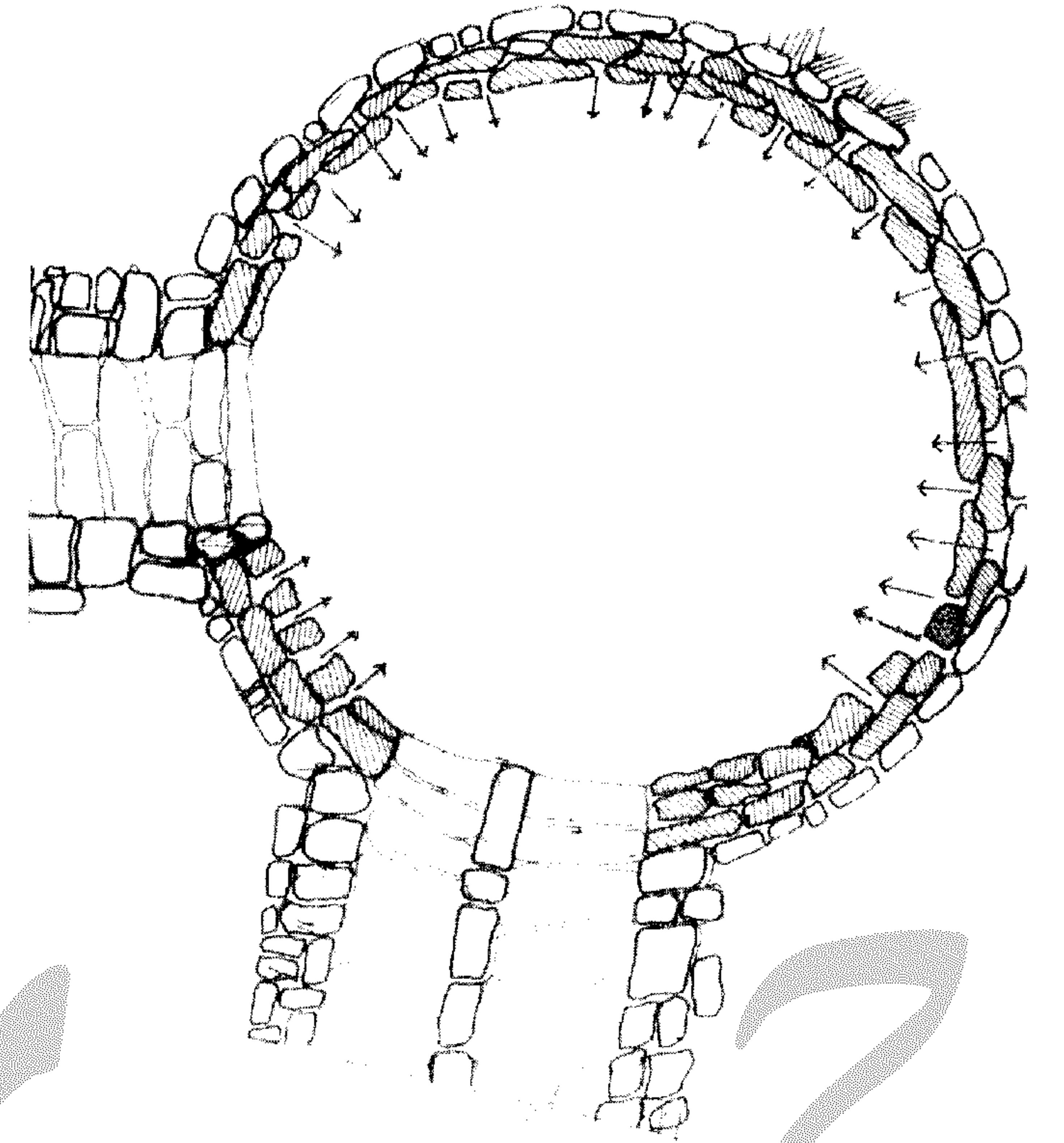
چاہ زمزم میں پانی شگافوں کو ظاہر کرنے والا سیکشن۔

آب زمزم کے چشموں کی سطح پر کراس سیکشن جس سے مصادر کا رخ ظاہر ہوتا ہے۔

یہ کہ اھل مکہ آب زمزم کو اس کی نمکینی کے باعث نہیں پیتے اور ایام غیرحج میں اسے غیر مستعملہ حالت میں چھوڑ دیتے ہیں۔ میری سمجھ میں یہ بات بھی نہیں آتی کہ یہ اس کو کہاں سے معلوم ہوا؟ اور اھل مکہ میں سے کس نے اسے یہ بتایا؟ مکہ کے رہنے والا ہر شخص جانتا ہے کہ یہ بے حقیقت بات ہے اور میں اسے ایک تخیل کے سوا کچھ نہیں سمجھتا۔ مکہ کا رہنے والا کوئی شخص وہاں کا وطنی ہو یا مجاور، ناممکن ہے کہ ایسی بات کہنے والا کوئی ہو۔ اس قول بے حقیقت کو اپنے منہ سے نکالنے والا کوئی نہیں ہو سکتا۔ بلکہ میرے خیال میں پوری دنیا میں کوئی ایک شخص بھی ایسا نہیں پایا جاتا جو مکہ کے کسی رہنے والے سے یہ بات ثابت کر سکے۔ یہ محض وھم و گمان ہی ہو سکتا ہے یا خبر دینے والا ملحدین میں سے کوئی ہو سکتا ہے جن کی شک، حیرت اور تردد کے سوا دین کے کسی معاملہ میں دیگر کوئی بنیاد ہی نہیں ہوتی۔ مکہ کے رہنے والوں میں سے ہر خاص و عام اس حقیقت سے واقف ہے کہ زمزم کا دروازہ شب و روز، سردی ہو یا گرمی اپنے دونوں کواڑوں کے ساتھ ہمیشہ کھلتا رہتا ہے۔ وہ دور جاہلیت میں بھی ایسا ہی تھا اور دور اسلام میں بھی ایسا ہی ہے کہ اھل مکہ عام حجاج اور مجاورین اس میں سے پیتے رہتے ہیں اور وہ سب کے سب عقیدے کی بنیاد پر یا تجربہ کے ساتھ یکساں طور پر اس مبارک پانی کو میٹھا پاتے ہیں اور اس سے سیراب ہوتے ہیں۔اس کا دروازہ کبھی بند نہیں کیا جاتا اور اسے کبھی ترک نہیں کیا جاتا جیسا کہ البتنونی کا گمان ہے۔ اور بالجملہ یہ کہ البتنونی نے جیسا کہ پہلے بتایا گیا ہے، یہ سب کچھ آب زمزم کی حقیقت اور اھل مکہ کی عادات و عقائد سے جہالت و بے خبری کی بنیاد پر لکھا اور اس نے وہ کچھ لکھا جو اس کے نفس نے اس کو مزین کر دکھایا اور اس نے اس طرح اپنے عقیدے کا اظہار کیا، نیز جو کچھ اس نے اپنے سینے میں چھپا رکھا تھا اور جو کچھ اس کے ضمیر نے لپیٹ رکھا تھا، وہی اس سے ظاہر ہوا۔ حالانکہ اسے آب زمزم سے متعلق وارد شدہ مرفوع و موقوف احادیث معلوم تھیں، مگر اس نے سوچا کہ حقیقت کو چھپا لے تاکہ ملحدین اور انہی طرح کے اسلامی مسائل میں شک و



ریب اور تردد میں مبتلا لوگوں کو خوش کرے۔ اس نے اسی پر اکتفا نہیں کیا بلکہ اپنی بحث میں اسلامی مسائل کی بت پرستی، یہودیت اور نصرانیت کے ساتھ تطبیق کی جسارت بھی کر ڈالی، جیسا کہ اس نے کہا: "آب زمزم سے متعلق مسلمانوں کا عقیدہ کوئی مخصوص بات نہیں کیونکہ ہندو اور عیسائی بھی اسی طرح کا عقیدہ رکھتے ہیں۔" ظاہر ہے کہ وہ چاہتا ہے کہ آب زمزم کے بارے میں مسلمانوں کے اعتقاد سے متعلق عذر تلاش کرے، یا یہ کہ ان کے لئے دیگر ادیان میں سے نمونہ تراش لے یا یہ کہ ان دوسروں کے لئے ان کو مثال بنائے اور ان دونوں حالتوں میں وہ خطا ہی کا مرتکب ہوا کیونکہ مسلمانوں نے دیگر ادیان میں سے کسی دین کی کسی شے میں بھی تقلید نہیں کی بلکہ دین اسلام، جیسا کہ اہل اسلام جانتے ہیں کہ وہ رب العزت جل و علا کی طرف سے نبی رحمت حضرت محمد ﷺ پر نازل ہوا، وہ پورے کا پورا ہدایت اور منافع و فوائد پر مشتمل ہے۔ وہ اپنے ہر پیروکار کو دین، دنیا اور آخرت کی مصلحت کا ہی حکم دیتا ہے۔

آب زمزم کا فائدہ اس کے تجزیے کے بعد فنی طور پر ظاہر ہوا اور جیسا کہ پہلے بیان ہوا وہ ثابت ہو چکا ہے لیکن البتنونی اضطراب اور شک میں مبتلا نظر آتا ہے۔ اور اللہ نگاہوں کی خیانت اور سینوں میں چھپے ہوئے رازوں سے تو بخوبی واقف ہے۔

ہم جانتے ہیں کہ آب زمزم کے لئے فضیلت ہے، اس کے فائدے ہیں اور یہ کہ وہ کامل غذا اور بیماریوں کے لئے شفا ہے، جیسا کہ صحیح احادیث اور متعدد روایات میں جو صحابہؓ اور علماء کی ایک کثیر تعداد کے ذریعے ثابت ہو چکا ہے۔ نیز تجربات، تحقیقات اور کیمیاوی تجزیوں سے بھی ثابت ہو چکا ہے۔ اس کے بعد کسی مسلمان کے لئے اس میں کوئی شک اور تردد نہیں۔

کردی آب زمزم میں جراثیم اور بیکٹیریا کی موجودگی کی تردید کرتے ہوئے کہتا ہے "موجودہ زمانے کے بعض اطباء کی رائے ہے کہ آب زمزم میں بعض امراض کے جراثیم اور بیکٹیریا پائے جاتے ہیں جو سیلابوں، بارشوں اور پڑوسی گھروں کی

رطوبتوں سے چاہ زمزم میں داخل ہوتے ہیں۔ لہٰذا وہ پینے کے لئے درست نہیں"۔
ہم مندرجہ ذیل طریق سے اس رائے کی تردید کرتے ہیں۔

۱۔ یہ کہ آب زمزم کو جبریلؑ نے اپنے رب کے حکم سے اللہ کے نبی اسماعیلؑ بن ابراھیم علیہ السلام کے لئے ۴ ہزار سال پہلے اس وسیع و عریض اور بے آب و گیاہ صحرا میں نکالا۔

۲۔ یہ کہ وہ اللہ کے محترم گھر کعبہ معظمہ کے نیچے صفا اور مروہ کی طرف سے چشمہ کی صورت میں نکلتا ہے جبکہ وہ دونوں عظیم مشاعر میں سے ہیں۔

۳۔ ہمارے نبی حضرت محمد ﷺ مدینے میں ہجرت کے بعد مکہ مکرمہ سے اسے طلب فرمایا کرتے تھے۔

۴۔ یہ کہ رسول اللہ ﷺ نے اسے پینے اور اس سے سیراب ہونے کی ترغیب دی ہے کیونکہ انسان اس سے اپنا پیٹ بھرلیتا ہے۔ یعنی کافی پانی پی لیتا ہے۔

۵۔ نبی ﷺ سے بعض احادیث میں وارد ہوا ہے کہ آپؐ نے فرمایا "آب زمزم جس مقصد کے لئے پیا جائے' وہ اسی کے لئے ہے' "اور حدیث میں یہ الفاظ بھی ہیں کہ آب زمزم اسی مقصد کے لئے ہے جس کے لئے پیا جائے کیونکہ اس کے پینے کے ساتھ اگر تم شفا چاہو تو اللہ تعالیٰ تمہیں شفا دے گا اور اگر تم نے پناہ حاصل کرنے کے لئے پیا تو اللہ تعالیٰ تمہیں پناہ دے گا اور اگر تم نے اسے پیاس بجھانے کے لئے پیا تو اللہ تعالیٰ تمہاری پیاس بجھا دے گا اور اگر تم اسے سیری کے لئے پیو تو اللہ تعالیٰ تمہیں سیر کر دے گا۔ وہ حضرت جبریلؑ کا نکالا ہو کنواں اور اسماعیلؑ کا مشروب ہے" اور نبی ﷺ کا یہ بھی ارشاد ہے کہ زمزم ہر بیماری کے لئے شفا ہے اور آنحضورؐ کا یہ بھی فرمان ہے کہ آب زمزم سے سیری نفاق سے برأت ہے' اور آنحضورؐ کا یہ بھی قول ہے کہ ہمارے اور منافقین کے درمیان فرق کی علامت یہ ہے کہ منافقین زمزم سے سیر ہو کر نہیں پیتے۔



۶۔ یہ کہ جبریلؑ نے نبی ﷺ کے سینۂ مبارک کو شق کر کے اسی آب زمزم کے ساتھ دھویا۔

۷۔ آب زمزم کو انبیاءؑ' علمائے صالحین' نیکو کار ائمہ اور اللہ تعالیٰ کے دیگر برگزیدہ بندوں نے پیا۔ اسے ہدایت یافتہ اور اہل اسرار لوگ پیتے ہیں اور جملہ اہل ایمان تاقیام قیامت ایمان' یقین اور صدق اخلاص کے ساتھ اس کو پیتے ہی رہیں گے اور اسے ڈول کے ساتھ خود کنویں سے نکال کر پینا شیریں تر' صاف تر' لذیذ تر اور غذائیت سے بھرپور ہوتا ہے۔ جیساکہ وہ سب لوگوں کے ہاں مجرب ہے۔ زمزم کا عجیب معاملہ یہ ہے کہ اس کا رنگ دنیا کے جملہ پانیوں کی طرح ہے لیکن اس کا ذائقہ ان سب سے مختلف ہے جو لذیذ' پینے والوں کے لئے خوشگوار اور اپنے مخصوص فوائد کے ساتھ ممتاز ہے۔

لہٰذا زمزم ان صفات اور ان ممیزات کے ساتھ کیسے ممکن ہے کہ وہ جراثیم اور بیکٹیریا سے متاثر ہو جیسا کہ اطباء کی رائے ہے۔ اور یہ جراثیم اور بیکٹیریا کیا ہمارے ہی زمانے کی مخلوق ہیں یا وہ قدیم زمانوں میں بھی پائے جاتے تھے؟ ہم نے کبھی نہیں سنا کہ قدیم وقتوں میں کسی نے آب زمزم پیا ہو اور اسے جراثیم اور بیکٹیریا کے باعث کوئی خبیث مرض لاحق ہو گیا ہو بلکہ ہم تو یہ سنتے ہیں کہ پرانے وقتوں اور قدیم زمانوں میں اللہ کے رسولوںؑ اور اہل ایمان کی کثیر تعداد نے آب زمزم کو بیماریوں سے شفا' توبہ اور توفیق' علم و عرفان پانے یا رنج و غم سے نجات یا کسی دیگر نیت سے پیا اور انہوں نے اپنا مطلوب حاصل کر لیا۔ خود ہمارے زمانے میں بھی اہل مکہ اور دوسرے لوگوں نے تجربہ کیا ہے کہ انہوں نے جن مقاصد کے لئے اسے پیا' انہیں پا لیا۔ اور ان کے قصے کتابوں اور اخباروں میں موجود ہیں جن کا انکار وہی شخص کرتا ہے جو دین کے معاملات سے جاہل ہو اور محسوسات اور مشاہدات کے سوا غیب پر ایمان نہ رکھتا ہو۔

ہمارا یقین اور پختہ اعتقاد ہے کہ بیکٹیریا یا جراثیم زمزم میں سیلابوں اور بارشوں

کے باعث داخل ہو جائیں یا کوئی شخص جراثیم و بیکٹیریا سے آلودہ کوئی برتن لائے اور اسے چاہ زمزم میں پھینک دے تو وہ اللہ کی قدرت سے ان کے فعل کو زائل اور ان کی تاثیر کو دور کر دے گا۔

چاہ زمزم ان آخری وقتوں میں ماضی کی نسبت زیادہ حفاظت، بچاؤ اور احتیاط میں ہے۔ پہلے زمانے میں ہزاروں سالوں سے چاہ زمزم صحرا کے خلا میں واقع تھا اور اس سے غیر مہذب دیہاتی اپنے جسموں اور کپڑوں میں صفائی کے لحاظ سے مختلف طبقات میں پیتے پلاتے تھے اور کنویں پر اپنے مویشیوں کو پانی پلاتے تھے تو کیا تاریخ و اخبار میں کوئی ایسا واقعہ آیا ہے کہ وہ یا ان کے مویشی آب زمزم پینے کے باعث امراض خبیثہ میں مبتلا ہو گئے ہوں؟ بخدا ایسا کبھی نہیں ہوا بلکہ اس کے برعکس شکم سیری اور شفا ہی کی خبر آئی ہے۔

اور کردی دوسرے مقام پر کہتا ہے کہ ۱۳۷۶ھ میں آب زمزم نمکین تھا اور اس میں بھاری پن تھا جس کا سبب ہمیں معلوم نہ تھا۔ جب سعودی حکومت نے مسجد حرام کی توسیع کا فیصلہ کیا اور ۱۳۷۵ھ میں مقام سعی کی جانب سے اردگرد کی عمارتوں کو گرانا شروع کر دیا اور اگلے سال یعنی ۱۳۷۶ھ میں مروہ سے صفا تک بلکہ صفا کے اوپر سے لے کر باب وداع تک تعمیر کی بنیادیں رکھنا شروع کیں تو بنیادوں کو قدیم عمارتوں سے لے کر مسجد حرام کے آثار تک گہرا کھودنے کی وجہ سے بنیادوں کا باہمی تسلسل ٹوٹ گیا تو اس وقت آب زمزم شیریں اور صاف حالت میں آنا شروع ہو گیا اور اس کی شیرینی اظہر من الشمس تھی۔ وہ زمزم کے ذائقہ سے متعلق کہتا ہے کہ اس میں نمکینی ہے اور ہم کہتے ہیں کہ زمزم باقی دنیا کے پانیوں کے برخلاف مخصوص ذائقے کا حامل ہے اور معمولاً اس کا پینا اور اس کا معروف ذائقہ فوری طور پر اسے باقی پانیوں سے ممتاز کر دیتا ہے، اگرچہ اس پر کئی سال گزر گئے ہوں، وہ ذائقہ اس سے جدا نہیں ہوتا۔ اور حقیقت یہ ہے کہ اس کے ذائقے کی صفت بیان کرنا مشکل ہے نہ تو اس میں نمک کی آمیزش ہے اور نہ وہ کسی نمکین چیز سے ملا ہوا ہے۔ اسے پینے



کے علاوہ اور کوئی اس کے ذائقے کو نہیں جانتا، ہاں اس میں خفیف سی نمکینی ہے لیکن وہ نمکینی پسندیدہ ہے۔ اور مزاج مومن کے ہاں مقبول و محبوب ہے۔ اور اس نمکینی میں ایک دقیق راز الٰہی پوشیدہ ہے۔ اسی لئے حضرت ابن عباسؓ نے آب زمزم سے متعلق فرمایا کہ وہ ابرار کا مشروب ہے اور اس خفیف سی نمکینی میں صرف ضعیف الایمان آدمی کو ہی کڑوے کھاری پانی کا شک لاحق ہوتا ہے۔ جو اسے پینے کی استطاعت نہیں رکھتا اور اپنے آپ کو اس کے پینے سے بچا کر رکھتا ہے۔ اسی لئے آنحضورؐ نے فرمایا کہ زمزم سے شکم سیری ہمارے اور منافقین کے مابین (امتیازی) علامت ہے۔

# نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا آب زمزم نوش فرمانا اور آب زمزم پینے کے آداب

ازرقی کہتا ہے کہ ابو الولید نے کہا کہ مجھے میرے دادا نے بتایا "مسلم بن خالد الزنجی نے عبدالرحمٰن بن حارث بن عباس سے اور انہوں نے ابن زید بن علی سے اور انہوں نے اپنے والد سے اور انہوں نے عبداللہ بن ابی رافع سے اور انہوں نے علیؓ بن طالب سے روایت کیا۔ انہوں نے کہا کہ "رسول اللہ ﷺ تشریف لائے اور آپؐ نے آب زمزم کا ایک بڑا ڈول طلب فرمایا' پھر اس سے وضو کیا اور فرمایا' اے بنی عبدالمطلب! اپنے کنویں سے پانی کھینچو' اگر مجھے تمہارے مغلوب ہو جانے کا خوف نہ ہوتا تو میں تمہارے ساتھ کھینچتا۔"

ازرقی نے اپنی بات جاری رکھتے ہوئے کہا "میرے دادا نے بتایا کہ ہمیں مسلم بن خالد نے ابن جریج کے واسطہ سے بتایا کہ انہوں نے کہا کہ انہیں ابن طاؤس نے طاؤس سے بتایا کہ نبی ﷺ نے اپنے اصحاب سے فرمایا کہ دن کے وقت آب زمزم کو استعمال کر لو۔ رات کے وقت آنحضورؐ نے عورتوں کو پانی کے استعمال کی ہدایت فرمائی۔ بیت اللہ کا طواف اپنی اونٹنی پر کیا پھر آپؐ چاہ زمزم پر تشریف لائے اور فرمایا کہ "مجھے پکڑاؤ" چنانچہ آنحضورؐ کو ایک ڈول پیش کیا گیا۔ آپؐ نے اس میں سے پیا' کلی کی اور کلی کا پانی ڈول میں ڈالا اور ارشاد فرمایا کہ اسے کنویں میں ڈال دو۔ چنانچہ وہ کنویں میں ڈال دیا گیا۔ پھر فرمایا "(اے بنی عبدالمطلب) اگر مجھے تمہارے مغلوب ہونے کا احتمال نہ ہوتا تو تمہاے ساتھ میں بھی پانی کھینچتا۔" پھر آپ نبیذ کے مشروب کی جگہ پر تشریف لائے تاکہ پیئیں تو حضرت عباسؓ نے کہا کہ میں نے ایک دن قبل



اسے آب زمزم میں ملایا تھا اور وہ بھاری ہو گیا ہے' گھر میں صاف مشروب موجود ہے مگر آپؐ نے اس کے علاوہ ہر دوسرے مشروب کو پینے سے انکار کر دیا۔ حضرت عباسؓ نے تین مرتبہ یہی بات دہرائی مگر آنحضورؐ نے صرف اس کو ہی پیا۔ اور طاؤس کہا کرتے تھے "نبیذ کا پینا حج کے اتمام میں سے ہے"۔ ابن جریج نے کہا "ابن طاؤس نے اپنے باپ کے واسطہ سے مجھے بتایا کہ نبی ﷺ نے فرمایا "کہ اگر (میرے کھینچنے سے) میری سنت ہونے کا احتمال نہ ہوتا تو میں (کنویں سے) پانی نکالتا"۔

ازرقی نے عطاء سے روایت کیا کہ میں نے شیخ کبیر عقیلؓ بن ابی طالب کو ڈول کے لئے رسی بٹتے ہوئے دیکھا۔ اور اہل ثروت کو حج اور ایام منیٰ سے قبل اور بعد اپنی چادروں اور قمیصوں کو (کنویں میں) پھینکتے ہوئے دیکھا یہاں تک کہ وہ نیچے جا کر پانی سے تر ہو جاتیں تو وہ ان کو کھینچ لیتے" ابن جریج نے کہا کہ مجھے حسین بن عبداللہ بن عبیداللہ بن عباسؓ نے داؤد بن علی بن عبداللہ بن عباسؓ سے بتایا کہ ایک شخص نے حضرت ابن عباس کو آواز دی جبکہ بہت سارے لوگ آپؓ کے ارد گرد تھے اور کہا "کیا اس نبیذ کے ساتھ آپ سنت کی پیروی کرتے ہیں؟ کیا وہ تمہارے لئے شہد اور دودھ سے زیادہ آسان ہے "ابن عباسؓ نے فرمایا "نبی ﷺ حضرت عباسؓ کے پاس تشریف لائے اور فرمایا "کہ ہمیں پلاؤ۔" تو انہوں نے کہا کہ یہ مشروب گڈمڈ ہے کیا ہم آپؐ کو دودھ اور شہد نہ پلائیں؟ آپؐ نے فرمایا "ہمیں پلاؤ' جہاں سے تم لوگوں کو پلاتے ہو" پھر نبی ﷺ مہاجر و انصار ساتھیوں کے ساتھ نبیذ کے بڑے برتن پر تشریف لائے اور نبی ﷺ نے سیر ہونے سے پہلے ہی اپنا سر مبارک اٹھالیا اور فرمایا "تم نے خوب بنایا۔ اسی طرح بنایا کرو" ابن عباسؓ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کی خوشنودی ہمارے لئے اس سے محبوب تر ہے کہ ہماری وادیوں میں دودھ اور شہد بہنے لگے۔

ابن جریجؒ نے عطاءؒ سے روایت کیا "جب میں آتا ہوں تو کبھی آب زمزم سے نہیں چوکتا۔ ماضی میں تو خود بھی لوگوں کے ساتھ کھینچا کرتا تھا جس سے میں سنت کی

پیروی میں پی لیتا۔ جب سے بوڑھا ہو گیا ہوں تو میں کھینچتا نہیں‘ میرے لئے کھینچا جاتا ہے اور اگرچہ مجھے پیاس نہیں بھی ہوتی تو بھی میں اتباع سنت محمد ﷺ میں پیتا ہوں اور جہاں تک نبیذ کا تعلق ہے اس کو کبھی پیتا ہوں اور کبھی نہیں پیتا۔ ازرقی نے اضافہ کیا کہ مجھے میرے دادا نے بتایا ”ہمیں ابن عیینہ نے عاصم الاحول سے اور انہوں نے شعبی سے اور انہوں نے ابن عباسؓ سے روایت کیا کہ انہوں نے فرمایا ”میں نے نبی ﷺ کو دیکھا کہ آپؐ کے لئے زمزم سے ڈول کھینچا گیا تو آپ نے آب زمزم کو کھڑے ہو کر پیا اور ابن عیینہ نے مسعد بن عبدالجبار بن وائل بن حجر سے اور انہوں نے اپنے باپ سے روایت کیا کہ نبی کریمؐ کے پاس زمزم کے پانی کا ڈول لایا گیا تو آپؐ نے ناک میں پانی ڈال کر پانی کو ڈول سے باہر جھاڑا۔ پھر کلی کا پانی ڈول میں پھینکا۔ مسعد نے کہ کہ وہ کستوری یا اس سے بھی زیادہ خوشبودار تھا۔ عبدالمجید نے عثمان بن اسود اور انہوں نے مجاہد سے اور انہوں نے ابن عباسؓ سے روایت کیا کہ انہوں نے فرمایا ”ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ آب زمزم کی صفت کر رہے تھے کہ آپؐ نے ڈول لانے کا حکم دیا لہٰذا آپ کے لئے (یہ) کنویں سے کھینچا گیا۔ آپؐ نے اسے کنویں کے کنارے پر رکھا پھر اپنا ہاتھ ڈول کے منہ کی لکڑیوں کے نیچے رکھا اور اللہ کے نام کے ساتھ اپنے دہن مبارک سے گھونٹ گھونٹ پانی پیا۔ پھر اپنا سر مبارک اٹھایا اور اللہ کی تعریف کی اور اس کا شکر ادا کیا۔ آپؐ نے اس عمل کو تین بار دہرایا۔ پھر آپؐ نے فرمایا کہ ہمارے اور منافقین کے درمیان امتیازی علامت یہ ہے کہ وہ سیر ہو کر آب زمزم کو نہیں پیتے۔

امام الفاسی نے آب زمزم کے پینے کے آداب بیان کرتے ہوئے کہا ”اس کے پینے کے لئے مستحب ہے کہ وہ قبلہ رو کھڑے ہو کر اللہ تعالیٰ کا نام لے اور (پینے کے دوران) تین سانس لے اور سیر ہو کر پئے اور اللہ کی حمد کرے اور اس کا شکر ادا کرے‘ اور حضرت ابن عباسؓ کی طرح دعا کرے۔ ابن عباسؓ کی حدیث مستدرک حاکم میں آئی ہے کہ ابن عباسؓ جب آب زمزم پیتے تو دعا مانگتے:



((اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ عِلْمًا نَّافِعًا وَرِزْقًا وَاسِعًا وَشِفَاءً مِّنْ كُلِّ دَاءٍ))

”اور اسی پر اکتفا نہ کرتے بلکہ اور بھی اپنے پسندیدہ معاملات کے لئے دعا کرتے لیکن ایسی دعا سے اجتناب کرتے جس کی بنیاد گناہ پر ہو۔“

علماء نے کہا ہے کہ جو شخص آب زمزم پینا چاہے تو اسے چاہئے کہ وہ پانی کا پیالہ اپنے دائیں ہاتھ میں لے اور کعبہ شریف کی طرف رخ کر کے کہے ”اے اللہ مجھے تیرے نبی ﷺ کی طرف سے یہ بات پہنچی ہے کہ آپؐ نے فرمایا ”آب زمزم جس مقصد کے لئے پیا جائے وہ اسی کے لئے ہے۔ اے اللہ میں اسے اس مقصد کے لئے پیتا ہوں اور اپنے مطلوب مقصد کا ارادہ اپنے دل میں لے آئے اور پھر پیے اور اس دوران تین مرتبہ سانس لے اور ہر مرتبہ بسم اللہ پڑھے اور فارغ ہونے پر ہر دفعہ الحمدللہ کہے۔

محمد بن عبدالرحمٰن بن ابی بکرؓ سے روایت کیا جاتا ہے ہے انہوں نے کہا ”میں ابن عباسؓ کے پاس تھا ان کے پاس ایک آدمی آیا انہوں نے اس سے پوچھا کہ تم کہاں سے آئے ہو؟ اس نے کہا کہ زمزم سے انہوں نے کہا کہ کیا تم نے اسے ایسے پیا جیسا کہ پینا چاہئے اس نے پوچھا کہ وہ کس طرح؟ انہوں نے فرمایا کہ جب آب زمزم پیا جائے تو کعبہ رو ہو کر اللہ تعالیٰ عزوجل کا نام لیا جائے‘ اور پینے کے دوران تین مرتبہ سانس لیا جائے اور خوب سیر ہو کر پیا جائے اور فارغ ہونے کے بعد اللہ تعالیٰ کی حمد بیان کی جائے اور اس کا شکر ادا کیا جائے کیونکہ نبی ﷺ نے فرمایا ہے ”ہمارے اور منافقین کے مابین امتیازی علامت یہ ہے کہ منافقین آب زمزم کو سیر ہو کر نہیں پیتے۔“

# آب زمزم کے ساتھ طہارت؟

ازرقی نے سفیان سے اور انہوں نے عاصم بن بہلہ سے سننے والے سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے زر بن حبیش سے روایت کیا کہ "میں نے عباسؓ بن عبدالمطلب کو زمزم کے گرد چکر لگاتے ہوئے دیکھا اور وہ کہتے جاتے تھے "میں اسے غسل کرنے والے کے لئے حلال نہیں کرتا اور وہ وضو کرنے والے اور پینے والے کے لئے حلال ہے۔ وہ خوب پیے سفیان نے کہا کہ غسل کرنے والے سے مراد وہ ہے جو (آب زمزم سے) غسل کرے۔ اور یہ اس لئے کہ انہوں نے بنی مخزوم کے ایک آدمی کو دیکھا کہ اس نے کپڑے اتارے اور برہنہ کھڑے ہو کر حوض زمزم سے غسل کر رہا تھا۔

سفیان نے عمرو بن دینار سے سنا کہ انہوں نے کہا "میں نے ابن عباسؓ کو کہتے ہوئے سنا حل وبل یعنی زمزم۔ سفیان سے پوچھا گیا کہ حل وبل کیا ہے؟ تو انہوں نے کہا حل محلل۔

اور سفیان بن عیینہ نے عبداللہ بن ابی زید سے اور انہوں نے ابن عباسؓ سے روایت کیا کہ انہیں یہ بات پہنچی کہ بنو مخزوم کے ایک آدمی نے زمزم سے غسل کیا تو اس سے انہیں شدید صدمہ ہوا اور فرمایا کہ وہ کسی غسل کرنے والے کے لئے حلال تو نہیں یعنی مسجد میں غسل جائز نہیں اور وہ پینے اور وضو کرنے والے کے لئے ہے۔

امام الفاسی نے زمزم کے ساتھ طہارت کے حکم کے بارے میں کہا کہ اس کے صحیح ہونے پر اجماع ہے جیسا کہ ماوردی نے حاویہ میں اور نووی نے شرح المھذب میں ذکر کیا ہے۔ چاہئے کہ اس کے ساتھ نجاست کے ازالہ سے پرہیز کیا جائے اور بالخصوص استنجا سے۔ کہا جاتا ہے کہ وہ بواسیر میں مبتلا کر دیتا ہے۔ امام نے کہا کہ جس



نے اس سے استنجا کیا، اسے یہ تکلیف واقع ہو گئی۔ محب الطبری نے اس کے ساتھ ازالہء نجاست کو حرام قرار دیا ہے، اور یہ بھی کہ اس سے طہارت کی جائے۔ اس نے یہ ماوردی کے کلام سے اخذ کیا ہے اور اس کے ساتھ یقینی طور پر اتفاق کیا ہے۔ کمال الدین النشائی نے اپنی کتاب جامع المختصرات اور اس کی شرح میں بھی ماوردی کے کلام سے یہی اخذ کیا ہے۔ ابن شعبان نے ہمارے اصحاب مالکیہ سے اخذ کیا ہے جو ماوردی کے آب زمزم سے طہارت کے حصول سے ممانعت کے نظریہ کے موافق ہے کیونکہ اس کا کہنا ہے کہ آب زمزم سے نہ میت کو غسل دیا جائے اور نہ ہی اس سے نجاست کو دھویا جائے۔ اور ابن حبیب نے مالکیہ سے اسی کے مطابق کہا ہے اور اس کے ساتھ وضو کرنا مستحب قرار دیا ہے۔ امام شافعیؒ کے مذہب کی رو سے آب زمزم سے وضو اور غسل مستحب ہے۔ امام احمدؒ بن حنبل کے سوا کسی نے اس سے وضو کرنا مکروہ قرار نہیں دیا۔ ان کی اس بارے میں ایک روایت موجود ہے۔

فاکہی نے کہا ہے کہ اہل مکہ جب اپنے مردوں کو غسل دے لیتے تو ان کی نظافت کے بعد تبرکاً انہیں آب زمزم سے دھو دیتے۔ اور کہا جاتا ہے کہ اسماءؓ بنت ابی بکر صدیقؓ نے اپنے بیٹے عبداللہ بن زبیرؓ کو آب زمزم سے غسل دیا۔

لیکن شیخ جمال الدین محمد جاراللہ بن ظہیرہ القرشی المخزومی اپنی کتاب میں کہتے ہیں کہ "ماوردی اور نووی نے شافعیہ سے نقل کیا ہے کہ آب زمزم اگرچہ اسے حرمت حاصل ہے لیکن اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ اسے استنجا میں استعمال نہ کیا جائے۔ الرویانی سے اس بارہ میں کراہت نقل کی جاتی ہے۔

اس نے کہا کہ دریاس نے شافعیہ کے حوالہ سے کہا ہے کہ ان کے مسلک میں آب زمزم اور اس کے علاوہ پانی اس معاملے میں برابر ہیں۔ پھر صمیری سے المھذب پر اپنی شرح میں لکھا ہے کہ صمیری نے کہا کہ بہتر ہے کہ استنجا میں آب زمزم کے علاوہ کوئی دوسرا پانی استعمال کی جائے اور محب الطبری نے نجاست کے ازالہ اور اس سے طہارت کے حصول کی تحریم کی فیصلہ کن بات کی ہے۔

# آب زمزم کی منتقلی

امام الفاسی کہتے ہیں کہ چاروں مذاہب اس پر متفق ہیں کہ آب زمزم کو دیگر ملکوں اور شہروں میں لے جانا جائز ہے بلکہ مالکیہ اور شافعیہ کے نزدیک مستحب ہے۔

شافعیہ کے نزدیک آب زمزم اور حرم کے پتھر کے مابین فرق یہ ہے کہ موخر الذکر کو منتقل کرنا جائز نہیں جبکہ آب زمزم کی منتقلی جائز ہے کیونکہ پانی ایسی چیز نہیں جو زائل ہو جاتی ہو اور لوٹائی نہ جاتی ہو۔ شافعیؒ کے ہاں اس فرق کو ان سے بیہقی نے روایت کیا ہے۔ اور اصل بات یہ ہے کہ اس کی منتقلی جائز ہے جیسا کہ جامع ترمذی میں ہے کہ حضرت عائشہؓ آب زمزم شیشے کی بوتلوں میں لے کر گئیں اور فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ اسے برتنوں اور مشکیزوں میں لے کر گئے تھے اور اسے مریضوں پر چھڑکتے اور انہیں پلاتے تھے۔ اسے بیہقی نے اپنے سنن میں باب ایمان میں ذکر کیا ہے۔ ابو عیسیٰ نے کہا یہ حدیث حسن غریب ہے۔ اس طریقہ کے علاوہ ہم اسے نہیں جانتے۔ اور آب زمزم کی منتقلی پر حضرت ابن عباسؓ کی حدیث سے دلیل لاتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت سہیلؓ بن عمرو سے آب زمزم کا ہدیہ طلب فرمایا۔

اس کو طبرانی نے ثقہ رجال کے حوالے سے نکالا ہے اور ہم نے تاریخ ازرقی میں روایت کیا ہے یہ کہ نبی ﷺ نے حضرت سہیلؓ سے آب زمزم آپ کی طرف جلدی کے ساتھ ارسال کرنے کی خواہش ظاہر فرمائی اور دو روایتوں کی رو سے حضرت سہیلؓ نے آنحضورؐ کو آب زمزم ارسال کیا۔ اور روایت کیا جاتا ہے کہ حضرت کعبؓ احبار شام کی طرف آب زمزم کی بارہ مشکیں لے گئے اور نبی ﷺ سے متعلق یہ حدیث آئی ہے کہ آپؐ نے حضرت حسنؓ اور حسینؓ کو آب زمزم عجوہ کھجور کے ساتھ ملا کر گھٹی کے طور پر پلایا۔



# ابن عباس رضی اللہ عنہ کے عہد سے تاحال چاہ زمزم کی بہتری کے لئے اقدامات!

چاہ زمزم خلفاء، ملوک اور حکام کی توجہ کا مرکز بنا رہا۔ انہوں نے چاہ زمزم اور اس کے حجرے کی تعمیر کی۔ اور اس میں قابل قدر آرائشیں کیں۔ آل سعود کا زمانہ آیا تو چاہ زمزم کے لئے اہتمام میں مزید اضافہ ہوا۔ اس باب میں ہم ابن عباسؓ کے عہد سے لے کر زمزم، اس کے حجرے اور اس کے حوض کی تعمیر اور اس کی آرائش سے متعلق جو کچھ تاریخ کی کتابوں میں لکھا گیا ہے اسے ہے، بیان کریں گے۔

ازرقی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کے زمانے میں چاہ زمزم کی تعریف کرتے ہوئے کہتا ہے ”پہلے زمانے میں زمزم کے دو حوض تھے، ایک حوض اس کے اور رکن کے درمیان تھا جس سے پانی پیا جاتا تھا اور ایک حوض اس کے عقب میں وضو کے لئے تھے جس میں باب وضو کی طرف سے پانی جانے کا راستہ بنا ہوا تھا یعنی باب صفا۔ جس کے پہلو میں چاہ زمزم پر کھڑا ہو کر پانی کھینچنے والا اس میں پانی ڈالتا۔ معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ نے چاہا کہ دارالندوہ میں انہیں آب زمزم پلایا جائے مگر ابن عباس رضی اللہ عنہ نے ان کی طرف پیغام بھیجا ”کہ وہ آپ کے لئے نہیں ہے“ تو انہوں نے کہ کہا ”کہ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے سچ کہا“ پھر انہیں رمی جمرات کے موقع پر پلایا گیا، اور پھر جب منیٰ میں واپس آئے تو وہاں پر پلایا گیا۔ نبیذ پلانے کی جگہ رکن اور زمزم کے مابین صفا کے قریب تھی۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ کی مجلس کا مقام زمزم کے اس پہلو میں تھا جو صفا اور وادی کے قریب اور زمزم کے مدخل کے دائیں طرف تھی۔ اور پہلا شخص جس نے ان کے بیٹھنے کی جگہ پر گنبد بنایا وہ سلیمان بن عبداللہ بن عباس تھا۔ اور اس وقت مکہ

پر سلیمان بن عبدالملک کی طرف سے خالد بن عبداللہ القسری عامل تھا۔ پھر امیر المومنین ابو جعفر نے اپنے زمانہ خلافت میں زمزم پر کام کیا اور اس پر ایک کھڑکی لگوائی۔ وہ زمزم کے فرش اور کھڑکی پر سنگ مرمر لگوانے والا پہلا شخص تھا۔

ازرقی، مہدی کے عہد خلافت میں زمزم، اس کے حجرے اور حوض پر کام کی تعریف کرتے ہوئے کہتا ہے "زمزم کے حجرے کا ماتھا جس میں اس کا دروازہ تھا اور جو مقام سعی کے قریب تھا کا پھیلاؤ بارہ (۱۲) ہاتھ انیس (۱۹) انگشت تھا۔ اور مقام سعی کے قریب اس کے کھلنے کی جگہ دس ہاتھ بارہ انگشت تھی۔ کعبہ کے قریب اس کے کھلنے کا پھیلاؤ ۹ ہاتھ ۱۵ انگشت تھا۔ اور اس کی درز جو وادی اور صفا کی طرف تھی ۱۳ ہاتھ ۱۳ انگشت چوڑی تھی اور زمزم کے حجرے کی اونچائی ۵ ہاتھ تھی۔ اس پر دو ہاتھ اور بارہ انگشت سنگ مرمر تھا اور اتنی ہی ساگوان کی لکڑی تھی۔ اور دیواروں کے وسط میں پورے زمزم کے حوض کی اطراف دائرے میں تھیں۔ حوض کی اونچائی ۱۹ انگشت اور چوڑائی ۱۸ انگشت تھی اندر کی طرف دیواروں کی لمبائی دو ہاتھ تھی۔ حوض کی دیواروں پر اندر اور باہر اور وسط میں سنگ مرمر لگا ہوا تھا۔

حوض پر ایک چھت تھی جس کی انچائی بیس انگشت تھی اور چھت کے نیچے چھتیس طاق تھے جن کے ذریعے حوض سے پانی حاصل کر کے وضو کیا جاتا۔ ہر طاق کی لمبائی بیس انگشت اور چوڑائی چودہ انگشت تھی۔ مقام سعی، کعبہ اور وادی کی جوانب بارہ بارہ طاق تھے۔ اور کنویں کے اردگرد زمزم کے حجرے کے اندر اور کنویں کی حد سے لے کر حجرے کے دروازے کی چوکھٹ تک سنگ مرمر کا فرش تھا۔ کنویں کے سر کی گولائی باہر سے ساڑھے پندرہ ہاتھ اور اندر سے ساڑھے بارہ ہاتھ تھی اور حجرے پر ساگوان کے چار ستون تھے۔ اور اس پر مربع شکل کے سانچے تھے۔ اس میں بارہ چرخیاں تھیں جن پر پانی کھینچا جاتا تھا۔

ازرقی، امیرالمومنین المعتصم باللہ کے عہد میں ۲۳۰ھ میں کئے گئے تغیرات کا ذکر کرتے ہوئے کہتا ہے "اس سے قبل زمزم ماسوائے ایک چھوٹے سے گنبد کے کھلا
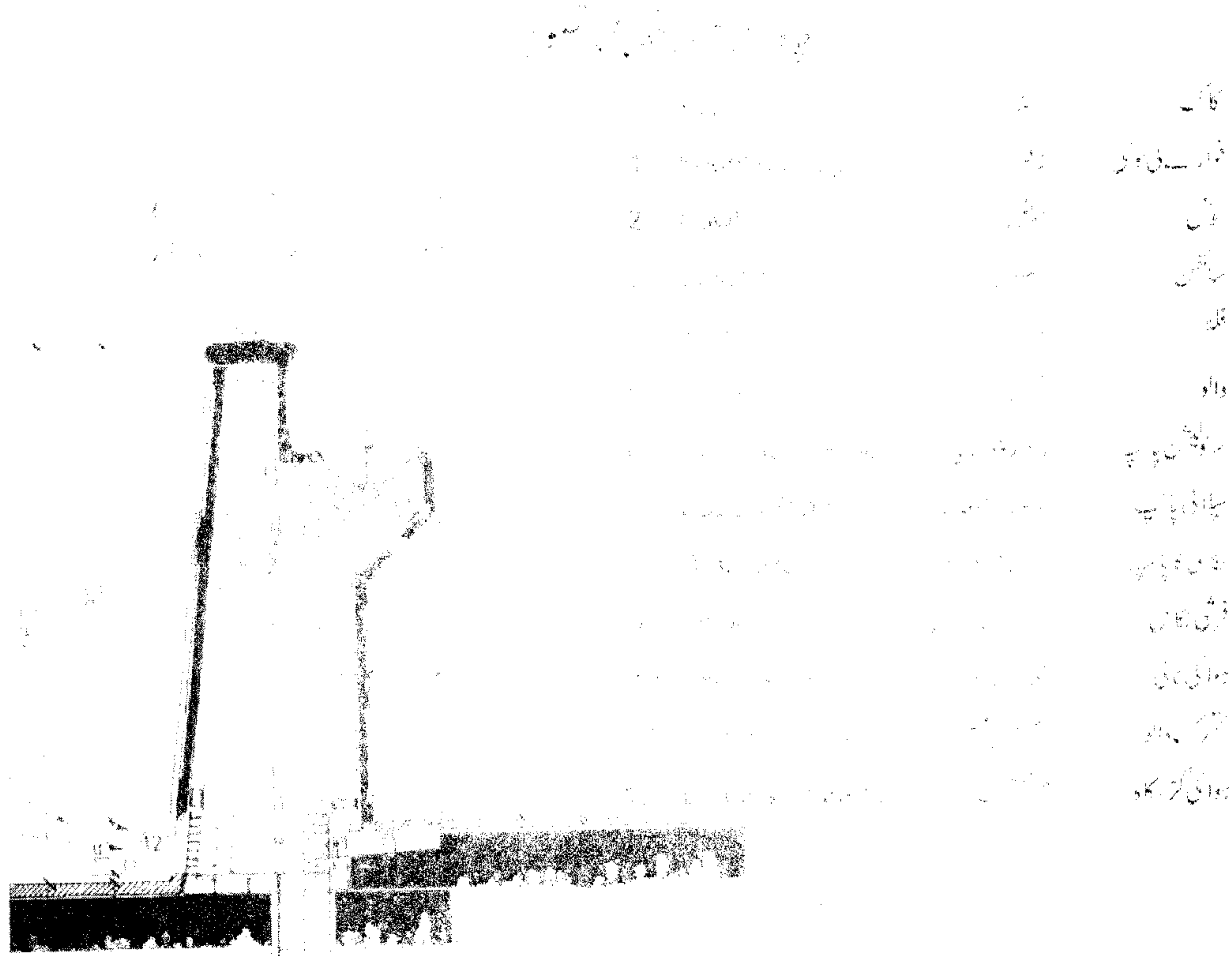
CROSS SECTION A-B
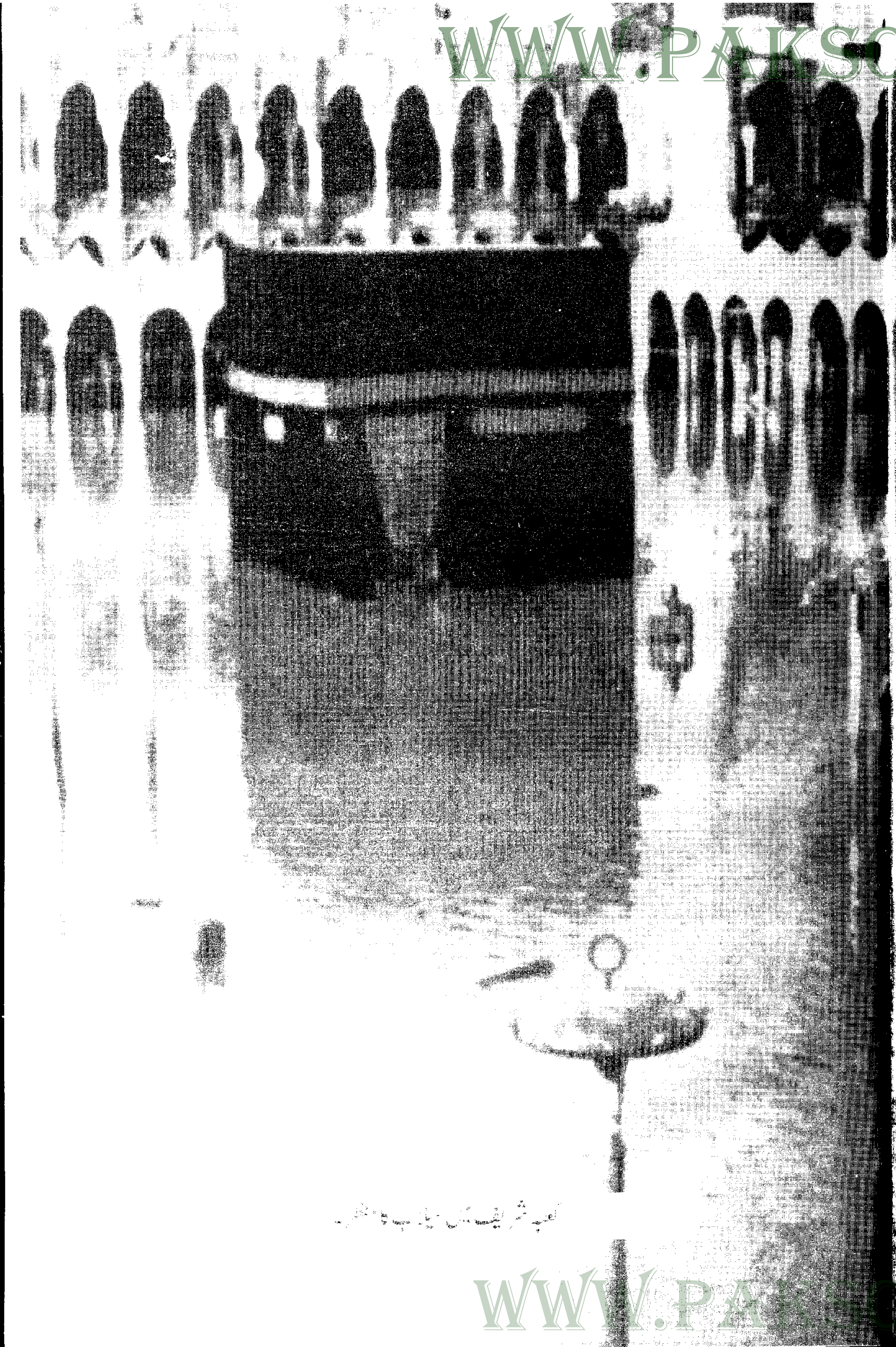
کعبہ شریف میں بارش کا منظر۔

چاہ زمزم کی اندر سے تصویر جس پر معدنی ڈول اور جال ہے جسے ملک عبدالعزیز آل سعود رحمۃ اللہ تعالیٰ کے زمانے میں بنایا گیا۔

ہوا تھا کہ عمر بن فرج الرخجی نے اس پر پوری کی پوری ساگوان کی لکڑی کی چھت ڈال دی جس پر اندر کی طرف سونے کا پانی چڑھایا گیا تھا اور اس کے پہلو میں قندیلوں کا ایک سلسلہ بنایا گیا جن سے ایام حج میں روشنی حاصل کی جاتی۔ اس نے زمزم اور مشروب پینے والی جگہ کے درمیان واقع گنبد پر پچی کاری کی۔ ۲۲۰ھ سے ہر سال موسم حج میں اس کو آراستہ کیا جاتا۔

مہدی باللہ کی خلافت کے زمانہ ۲۵۶ھ میں مسجد کی تعمیر کے لئے بسر نامی ایک خادم آیا جس نے اس کے گنبد کی زمین کو بدل دیا' اس کے سنگ مرمر کو توڑ دیا اور اسے مٹی سے بھر دیا حتیٰ کہ اس کی زمین بلند ہو گئی اور اس میں ایک چھوٹا سا تالاب بنا دیا جس کے وسط میں فوارہ سے پانی نکلتا۔ اس نے اس پر لکڑی کے بند ہونے والے دروازے اور کھڑکیاں بنا دیں۔ کھلی جگہ پر یہ پہلا کام تھا اس سے پہلے لوگ اس جگہ پر نماز پڑھا کرتے اور سویا کرتے تھے۔ گنبد کے چاروں کونوں میں ایک ایک چھوٹا قبہ تھا جنہیں **محمد** بن داؤد کے زمانے میں اکھاڑ دیا گیا۔

ابن جبیر اپنے سفرنامے میں زمزم کے گنبد کی حالت بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ ۵۷۸ھ میں وہ رکن اسود کے بالمقابل چوبیس قدم کے فاصلے پر تھا اور اس کے کونے سے مقام ابراہیم دس قدم تھا اور اس کے اندر صاف سفید سنگ مرمر کا فرش تھا۔ اور کنویں کا اندرونی دائرہ بیت المکرم کے مقابل کی دیواروں کی جانب جھکا ہوا تھا اوار اس کی گہرائی گیارہ قامہ (ایک قامہ = ۶ قدم) تھی۔ اور پانی کی گہرائی سات قامے اور گنبد کے دروازے کا رخ مشرق کی طرف تھا۔ گنبد کے اندر ایک گول سقایہ تھی جس کی چوڑائی ایک بالشت اور گہرائی تقریباً دو بالشت تھی اور زمین سے اس کی اونچائی پانچ بالشت تھی۔ اس میں وضو کے لئے پانی بھرا ہوتا تھا۔ اس کے ارد گرد ایک گول چبوترہ بنا ہوا تھا جس پر لوگ چڑھ کر وضو کرتے تھے۔ گنبد کی سیڑھی پر باب صفا کے رخ پر ایک چبوترہ تھا۔ زمزم کے اوپر نصف حصے میں لکڑی کا عجیب دریچہ تھا۔ اس کی لکڑی میں جالی تھی جس کے سوراخ واضح تھے اور زمزم کے گنبد کی کھڑکی کے

A

A
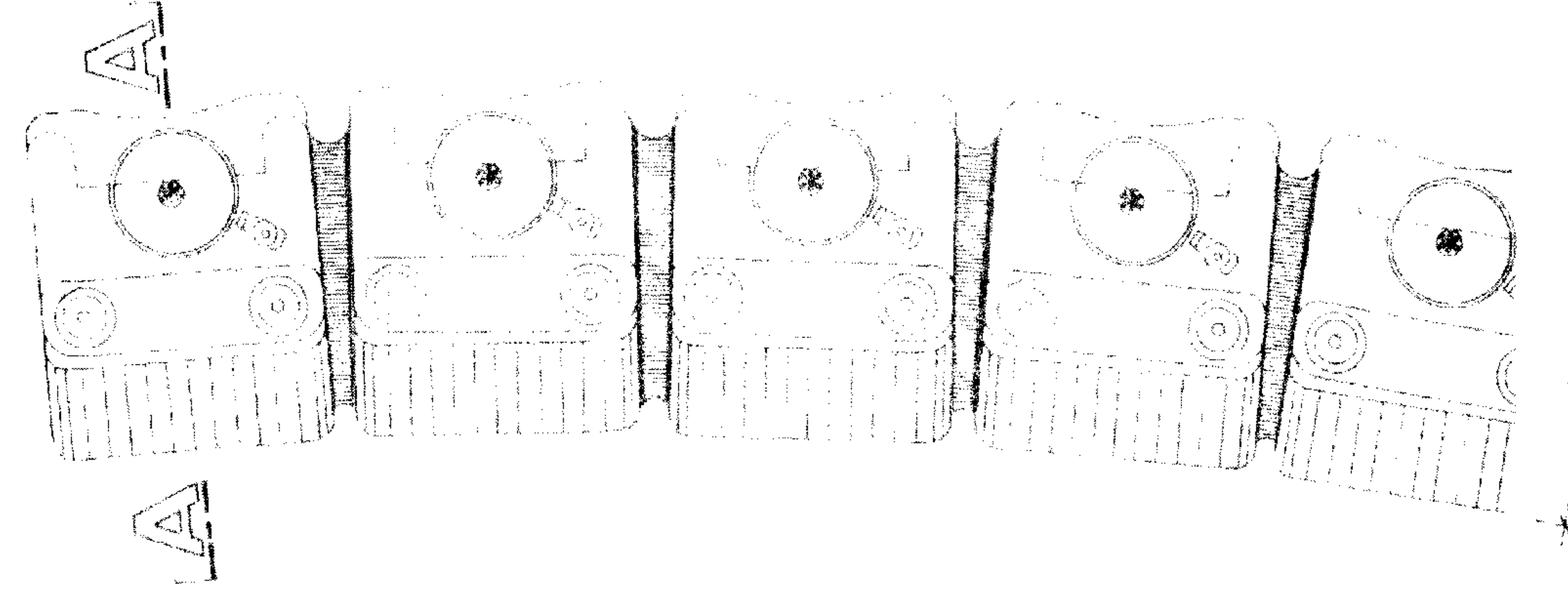
Front elevation

اندر راہب کے گوشۂ تنہائی سے ملتی جلتی سطح تھی۔ جس پر زمزمی مؤذن اذان دیتا تھا۔

التقی الفاسی زمزم کے مقام کی تعریف میں کہتا ہے کہ وہ مربع شکل کا کمرہ ہے۔ اس کی دیواروں میں پانی کے نو حوض ہیں جو آب زمزم سے بھرے جاتے ہیں لوگ ان سے وضو کرتے ہیں سوائے ایک کے جو معطل پڑا ہے۔ اور کعبہ کی طرف کی دیوار میں کھڑکی ہے اور اس کی چھت ساگوان کی ہے۔ اور اس کام کو کرنے والا نامعلوم ہے۔ یہ تعریف ازرقی کی تعریف سے مختلف ہے۔ الفاسی کے قول سے ظاہر ہوتا ہے کہ ازرقی کے زمانے کے بعد چاہ زمزم کی عمارت بنائی گئی اور یہ بات بعید بھی نہیں۔ امام الفاسی کے زمانہ تک بکثرت عباسی خلفاء اور ان میں سے بعض معظم خلفاء منصب خلافت پر فائز رہ چکے تھے۔ اور عباسیوں کو چاہ زمزم کے ساتھ والہانہ محبت تھی کیونکہ سقایہ ان کے دادا حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے پاس تھی اور یہ ان کے لئے بڑے فخر کی بات تھی۔ لٰہذا ناگزیر ہے کہ ان میں سے اکثر نے چاہ زمزم پر تعمیر کی ہو گی۔

امام الفاسی چاہ زمزم پر بنائی گئی عمارت کی وضاحت کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ وہ مکان جس میں چاہ زمزم تھا' اس کے اوپر مؤذنین کے لیے ایک چھتر تھا دیمک نے اس کے ستونوں کی لکڑی کو کھا کر اسے خراب کر دیا لہٰذا اس چھتر کو ۸۲۱ ہجری میں لکڑیوں کے ساتھ سہارا دے کر گرنے سے روکا گیا لیکن ۷ ربیع الاول ۸۲۲ھ کو چھتر کو گرا دیا گیا۔ اس کے نیچے لکڑی کی مولڈنگ (آرائشی بیل) اور ریلنگ (جنگلہ) تھی جو دیمک خوردہ تھی۔ لہٰذا صورت حال اس کا تقاضا کرتی تھی کہ چھتر کو کعبہ کی قریبی دیوار' مقام شافعی' اور اس مکان کی خلوت کے قریب کی دیواروں پر بنایا جائے جہاں ٹائلوں کے مضبوط ستون تھے' تاکہ اسے لکڑی کے ستونوں کی طرح دیمک کھا کر خراب نہ کر دے لہٰذا ان دیواروں کو اوپر سے نیچے زمین تک اکھاڑا گیا اور ان کی بنیاد کو کعبہ کی جانب ایک ہاتھ کے قریب وسیع کیا گیا۔ اور تعمیرات کے قواعد کے



مطابق بنیاد کو زمین میں ایک قامہ (۶ قدم) کے قریب نیچے اتارا گیا اور اسے پہلی بنیاد کے ساتھ ملا کر بنایا گیا۔ اور مقام شافعی والی بنیاد کو چوڑا اور مضبوط پایا گیا تو اس پر ادھیڑی گئی دیواروں کو چھت تک تعمیر کیا گیا اور ہر دیوار میں چونے کے تین محراب بنائے گئے۔ اور کعبہ کی طرف محرابوں کے درمیان سنگ مرمر کے سیسہ پلائے ہوئے مضبوط ستون بنائے گئے۔ اور ان کے لئے مذکورہ دیوار کی بنیاد سے جگہ خالی چھوڑ گئی اور ان دو دیواروں کی جالیوں کو ان حوضوں تک بڑھا دیا گیا اور ان دیواروں کی چوڑائی زیادہ کر دی گئی۔ اور ان کے اوپر کو تراشے ہوئے بڑے بڑے مضبوط پتھروں سے اور محرابوں کے اوپر تراشے بغیر پتھروں سے چونے کے ساتھ تعمیر کیا گیا' نیز خانۂ زمزم کی شرقی دیوار کی اوپر کی چوکھٹ کو سرے تک ادھیڑ کر چونے اور ٹائلوں سے تعمیر کیا گیا۔ اور اس مکان کی چھت کو کھول کر خراب لکڑی کو عمدہ لکڑی سے تبدیل کر دیا گیا۔ اور اس کی غربی دیوار پر تین مضبوط ستون پختہ اینٹوں اور چونے سے بنائے گئے۔ اور اسی طرح ایک ستون شامی دیوار پر اور دوسرا یمانی دیوار پر بنایا گیا اور ان دونوں ستونوں کو مضبوط کرنے کے لئے ان کے درمیان ایک لکڑی کا ستون نصب کیا گیا اور ان ہر چھ ستونوں پر لکڑی چڑھائی گئی اور تمام لکڑیوں کو وارنش شدہ لکڑی کی تختیوں سے ڈھانپ دیا گیا۔ اور مذکورہ ستونوں پر وارنش شدہ لکڑی سے چھت بنائی گئی جو چھ ستونوں کے درمیانی حصے کے لئے ساتر تھی سوائے اینٹوں کے درمیانی ستون اور سامنے کے لکڑی کے ستون کی درمیان کی جگہ کے' کہ اسے چھت سے خالی چھوڑا گیا۔ اس خالی جگہ پر وارنش شدہ لکڑی سے ایک گنبد بنایا گیا اور اس کے اوپر اسے ڈھانپنے کے لئے ایک اور گنبد لکڑی' کھجور کی ٹہنیوں اور بانس سے بنایا گیا۔ اور وارنش شدہ لکڑی سے ایک عمدہ چھتہ بنایا گیا۔ جو مؤذن کے لئے چھتری کا کام دیتا تھا۔ چھت' گنبد اور چھتے کو لوہے کی میخوں اور کڑوں (hooks) سے مضبوط اور محفوظ کیا گیا' وارنش شدہ چھت کے اوپر غیر وارنش شدہ لکڑی سے چھت بنائی گئی اور اوپر والی چھت کو پختہ اینٹوں اور چونے کے ساتھ ہموار کر کے چونے کا پلستر کیا گیا

اور چھت کے درمیانی گنبد کو بھی پلستر کر کے مضبوط کیا گیا۔ اور زمزم کے حجرہ کی پوری سطح کو چونے اور پختہ اینٹوں سے درست کیا گیا اور اس کی جملہ اطراف پر ماسوائے یمانی جانب کے' لکڑی کا مخروط جنگلہ لگایا اور موذن کے چھتر کی یمانی اور شرقی اطراف کے گرد بھی جنگلہ لگایا گیا' جو اس سے قبل نہیں تھا۔ اور اس کے بعد کھلی جگہ کو جو چاہ زمزم کے آگے لکڑیوں اور میخوں سے بنائی گئی تھی' تنگ کر دیا گیا۔ چاہ زمزم پر لوگوں کو اس میں سے گزرنے سے روکنے کے لئے لوہے کی جالی لگا دی گئی اور ان چاروں جالیوں کے گرد مخروطی جنگلہ لگایا گیا۔ قبل ازیں اس جنگلہ کی جگہ پر قد آدم اونچی لکڑیاں تھیں جن پر چونے کا پلستر تھا۔ چاہ زمزم کی جالیوں کا وزن ساٹھ مناقل تھا جو ۲۶۰ درہم کی تھیں۔ اور زمزم کے حجرے کی بعض جالیوں میں لوہے کا اضافہ کیا گیا اور اس سیڑھی کو چوڑا کیا گیا جس سے حجرہ زمزم کے اندر موذن کے چھتر کی طرف چڑھا جاتا تھا۔ اس سے ۸۱۸ھ میں بنائی گئی سیڑھی کی تنگی کو دور کر دیا گیا۔ اس سے خانۂ زمزم کے گوشہ تنہائی کی طرف بھی راستہ بن گیا۔ اور سیڑھی کے لئے غیر مخروطی لکڑی کا جنگلہ بھی بن گیا۔ چنانچہ اس سیڑھی کی وسعت' زمزم کی دیواروں کے مابین اور موذن کے چھتر کی جگہ پر جو تمام کچھ کیا گیا۔ اسے بہت زیادہ بنظر تحسین دیکھا گیا۔ اس کام سے فراغت ماہ رجب ۸۲۲ھ میں ہوئی۔ اس تعمیر کے انچارج خواجہ شیخ علی بن محمد بن عبدالکریم جیلانی تھے جو مکہ معظمہ کے رہائشی تھے۔ اس مکان کے ایک جانب گوشہ تنہائی تھا جس میں ایک چھوٹا سا حوض تھا جو آب زمزم سے بھرا رہتا جس سے خلوت میں داخل ہونے والا پانی پیا کرتا۔ پہلے اس کا ایک دروازہ صفا کی طرف تھا جو بند کر دیا گیا اور خلوت کی جگہ پر محرابی حوض بنا دیا گیا اور صفا کی طرف والی دیوار میں ٹونٹیاں لگا دی گئیں جن سے لوگ وہاں پر نصب شدہ پتھروں پر بیٹھ کر وضو کرتے اور محرابی حوض پر خلوت تھی اس میں کعبہ اور صفا کی جانب جالیاں تھیں اور حوض پر چھوٹا سا ڈھکنا تھا۔ اس طرح کا یہ کام ۸۰۷ھ میں ہوا تھا۔ پھر اسے ۸۱۷ھ کے پہلے عشرے میں گرا دیا گیا۔ کہا جاتا ہے کہ بعض جاہل لوگوں نے یہاں پر استنجا کیا



اور اس کی بجائے مولانا سلطان الملک المؤید ابوالنصر نے لوگوں کے پانی پینے کے لئے ایک مربع شکل کی سبیل بنا دی جس میں تین مستطیل شکل لوہے کی جالیاں تھیں جن میں خوبصورت لکڑی کی تختیاں لگی ہوئی تھیں۔ ایک جالی کعبہ کے رخ پر اور دوسری صفا کی جانب تھی اور مکان کے اندر ہر جالی کے نیچے ایک چھوٹا تالاب تھا جس میں پانی سے بھری ہوئی حوضیاں تھیں اور اس کی چھت روغن شدہ تھی جو سبیل کے اندر سے نظر آتی تھی۔ اس کا دروازہ صفا کی طرف تھا اور اس کا لکڑی کا روشن دان باہر کی طرف سے روغن شدہ تھا۔ نیز اس کے اوپر پتھر میں کھودی ہوئی منقش جھالریں تھیں' سبیل کا اندرون روشن اور اس کا باہر رنگدار سنگ مرمر کا تھا اور وہ ایک خوبصورت تعمیر تھی۔ اس کام کی ابتدا حجاج کی واپسی کے بعد ہوئی اور فراغت ماہ رجب ۸۱۸ھ میں ہوئی۔ اس خلوت کی جگہ پر حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کی بیٹھک تھی جیسا کہ ازرقی اور فاکہی نے بیان کیا۔ حجر اسود سے لے کر حجرہ زمزم کی دیوار کے وسط تک اکیس ذراع (ہاتھ) کا فاصلہ تھا اور اس کا چھٹا حصہ لوہے کا تھا۔

اور کتاب (شفاء الغرام) کے حاشیہ میں یہ بات لکھی ہے کہ ۹۴۳ھ میں بیت زمزم کے اردگرد سنہری نقش و نگار کیا گیا اور اس میں سلیمان سلالہ آل سلیمان کا نام لکھا گیا۔ ۹۴۸ھ میں بیت زمزم کی تجدید کی گئی اور قاضی بن ظہیرۃ المخزومی نے اس پر یہ اضافہ کیا ہے کہ یہ تجدید امیر خوشکلدی کے ہاتھ پر تمام ہوئی اس کے فرش کو پلستر کیا گیا' اس پر چھت بنائی گئی اور اس پر خوش نما لکڑی کا گنبد نما چھت والا چھتر بنایا گیا اور اس کے درمیان میں قبہ پر سیسے کی چادر چڑھائی گئی۔

کردی اس وقت کے چاہ زمزم کی تعریف میں کہتا ہے "چاہ زمزم نچلے پانی سے لے کر اوپر تک پتھر' چونے اور پلستر کے ساتھ مضبوط بنا ہوا ہے اور سطح زمین سے دیوار کی جگہ سے لے کر پانی کھینچنے والے کے کھڑے ہونے کے مقام تک سنگ مرمر لگا ہوا ہے اور اس دیوار کے اوپر والے حصے میں سکے کا دائرہ بھی ہے اور وہاں سے سطح زمین تک سنگ مرمر کی حفاظت کے لئے سکے کا خوش نما ستون ہے تاکہ وہ کنویں

میں گرنے سے بچا رہے پھر پانی کھینچنے والے کے مقام پر اس کے نصف قد تک تانبے کا عمدہ ستون ہے۔ ہر ایک ستون کے درمیان ایک ذراع کے برابر کشادگی ہے جس کے اوپر سکے سے ڈھلا ہوا ایک گول کالر ہے اور یہ سلطان اعظم سلیمان مرحوم کے دور میں ۹۷۳ھ میں والی وقت خوشکلدی کی کارکردگی ہے۔ مولانا سلطان عبدالحمید خان اور پھر مولانا سلطان عبدالمجید خان کے زمانے میں گول کالر اور سکے کی ماربل اور لوہے سے تجدید کی گئی۔

کردی بیان کرتا ہے "سلطان احمد اول بن سلطان محمد ثالث ابن مراد ثالث بن سلیم ثانی بن سلیمان اول بن سلطان بن سلیم اول فاتح مصر نے چاہ زمزم میں اتارنے کے لئے کنویں کی گولائی کے مطابق لوہے کی جالی بنانے کا حکم دیا اور اس کے لئے چھ زنجیر بنائے گئے۔ انہیں کنویں کے اوپر والے دائرے سے باندھ دیا گیا اور مذکورہ جالی کو کنویں میں داخل کر دیا گیا اور پانی کو اس کے اوپر دو تہائی قامہ کے برابر کیا گیا لہٰذا جو کوئی کنویں میں گر جاتا جالی اسے ڈوب کر ہلاک ہونے سے بچا لیتی۔

پھر ۱۰۲۷ھ میں جالیوں اور زنجیروں میں لوہے اور تانبے کے باعث آب زمزم کا ذائقہ بدل گیا اور جناب شریف محمد بن سید مصطفےٰ القناوی کے حکم سے جالیوں اور زنجیروں کو چاہ زمزم سے نکال دیا گیا اور ایک عرصہ تک پانی نکلتے رہنے سے ذائقہ درست ہو گیا۔

منائح الکرم (تاریخ عمارت المسجد الحرام) میں آیا ہے کہ سلیمان بک صنجق نے ۱۰۷۲ھ میں چاہ زمزم کی گنبد کے بغیر تجدید کی۔ اور کردی اس زمانے میں بیت زمزم کی تعریف کرتے ہوئے لکھتا ہے کہ وہ مربع شکل کا ہے اس کی دیواروں میں آٹھ جالیاں ہیں۔ تین کعبہ کے رخ پر، تین المدرج کے رخ پر اور دو دروازے کی طرف، دروازہ درمیان میں ہے اور اس میں پینے کے لئے آب زمزم سے بھری ہوئی دو حوضیاں ہیں، اور کنویں کے قبہ کے اوپر ستونوں پر ایک دوسرا حجرہ ہے جو شیخ زمزم (رئیس موذنین) کے لئے ہے اور وہ مقام حنبلی کی طرف سے سیڑھی کے ذریعے اس



پر چڑھتے ہیں۔

کردی اضافہ کرتے ہیں کہ ۱۱۱۲ھ میں عمر ابراہیم بیگ نے زمزم کے دائرے کو اندر باہر سے پچی کاری اور قلعی سے سجایا پھر مقام حنبلی کے قریب چاہ زمزم پر بیرونی فرش کو تبدیل کیا اور اس کی لکڑی کو بدلا جو مکبرین کے مقام کے اوپر والے حصے کی تھی نیز اور بھی ضروری تبدیلیاں کیں، اور اس کی چادر پر سونے کا پانی چڑھایا گیا اور حضرت عباس کی سقایہ کی جگہوں کو درست کیا گیا جو مدت مدید میں ٹوٹ پھوٹ سے خراب ہو گئی تھیں۔

قبہ کو بنیاد تک اکھاڑا گیا اور اس کی شمسیہ پتھر سے تجدید کر کے قلعی کی مختلف انواع سے اسے مزین کیا گیا اور اس میں دو الماریاں بنائی گئیں اور اس کی شرقی جانب ایک طاق کھولا گیا۔ طاق کے اندر سے سبیل کے لئے ایک حوض بنایا گیا اور قبہ سے ملے ہوئے حوض کی مرمت کی گئی۔ سلطان عبدالحمید اول کے زمانہ ۱۲۰۰ھ میں مسجد حرام میں بعض جھکے ہوئے ستونوں کی درستی اور مسجد کی چھت کے بعض قبوں اور چاہ زمزم اور مسجد کے بعض میناروں کی تعمیر کی گئی۔

کردی کہتے ہیں کہ ہمارے زمانے میں بیت زمزم کی جالیوں کی تجدید کی گئی اور فرش کے سنگ مرمر اور کنویں کے منہ پر ٹونٹیوں کی اصلاح کی گئی یہ سب کچھ جناب شریف عبداللہ بن شریف محمد بن عون اور الحاج عزت پاشا کے ہاتھ پر سلطان عبدالقدیر خان کے دور سلطنت میں ۱۲۷۹ھ میں ہوا۔

کردی مزید کہتے ہیں کہ زمزم گول منہ کا کنواں اس کے منہ کی وسعت کے مطابق سنگ مرمر لگا ہوا ہے اور قبہ کے اندر کنویں کے ارد گرد اس کی بلندی زمینی فرش سے قریباً ۱۲۰ سینٹی میٹر ہے۔ بیت زمزم کا فرش قبہ کے اندر تک سفید سنگ مرمر سے بنا ہوا ہے۔ اور کنویں کے منہ کے بالائی حصے پر ٹھوس لوہے کے پائے ہیں۔ اور پایوں کے اوپر ۱۳۳۲ھ میں لوہے کی جالی لگائی گئی۔ جالی لگانے کا سبب یہ بنا کہ افغانستان کے ایک آدمی نے کنویں میں چھلانگ لگا دی اور جب اسے باہر نکالا گیا تو

اس نے اس حادثہ کے لئے حکومت ترکیہ پر تہمت لگائی۔

جلالتہ الملک عبدالعزیز آل سعود مغفور نے اپنے زمانہ میں اپنے ذاتی حساب سے دو سبیلیں بنائے جانے کا حکم صادر فرمایا' ایک قبہ زمزم کے قریب دروازے کے پاس اس کے جنوبی پہلو پر' اور دوسری بیت زمزم کی جنوبی جانب غوطہ خوروں کے حجرہ کے جوار میں سلاطین آل عثمان کے زمانے کی بنائی ہوئی قدیمی سبیل کی طرف۔ اور یہ بھی کہ قدیم سبیل کی عمارت کی بھی تجدید اسی طرح سے کی جائے جس طرح وہ دو سبیلیں جو اس کے مخصوص نام کے ساتھ بنائی جائیں۔ اس کام کو شیخ عبداللہ دہلوی نے اپنے ہاتھ میں لیا اور زمزم کے گنبد کے قریب سنگ مرمر کے ساتھ جدید طرز کی ایک سبیل بنائی اور اس کے چھ منہ بنائے۔ اور اسی طرح سے غوطہ خوروں کے کمرے کے نزدیک دوسری جدید طرز کی سبیل بنائی اور اس کے تین منہ دو ہاتھ بنائے۔ اور قدیمی سبیل کی عمارت کو بھی جدید صورت میں بنایا جو اپنی پڑوسن سے ملتی جلتی ہے۔ اور پہلی سبیل جو باب زمزم کے قریب ہے اس پر یہ الفاظ تحریر کئے گئے!
ھذا السبیل انشاہ الامام عبدالعزیز بن عبدالرحمٰن السعود' اور سبیل جو غوطہ خوروں کے حجرے کے پاس بنائی گئی اس پر لکھا گیا انشاء ھذا السبیل عبدالعزیز بن عبدالرحمٰن السعود'

یہ تحریر واضح عربی رسم الخط میں تینوں سبیلوں کی بلندی پر لکھی گئی اور اسے سنہری اور دیگر عجیب و غریب رنگوں سے مزین کیا گیا۔ یہ تینوں سبیلیں حجاج' اہل وطن اور مجاوروں کے لئے صبح اور شام آب زمزم کے مشروب کے لئے سقایہ بن گئیں۔ ان پر سونے کی تین سو اشرفیاں خرچ کی گئیں۔ غوطہ خوروں کے حجرہ کے قریب والی سبیل ۱۳۴۵ھ میں اور قبہ زمزم والی سبیل ۱۳۴۶ھ میں پایہ تکمیل کو پہنچیں۔

۱۳۴۷ھ میں چاہ زمزم کے سامنے اور دونوں اطراف کے ایک حصہ میں چھوٹی سی ایک عمارت تعمیر کی گئی جو چھت وار دیواروں پر مشتمل ہے۔ اس کے سایہ میں پانی پینے والے سایہ حاصل کرتے ہیں اور اس کی دونوں طرف متعدد ٹونٹیاں نصب



ہیں۔ جن سے لوگ آب زمزم پیتے ہیں۔ اور باہر سے کنویں کے اوپر تک سیڑھی بنائی گئی جبکہ قبل ازیں اصل عمارت میں وہاں پر دروازہ تھا۔ قبہ زمزم پر باہر کی طرف پہلے درج شدہ ان اشعار کو اس کے دروازے پر مشرقی جانب لکھ دیا گیا۔

نیکوکار' صاحب شرافت و سخاوت سلطان عالم عبدالحمید کے لئے قدیمی موروثی شرف (زمزم) کی تعمیر کے باعث مسرت' فتح نصرت و رفعت ہے ابن ہاجرہ (اسمٰعیل علیہ السلام) کے (پیاس) کے دن ابراہیم علیہ السلام کا کھودا ہوا کنواں ہے اور آدم علیہ السلام کے زمانے کا جبریل علیہ السلام کا رکضہ (ایڑی مارنا) ہے

اور مشرقی جالی پر جہاں شمالی جانب سے قبہ کا دروازہ قریب ہے لکھا ہوا ہے ماء زمزم شفاء من کل داء (آب زمزم ہر مرض کی دوا ہے) اور یہ حدیث ہے جو سیوطی نے اپنی جامع الصغیر میں حضرت صفیہؓ سے درج کی ہے اور دیلمی نے اسے مسندالفردوس میں نکالا ہے اور کہا کہ یہ ضعیف ہے اور یہ بھی لکھا ہوا ہے آیۃ بیننا و بین المنافقین انہ لا یتضلعون من زمزم (ہمارے اور منافقین کے درمیان فرق کی علامت یہ ہے کہ وہ زمزم کو سیر ہو کر نہیں پیتے) اس حدیث کو حاکم' ابن ماجہ اور بخاری نے اپنی تاریخ میں روایت کیا ہے۔ اور دونوں حدیثوں کے نیچے یہ الفاظ ہیں (رواہ سلطان عبدالحمید خان ۱۲۰۱ھ) اور جنوبی جالی جو قبہ زمزم کے دروازے کے قریب ہے' پر لکھا ہوا ہے "ماء زمزم لما شرب لہ' لا یجمع ماء زمزم ونار جھنم فی جوف عبد" (آب زمزم جس مقصد کے لئے پیا جائے' اسی مقصد کے لئے ہے' آب زمزم اور جہنم کی آگ بندے کے پیٹ میں اکٹھے نہیں ہوتے)

پہلی حدیث کو سیوطی نے الجامع الصغیر میں ذکر کیا ہے اور کہا ہے کہ اسے ابن ابی شیبہ رحمۃ اللہ علیہ' احمد رحمۃ اللہ علیہ' ابن ماجہ رحمۃ اللہ علیہ اور بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرات جابر رضی اللہ عنہ' ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے اور دوسری حدیث کو کنوزالحقائق میں مناوی نے ذکر کیا ہے اور اس کے نیچے بھی یوں ہی لکھا ہوا ہے (السلطان عبدالحمید خان ۱۲۰۱ھ)

اور زمزم کے قبہ کی شمالی دیوار جہاں سے غربی جانب قریب ہے لکھا ہوا ہے

وسقٰھم ربھم شرابًا طھورا اور قبہ زمزم کی شمالی دیوار پر نصب کردہ ایک قدیم پتھر پر واضح خط میں لکھا ہوا ہے (اس مقام اور اس حطیم پر سنگ مرمر کے کام کا حکم سلطان المعظم الناصر محمد بن سلطان بن سلطان الملک المنصور خاں خادم حرم شریف نے ۷۲۴ھ میں کیا)

آب زمزم ڈول کے ذریعے نکالا جاتا اور اسے کھلے منہ کے مخزنوں (حنفیات) میں ڈال دیا جاتا' اور ہر حاجی اپنا برتن حنفیہ میں ڈال کر اس میں سے پانی پیتا۔ اسی طرح سے حنفیات کے ساتھ پیالے رسی یا زنجیر سے بندھے ہوتے تاکہ پانی پینے والا ان کے ساتھ پانی نکال لے۔ یہ طریقہ مضر صحت ہونے کے پیش نظر اور شہروں میں ارتقائی مدارج طے ہونے کے نتیجہ میں وزارت اوقاف نے ۱۳۷۳ھ میں چاہ زمزم کے آگے ایک چھتر بنانے کے لئے ٹنڈر طلب کئے تاکہ وہاں پر دو بڑے بڑے ٹینک (Reservior) رکھے جائیں اور ہر ٹینک کی بارہ بارہ ٹونٹیوں ہوں اور اسی طرح سے اس کے مکبر جو چاہ زمزم کے اوپر تھا' کی جگہ کی توسیع مطلوب تھی۔ نیز اس کے اور چھتر کے لئے مکبر تک پہنچنے والی بیرونی سیڑھی کی ضرورت تھی۔ چنانچہ اس سکیم کو بذریعہ نیلام عام بروئے کار لایا گیا اور بولی میرے والد جناب حمزہ کو شک کے حق میں بیس ہزار ریال کے عوض تمام ہوئی۔

اس کام کے دوران میرے والد نے شیخ حمزہ مرزوقی جو اس وقت وزیر اوقاف تھے جبکہ ان کا سیکرٹریٹ حمیدیہ میں تھا' کو تجویز پیش کی کہ چاہ زمزم سے وافر مقدار میں صاف ستھرا پانی نکالنے کے لئے زیر آب پمپ لگایا جائے اور اس دور میں کنویں کا پانی انجنوں کے ذریعہ نکالنے کے بارے میں سوچا بھی نہیں جاتا تھا حمزہ مرزوقی نے اس تجویز کو دو شرطوں کے ساتھ قبول کر لیا پہلی یہ کہ پمپ لگانے کے کام کی تکمیل سے قبل کوئی رقم نہ دی جائے گی اور دوسری یہ کہ یہ کام طواف کرنے والے کے لئے تکلیف کا باعث نہ ہو۔

میرے والد نے یہ دونوں شرطیں منظور کر کے شرکت جفالی سے پمپ کی قیمت



طے کر لی اور کنویں میں اسے ترکیب کے ساتھ لگانے کے لئے غوطہ خور کا انتظام کر لیا اور یہ کام چھتر' تالابوں اور پانی کے نلوں کی تعمیر کا کام ہو جانے کے بعد کیا گیا چنانچہ پمپ اوپر والے ٹینک میں اور اس کے بعد کنویں کے اردگرد لگائی ہوئی ٹونٹیوں میں پانی ڈالنے لگا۔ میرے والد کو ڈول کے ذریعے نکالنے والوں کی طرف سے خاصا پریشان کیا گیا۔ کیونکہ ان کا خیال تھا کہ پمپ لگائے جانے سے ان کی ضرورت نہیں رہے گی اور اس طرح انہیں نقصان پہنچے گا۔

پمپ کے ذریعے پانی نکالنے سے آب زمزم زیادہ خوشذائقہ اور شیریں ہو گیا کیونکہ ڈول پانی کو اوپر کی سطح سے لاتے تھے جبکہ پمپ سطح آب سے دو میٹر نیچے سے لانے لگا۔ پمپ بذریعہ بجلی چلتا تھا اس لئے اس کی کوئی آواز نہ تھی کہ طواف' اعتکاف یا نماز پڑھنے والوں کے لئے خلل کا باعث بنتا وزارت اوقاف کی طرف سے اس پمپ کی منظوری کے بعد میرے والد کو ایک فاضل (Reserve) پمپ کی تنصیب کی ذمہ داری بعوض مبلغ دس ہزار ریال سونپی گئی۔

یہ تنصیب چاہ زمزم کی تاریخ میں بڑا انقلاب خیال کیا جاتا ہے۔ کیونکہ اس کے ساتھ کنویں سے پانی نکالنے کا طریق کار' پانی کی کمیت اور اس کی نظافت کی رو سے عمدہ اور افضل ہو گیا۔ اور اس کے ساتھ یہ بھی کہ پانی پینے کا طریقہ بھی بہتر ہوا کہ برتن کو مٹ میں ڈال کر نکالنے کی بجائے ٹونٹیوں سے برتن کو بھرنا آسان ہو گیا' اور ڈول بھی پمپوں کے پہلو بہ پہلو ڈول سے پانی پینے کے شائقین کے لئے خدمت سرانجام دیتے رہے۔

دنیا میں مسلمانوں کی تعداد میں سال بہ سال اضافہ ہوتا رہا نیز دوسری عالمگیر جنگ عظیم کے بعد آزاد مسلمان ملکوں میں اضافے' اجتماعی اور اقتصادی حالات میں بہتری اور سفر کی سہولتوں کے باعث ۱۳۵۵ھ سے حجاج کی تعداد میں اضافہ ہوتا رہا۔ ۱۳۴۵ھ (۱۹۲۷ء) میں حجاج کی تعداد ۹۰۶۶۲ ہو گئی جبکہ ۱۴۰۳ھ (۱۹۸۳ء) میں ۱۰۰۳۹۱۱ تک پہنچ گئی۔

اس اضافہ نے مکہ مکرمہ میں بالعموم اور مسجد حرام میں بالخصوص محدود خدمات کو بوجھل بنا دیا جس نے ملک عبدالعزیز مغفور کو ۱۳۵۵ھ میں سوچنے پر مجبور کر دیا کہ حجاج کے اس اضافے کے پیش نظر مسجد حرام کی عمارت میں توسیع کر دی جائے چنانچہ ۱۳۷۵ھ میں مطلوبہ تعمیر شروع ہو گئی اور اس ضخیم منصوبے پر ۲۰ سال صرف ہوئے۔

مسجد حرام ۱۳۷۵ھ میں وہی عمارت تھی جسے سلطان سلیم نے ۹۸۰ھ میں تعمیر کروایا، وقتاً فوقتاً چھوٹی چھوٹی اصلاحات اور توسیعات کے باوجود ۴۰۰ سال سے اصل عمارت بغیر کسی تبدیلی کے قائم رہی۔ ہم اس رپورٹ میں مطاف میں ہونے والے عموی اور چاہ زمزم پر ہونے والے تغیرات کو پیش نظر رکھیں گے کیونکہ جو تغیرات چاہ زمزم پر ہوئے مطاف پر اس نسبت سے نہیں ہوئے۔

کعبہ شریف کے اردگرد بڑے اور چھوٹے محوروں کے ساتھ بیضوی شکل کا بالترتیب چالیس اور پچاس میٹر کا مطاف ہے اور اس پر سنگ مرمر کی ٹائلیں لگی ہوئی ہیں۔ روشنی کے لئے باہر والے محیط پر تانبے کی قندیلیں لگی ہوئی تھیں اور ۱۳۷۴ھ میں زمزم گنبد والی عمارت کے ساتھ ڈھکا ہوا تھا اور اس عمارت کی پہلی منزل مکبریہ کے طور پر استعمال ہوتی تھی۔ ۵ محرم ۱۳۷۵ھ کو مسجد حرام کی توسیع کے لئے بڑے اشتیاق کا حامل سرکاری اعلان شائع ہوا اور مسجد نبوی میں استعمال ہونے والے آلات اور سامان کو مکہ مکرمہ منتقل کرنے کی ہدایت کر دی گئی اور یہ بھی کہ مسجد حرام کی توسیع کے لئے معاوضہ جات کی ادائیگی کر کے مطلوبہ چیزوں کو خریدا جائے۔

پھر صفر ۱۳۷۵ھ میں ولی عہد امیر فیصل بن عبدالعزیز کی سربراہی میں ایک اعلیٰ ادارہ تشکیل دئے جانے کا حکم صادر ہوا اور اس ادارے کو اعلیٰ سطح کے فیصلے کرنے کا اختیار دیا گیا۔ اس منصوبے میں مکمل نفاذ کے لئے آسانی پیدا کرنے کی خاطر ایک انتظامی کمیٹی تشکیل دے دی گئی اور مفصل کام کی نگرانی اس کے سپرد کر دی گئی۔ پھر دونوں کمیٹیوں کو شاہ فیصل کی سربراہی میں ایک ہی کمیٹی میں مدغم کر دیا گیا۔ چنانچہ



سرکاری ہدایات کے مطابق مجوزہ عمارت کا ڈیزائن اور اس کی تعمیر کا کام شیخ محمد بن لادن رحمۃ اللہ علیہ کے سپرد کر دیا گیا۔ جو ۴ ربیع الثانی ۱۳۷۵ھ کو مقام سعی اور محلہ اجیاد کی طرف، اور قشاشیہ روڈ کے اردگرد شروع ہوا۔ مقام سعی اور اجیاد کے اردگرد کی جائیدادوں کو خرید کر انہیں گرا دیا گیا۔ مقام سعی کو قائم رکھا گیا اور اس کام کے دوران باب علی رضی اللہ عنہ کے قریب قدیمی حرم کا ایک حصہ گر گیا۔ ۲۳ شعبان ۱۳۷۵ھ کو ایک تقریب میں شاہ سعود رحمۃ اللہ علیہ نے تعمیر کے افتتاحی مرحلہ کے موقع پر باب ام ہانی کے سامنے سنگ بنیاد رکھا۔ اس تقریب میں شاہی خاندان، علماء، اشراف اور سرکاری ملازمین نے شرکت کی۔ یہ تقریب بین الاقوامی رسمی تقریبات کا منظر پیش کر رہی تھی۔

اس عظیم منصوبے سے دوسرے مرحلے میں جو جمادی الثانی ۱۳۸۱ھ سے لے کر ۱۳۸۸ھ تک جاری رہا، قدیمی مطاف کی توسیع مکمل ہوئی۔ چاہ زمزم پر کی عمارت کو گرا دیا گیا اور کنویں کا منہ سطح مطاف سے نیچے ہو گیا۔ ہر منبر اور چھتری کو تبدیل کیا گیا۔ اور مقام ابراہیم کے لئے نئے سرے سے بنیاد قائم کی گئی۔ مقام جدید کا افتتاح جلالہ الملک فیصل بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے ایک سرکاری تقریب میں ۱۸ رجب ۱۳۸۷ھ کو کیا۔

اس توسیع کے نتیجے میں مطاف کا قطر ۶۴.۸ میٹر ہو گیا اس اعتبار سے کہ کعبہ قطر کا مرکز ہے۔ مطاف کو ۲۵ میٹر چوڑی اور ۲۰ سینٹی میٹر اونچی دو باہم متجاوز گزرگاہیں محیط ہیں۔ اور مطاف کے فرش پر مختلف حجم کے اٹلی سے درآمد شدہ سفید سنگ مرمر لگائے گئے ہیں۔ بعض تاریخی مقامات کے سیاہ پتھر کے ساتھ، ان کی جائے وقوعہ کو محفوظ کیا گیا۔ طواف کے لئے مستقل طور پر بطور معمول استعمال ہونے والے دائرے کے اندرونی حصہ کو صفوں کے ساتھ ممیز نہیں کیا گیا لیکن دائرے کے بیرونی حصہ کو ۸ گول صفوں میں کالے سنگ مرمر کے دس سینٹی میٹر چوڑے حاشیے کے ساتھ واضح کیا گیا جو نماز باجماعت میں صفوں کے طور پر استعمال ہوتا ہے۔ سنگ مرمر کی سلوں سے بنے ہوئے وہ راستے جو مطاف سے آکر ملتے ہیں، ان میں اور ان کی حدود میں

صدیوں سے کوئی تبدیلی نہیں کی گئی۔ بلکہ ان میں سے بعض کی تاریخ کا آغاز تو جیسا کہ روائت کیا جاتا ہے' اسلام سے ما قبل ہوتا ہے۔ روشوں کے مابین کھلے قطعے کنکریوں سے ڈھکے ہوئے ہیں اور حصاوی کہلاتے ہیں۔ اوقات نماز میں ان پر چٹائیاں بچھا دی جاتی ہیں اور حجاج ان حصاوی پر کبوتروں کے لئے گندم کے دانے پھینکا کرتے ہیں۔

چنانچہ کعبہ کے اردگرد مطاف کا رقبہ ۳.۵۸ مربع میٹر ہو گیا جو مطاف سے محیط روشوں کو چھوڑ کر قریباً ۸۵۰۰ افراد کے لئے کافی ہے۔ حج کے اوقات میں یہ رقبہ معہ روشوں کے ۴۱۵۴ مربع میٹر تک پہنچ جاتا ہے اور ۱۴۰۰۰ افراد کے لئے کافی ہو رہتا ہے جبکہ اژدھام بڑھ جاتا ہے جس کے باعث طواف کی رفتار میں کمی واقع ہو جاتی ہے۔ اور اٹھنے والے قدموں کو چھوٹا کر دیتا ہے اور طواف کی تکمیل میں قریباً ایک گھنٹہ چالیس منٹ صرف ہوتے ہیں۔

مطاف کی توسیع کے ساتھ چاہ زمزم کی اوپر کی عمارت کو منہدم کر دیا گیا اور دائرہ مطاف کے بیرونی محیط کے قریب چاہ زمزم کے منہ کو مطاف کی سطح سے نیچے کر دیا گیا' اسے کعبہ کی طرف سے نصف دائری دیوار محدود کرتی ہے جس کا نصف قطر ۴.۹۰ میٹر تک پہنچتا ہے اور اسے دیگر اطراف سے مستطیل شکل کا ایک پردہ جس پر نمبرا درج ہے' محدود کرتا ہے اور شرقی جانب سے ۱۴.۷۶ میٹر کی ۲۴ درجہ سے بنائی ہوئی کنویں سے گھری ہوئی سطح زمین پر سیڑھی کے ذریعے پہنچنا ممکن ہے جو ٹونٹیوں والی جگہ تک لے جاتی ہے۔ اس کا رقبہ ۸.۴۸x۱۵.۸۸ میٹر ہے اور مطاف سے نیچے ۲.۷ میٹر پر ہے۔ پینے والی جگہ کا رقبہ ۱۰۰,۷۴ مربع میٹر ہے جس میں ۵۴,۲۷ مربع میٹر مردوں کے لئے اور ۴۶,۴۷ مربع میٹر عورتوں کے لئے مخصوص ہے۔ یہ ۳۹ ٹونٹیوں کے ساتھ تعمیر شدہ ہے۔

کنویں کے حجرہ کی شرقی جانب سخت ٹھوس ڈھانچے پر مشتمل ہے۔ کنوئیں کا مشاہدہ سلاخوں میں سے کیا جا سکتا ہے اور کنوئیں تک رسائی ان دروازوں میں سے



ہو سکتی ہے جو اس لوہے کے ڈھانچے میں ثبت ہیں' اور یہ دروازے عام طور پر بند ہی رہتے ہیں۔ مردوں کے لئے پانی کی بیس (۲۰) ٹونٹیاں اور عورتوں کے لیے پانی کی انیس (۱۹) ٹونٹیاں ہیں جو زیر زمین مخزنوں سے زمزم کی سیڑھی کے دونوں طرف متصل ہیں۔ پھر یہ ٹونٹیاں باب السلام کے مخزن سے مل جاتی ہیں اس کے بعد کہ پانیوں کی تعقیم (Sterilization) بالائے بنفشی شعاعوں کے ساتھ کر دی گئی۔

زمزم کی ٹونٹیوں سے دائمی استعمال کے لئے نکلنے والا پانی دیوار کے ساتھ بنی ہوئی نالی میں جمع ہو جاتا ہے پھر عورتوں کے حصے کی جانب جاتا ہے اور غربی طرف سے ہو کر حرم سے باہر شہر کے نکاس کی نالی میں پمپ کر دیا جاتا ہے۔

# آب زمزم کی تقسیم کا جال

آب زمزم کی تقسیم کا جال باب السلام کے ذخیرہ آب (Reservoir) سے منسلک ہے اور کنویں پر پمپ لگے ہوئے ہیں جو ۲۰ ہارس پاور بجلی سے چلتے ہیں۔ باب السلام کا ذخیرہ آب تیز رفتار پانی کے ۲ انچ کے لوہے کے پائپ کے ساتھ پھیلا ہوا ہے اور ایام حج کے علاوہ پمپ دن میں ۶ سے ۷ گھنٹے مسلسل بلا توقف چلتا رہتا ہے' اور ۷۵۰ لیٹر پانی فی منٹ خارج کرتا ہے۔ لیکن حج کے موسم میں پمپوں سے لمبے وقت تک کام لیا جاتا ہے۔ اور ۲ انچ قطر کا پائپ حرم کے زیر زمین زمازمہ کے حجروں اور خلاوی کو پانی مہیا کرتا ہے۔ پانی کے جال میں ۱۹۴ ٹونٹیاں ہیں۔ ان میں سے ۱۵۵ زمازمہ کے حجروں اور خلاوی اور ۳۹ ٹونٹیاں زمزم کے منطقہ میں ۱.۲ میٹر بلند ہیں۔ اور عام قسم کے پیتل سے بنی ہوئی ہیں۔ وزارت حج و اوقاف نے ایک حجرہ تہ خانے میں اس غرض کے لئے مخصوص کر رکھا ہے کہ اگر دیگر مخزنوں میں پانی کی رفتار کم ہو جائے تو اس میں پانی جمع کر لیا جائے۔ یہ حجرہ زمزم کے جال سے متصل ہے اور برامیل (پیپوں) سے تیار شدہ ہے جو زیادہ تر معدنیات اور مٹی کے بنے ہوئے ہیں تاکہ ان میں پانی جمع کیا جائے۔ زمازمہ اپنے برتن ان برامیل سے بھرا کرتے تھے اور حرم اور اس کے ارد گرد چل پھر کر زائرین کو کٹوروں میں یا حرم کے منطقہ حصاوی میں متعین مقامات پر بیٹھ کر پانی پلاتے۔ جمعہ کے دن' رمضان المبارک اور گرمی کے مہینوں میں سینکڑوں کی تعداد میں یہ برتن آب زمزم سے بھر کر مطاف کے ارد گرد حصاوی میں زائرین کے پینے کے لئے رکھ دیے جاتے۔

## زیر عمل منصوبہ جات:

گزشتہ سالوں میں مطاف کی توسیع اور اندرون حرم نکاسیٔ آب کے نظام کو بہتر



بنانے کی شدید ضرورت محسوس کی گئی۔ ۱۳۹۶ھ کو وزارت مال اور ملکی اقتصادیات نے اس بارے میں تفصیلی تحقیق و مطالعہ کرنے کا فیصلہ کیا چنانچہ پاکستان کی متحدہ انجینئرز ایسوسی ایشن پر ذمہ داری عائد کی گئی کہ وہ مطاف اور منطقہ زمزم کی توسیع کے لئے منصوبہ بنا کر تفصیلی تحقیقاتی رپورٹ پیش کرے اور اسی طرح مغربی جرمنی کنسلٹنٹ انجینئرز و۔ف۔ کورنر کے اشتراک عمل سے حرم کے پانی کی نکاسی کی سکیم اور رپورٹ تیار کرے۔

لہٰذا مشاورتی اداروں کی اس سکیم کے لیے ابتدائی تحقیقات حکومت کی طرف سے منظور ہونے کے بعد تفصیلی نقشہ (Lay out)' عملدرآمد کے خاکے اور ٹنڈر طلبی کی دستاویزات تیار کر لی گئیں اور بن لادن فاؤنڈیشن کے ساتھ' اس کی عظیم الشان مسجد کی توسیع کے عظیم تجربات کے پیش نظر' منصوبے پر عملدرآمد کے لئے مذکرات ہوئے اور وزراء کی کابینہ کی منظوری کے بعد متعلقہ جگہ کو ۱۳۹۸۔۵۔۱ھ کو کنٹریکٹر کے سپرد کر دیا گیا اور اس منصوبے پر آج تک کام جاری ہے۔[1]

## مطاف اور منطقہ زمزم سے متعلق جدید سکیم کی خصوصیات:

۱۔ مطاف کے دائرے کا قطر ۶۴.۸ میٹر کے مقابلے میں ۹۵.۲ میٹر ہو جائے گا اور مطاف کا رقبہ ۳۲۹۸ مربع میٹر سے بڑھ کر ۷۱۱۹ میٹر یعنی ۱۱۵.۸ فیصد اضافہ اور اس توسیع کے ساتھ مطاف میں ایک ہی وقت میں ۲۸ ہزار افراد کے لئے جگہ میسر آ جائے گی جبکہ موجودہ مطاف کا رقبہ ۱۴ ہزار افراد کے لئے جگہ مہیا کرتا ہے۔ مستقبل میں ۲۵ لاکھ حاجیوں کے طواف کرنے کی سہولت میسر آ جائے گی۔

۲۔ تہ خانہ میں جہاں زمزم ہے' کے رقبہ کی وسعت ۱۳۵ مربع میٹر سے بڑھ کر ۱۲۱۰ تا ۱۴۵۰ مربع میٹر ہو جائے گی۔ زمزم کی جدید عمارت کنویں کا قریب سے مشاہدہ

---

۱؎ یاد رہے کہ اصل کتاب ۱۹۸۳ء میں شائع ہوئی۔

اور ٹونٹیوں سے پانی پینا آسان ہو جائے گا اور یہ وسعت اتنی ہو جائے گی کہ ایام حج میں ۲۵ سو افراد کے مجمع کے لئے کافی ہو گی۔

۳۔ جدید تہ خانے کے الگ الگ دو حصے ہو جائیں گے۔ ایک مردوں کے لئے اور دوسرا خواتین کے لئے۔ ہر حصے میں ایک سیڑھی داخل ہونے کے لئے اور دوسری باہر آنے کے لئے ہو گی۔ حج کے دوران حجاج کے آنے جانے کے لحاظ سے داخل ہونے اور باہر آنے کے مقامات متعین کر دیئے گئے ہیں۔

۴۔ پینے کے پانی کے نلوں کی ترتیب میں تعداد اور منصوبے کی رو سے بہتری ہو جائے گی تاکہ پانی پلانے کی خدمات بآسانی سرانجام دینے اور آمد و رفت میں یقینی سہولت حاصل ہو جائے۔

۵۔ زمزم کے تہ خانے کو ایئر کنڈیشنڈ کرنے اور تازہ ہوا مہیا کرنے کے لئے جدید اپریٹس کا انعقاد تاکہ اس جگہ کا درجۂ حرارت ۳۲ سینٹی گریڈ سے نہ بڑھنے پائے اور ہوا کے نظام کی ترتیب اس کو روکنے اور کھولنے کے سسٹم پر مبنی ہو نہ کہ اندرونی ہوا کی تحریک کی تنظیم پر۔

۶۔ تہ خانے کو کنڈی دار دروازے لگانا تاکہ حج کے علاوہ دوسرے دنوں میں دیکھ بھال اور کام کی اضافی ذمہ داری کے پیش نظر اس کا نصف حصہ بند رکھا جائے۔

۷۔ تہ خانے بجلی کے قمقموں کے ذریعے بالواسطہ متحرک رکاوٹوں کے ساتھ عام دنوں میں ۷۵ واٹ اور رمضان اور حج کے دنوں میں ۱۵۰ واٹ روشنی ہو گی۔



# آب زمزم کی تقسیم کا نظام

حرم شریف میں تقسیم آب کا موجودہ نظام مستقبل قریب میں پمپوں کے انعقاد‘ ذخیرۂ آب کے اہتمام‘ اسے ٹھنڈا کرنے اور اس کی تقسیم درست شدہ جال پر مشتمل جدید کمپریشر سسٹم کے ساتھ تبدیل ہو جائے گا۔ مجوزہ نظام کے خطوط اختصار کے ساتھ درج ذیل ہیں۔

۱۔ جدید قسم کے اپریٹس کا انعقاد تاکہ مخازن آب میں پانی کے پمپ کرنے‘ اس کی اصلاح کرنے اور اسے ٹھنڈا کرنے کی سہولت یقینی طور پر حاصل ہو جائے گی۔

۲۔ باب السلام پر واقع موجودہ مخزن حج کے دنوں میں اضافی پانی جمع کرنے کے لئے استعمال کیا جائے گا۔ عام دنوں میں مجوزہ سیکم کے مخازن ضروریات پوری کرنے کے لئے کافی ہو گے۔

۳۔ چاہ زمزم پر پانی نکالنے کا موجودہ مرکزی پمپ زیر آب پمپ سے تبدیل ہو جائے گا۔

۴۔ چاہ زمزم کو بیرونی فضا سے محفوظ کرنے کے لئے اس کے لئے شفاف ڈھکنا تیار کیا جائے گا۔

۵۔ تہ خانے میں موجودہ ۳۹ پیچدار ٹونٹیوں سے بڑھ کر ۳۵۰ ٹونٹیاں ہو جائیں گی اور ایک منٹ میں ۳۵۰ اشخاص کے لئے پانی حاصل کرنا آسان ہو جائے گا۔ اس طرح حج کے موسم میں روزانہ پانچ لاکھ اشخاص پانی پی سکیں گے۔ پانی پینے والی نوکدار نالیوں کی بلندی اور ان کے طرز سے وضو اور غسل کے ساتھ پانی کے غلط استعمال کی حوصلہ شکنی ہو گی۔

۶۔ نمازیوں اور حاجیوں کو ٹھنڈا پانی مہیا کرنے کے لئے گراونڈ فلور اور فسٹ فلور

میں مناسب مقامات پر مجموعی طور پر ۳۸۴ پیچدار ٹونٹیاں لگائی جائیں گی اور ہر ٹونٹی کو اس ترتیب سے لگایا جائے گا کہ گرایا ہوا پانی مسجد کے نکاسی والے پائپ میں بہہ جائے۔

۷- تہ خانے میں زمازمہ کے نظام کو قائم رکھا جائے گا لیکن ان پیچدار ٹونٹیوں کی تعداد بتدریج کم کی جائے گی۔

۸- حرم کے اردگرد اور صحن میں صفائی کے لئے اور آگ پر قابو پانے کے لئے کافی تعداد میں پانی کے ماخذ تیار کئے جائیں گے جن میں پانی ان مخزنوں سے آئے گا جنہیں داؤدیہ کنوئیں کے پانی سے بھرا ہو گا۔

حمیدی



## استعمال شدہ آب زمزم کی نکاسی

چاہ زمزم کی سطح نشیب میں ہونے سے قبل اس کا استعمال شدہ پانی یا خور کنویں کی ڈرین میں قدرتی ڈھلان کے باعث پورا پورا نکل جاتا تھا۔ حرم کی نکاسی کا نالہ بھی اسی ڈرین میں جا پڑتا تھا۔ کنویں کی سطح نشیب میں ہو جانے کے بعد زمزم کا پانی بڑی مشکل سے نالہ مذکورہ میں جاتا اور اگر اس نالہ میں کوئی رکاوٹ واقع ہو جاتی تو قدرتی ڈھلان کے طریقے سے نکاسی میں مزید مشکلات پیدا ہو جاتیں۔

"یاخور" ترکی زبان کا لفظ ہے اور سمجھا جاتا ہے کہ ترکوں کے تسلط کے دوران زمزم سے بہنے والے اور حرم میں پڑنے والی بارشوں کے پانیوں کے نکالنے کے لئے گہرا نالہ بنایا گیا۔ اور ظاہر ہوتا ہے کہ یہ نالہ اس گہرے کنویں سے ملا ہوا تھا جو حرم سے ایک فاصلے پر واقع تھا اور اس کی جائے وقوع نامعلوم تھی اور اپنی بہت بڑی گہرائی کے باعث کنواں کہلاتا۔ اور کئی چھوٹی چھوٹی نالیاں تھیں جو موجودہ محلہ مسفلہ کی عمارتوں کے نیچے سے گزرتیں۔ ان نالیوں کی ابتدا معلوم نہیں لیکن احتمال یہ ہے کہ ترکوں نے انہیں یاخور کنوئیں کے مخارج کے طور پر قائم کیا ہو گا۔ اور حرم میں تبدیلیاں ہونے، بکثرت عمارتوں کے بن جانے، متعدد ادوار کے گزرنے اور زمزم کے نکاسی کے نظام کو یاخور کنویں میں گرنے والی نالیوں سے ملانے کے نتیجہ میں نیز یاخور کنویں میں پانی پڑنے کے باعث اور غالباً ان نالیوں کے ٹوٹ پھوٹ کے نتیجے میں یاخور کنوئیں کے نظام میں رکاوٹیں پیدا ہو گئیں اور وہ بے کار ہو کر رہ گیا۔ چنانچہ اس وقت کی صورت حال کی تحقیقات کے لئے نکاسی آب کو دو مرحلوں میں تقسیم کر دیا گیا۔

مرحلہء اول | یہ چاہ زمزم کے استعمال شدہ پانی کے حرم سے باہر نکالنے کا مرحلہ

ہے جبکہ اس کا اختتام (۲۸۴۳۹) سے منسوب مقام پر ہوتا ہے اور چھوٹے بازار کے مدخل کے مقام کے قریب جاگرتا ہے اور اس مرحلہ میں کسی طرح کی کوئی رکاوٹ پیش نہیں آتی۔

**مرحلۂ ثانی** یہ اس مقام سے محلہ مسفلہ کی طرف یاخور کنوئیں کے نالہ کی صفائی کی صورت میں پانی کی نکاسی یا اس پانی کے شارع ھجلہ کے ساتھ واقع بارشوں کے پانی کی نکاسی کے نالے میں پمپ کرنے کا مرحلہ ہے۔ امور حرم کے ذمہ دار ادارے نے یاخور کنوئیں کے نالے کی صفائی کا کام اپنے ہاتھ میں لیا اور حسن اظہر کے گھر سے لے کر شارع ھجلہ کے ساتھ عبدالغفار بخاری کے گھر تک ۱۵۰۰ میٹر تک صفائی میں کامیاب ہوگیا اور اس کے بعد اس کی راہ گزر بارش کے پانی کے نکاس کے نالے کی نسبت نشیب میں ہونے کے باعث اس کی صفائی مشکل ہو گئی اور درج ذیل مشکلات پیش آئیں۔

ا۔ متعلقہ علاقہ آباد تھا اور اس میں کھدائی سے عمارتوں کی بنیادوں کو خطرہ درپیش تھا۔

ب۔ یاخور کنوئیں کے نالے کی گزرگاہ سے کامل واقفیت کا نہ ہونا جس سے کارکنوں کو بیشتر اوقات میں اندازے سے کام لینا ہوتا۔

ج۔ زمین کی متعلقہ بلندی اور کنوئیں کے نالے کا متعلقہ نشیب اور سابقہ تجربات کی بنیاد پر یہ آگاہی کہ کھدائی کم و بیش ۱۱ میٹر کی گہرائی تک پہنچتی ہے اور یہ کوئی آسان کام نہیں تھا۔

د۔ زیر زمین پانی' چٹانوں یا دیگر غیر معروف پانیوں کے نالوں کے درپیش آنے کا احتمال۔

ھ۔ حفاظت کے کام کی مشقت جبکہ یہ کام بڑی اہمیت کا حامل تھا تاکہ ایسا نہ ہو کہ رکاوٹ پھر واقع ہو جائے۔

اور یہ بات واضح ہو کر سامنے آگئی کہ حسن اظہر کے گھر سے لے کر چھوٹے



بازار کی سڑک تک صفائی انتہائی مشکل ہونے کے علاوہ کثیر محنت و اخراجات کی بھی محتاج ہے۔

پاکستانی انجینئرز کی مشاورتی کمیٹی نے زمزم اور حرم کے اندرونی پانی کے نکاس کے لئے سوق صغیر (چھوٹے بازار) کے مدخل سے مسفلہ تک مخصوص نالہ بنانے کی تجویز پیش کی۔ لیکن اس کام میں مشکلات تھیں۔ جن میں سے کچھ درج ذیل ہیں۔

ا۔ متعلقہ علاقہ آباد ہونے کے باعث اس میں کھدائی کا کام۔

ب۔ زیر زمین پانی' چٹانوں یا دیگر پانیوں کے غیر معروف نالوں کے موجود ہونے کا امکان۔

ج۔ چاہ زمزم سے لے کر نشیبی علاقہ تک کھدائی کی ضرورت تاکہ نکاسی کا عمل یقینی ہو جائے جبکہ زمزم کا علاقہ خاصا نشیب میں تھا جو کہ پانی کے مطلوبہ بہاؤ کے کام کا جائزہ لینے سے واضح ہوا۔

د۔ اکھاڑنے' کھودنے یا اس کے برعکس کرنے کے سبب مشکلات میں اضافہ کے باعث کثیر ذمہ داریوں اور وقت میں طوالت کا سامنا۔

ھ۔ نکاسی کے جدید طریقۂ کار کے استعمال کا فقدان

و۔ نکاسی کے نالہ کی دائمی حفاظت کے کام کی بامشقت ذمہ داری۔

امور حرم کے انچارج انجینئر علی سیونی نے زمزم اور حرم کے اندرونی پانیوں کی نکاسی کے لئے انہیں بارش کے پانی کی نکاسی کے نالے میں بلند اگزاسٹ پمپوں کے ذریعے ڈال دینے کی تجویز پیش کی۔ چنانچہ اس تجویز کو سابقہ تجاویز کے مقابلہ میں بہتر حل کے طور پر قبول کر لیا گیا۔ اس فیصلہ میں درج ذیل اسباب کو پیش نظر رکھا گیا۔

(ا) بارشوں کے پانی کے نکاس کے نالے کی موجودگی کے باعث دوسرے نالے تعمیر کئے بغیر اسی سے استفادہ کا امکان۔

(ب) ذمہ داریوں میں کمی ہونے کے ساتھ ساتھ کم وقت میں کام کی تکمیل کی امید۔

(ج) کھدائی کے کام میں کمی اور شہر مکہ میں سے گزرنے والے نالوں کی کمی۔

(د) کھدائی کے اضافے کی صورت میں پڑوس کی عمارتوں کو جو خطرہ لاحق ہے اس سے اجتناب۔

(ھ) خود کار پمپوں کے ساتھ کام میں سہولت ہو گی۔ جب پانی متعین لیول تک پہنچے گا تو وہ اسے کھینچ لیا کریں گے۔ یہ طریقہ دنیا کے بڑے بڑے شہروں میں اختیار کیا جاتا ہے۔ ضرورت صرف عمدہ قسم کے پمپوں کی ہے جنہیں کئی میٹر لمبے نالے کی نسبت دیکھ بھال اور حفاظت کی کم ضرورت ہوتی ہے۔

وزارت مال و اقتصادیات نے (نکاسیٔ آب میں رکاوٹ کے اسباب) کے موضوع کو تحقیقات کے لئے واٹسن مشاروتی کمپنی کے سپرد کیا اور واٹس کمپنی نے مذکورہ وزارت کو مفصل رپورٹ پیش کی۔ رپورٹ کا ملخص تبصرہ درج ذیل ہے۔

(ا) حرم میں وقتاً فوقتاً نکاسیٔ آب کے طریق کار میں غیر منتظمہ تبدیلی جس سے تمام نالوں کو ایک مقصد کے لئے نہیں بلکہ متعدد اغراض کے لئے استعمال کرنا۔

(ب) اندرون حرم سیلاب کے واقع ہونے کے سبب پرانی قدیمی نالیوں کا بند اور چھوٹا ہو جانا۔

(ج) حرم میں براہ راست بارشوں کے پڑنے' زیر زمین پانی کے بلند ہونے اور حرم کی ہموار سطح کو پہلے کی نسبت بڑا کرنے سے حرم میں سیلابوں کا آتے رہنا۔

(د) اندرون حرم کے پانی کی نکاسی کا کام یا خور کنوئیں کے نالے سے لینا ممکن نہیں لیکن گہرے لیول کے ساتھ نالے کو بنانا یا پانی منتقل کرنے کے لئے پمپ لگانا ممکن ہے۔

چنانچہ واٹسن کمپنی نے درج ذیل سفارشات پیش کیں۔

۱۔ اندرون حرم اور بالخصوص زمزم کے پانی کی نکاسی کے علیحدہ نظام کا قیام۔

۲۔ اندرون حرم نکاسی کی قدیمی نالیوں کو گرا کر مٹی وغیرہ سے پر کر دینا کیونکہ پھر ان کی ضرورت باقی نہیں رہے گی۔

۳۔ حرم سے پانی کے نکاس کے لئے پمپنگ سٹیشن کا قیام یا پانی کی گہری نالی جو



بارش کے پانی کے نکاس کے نالے کے مطابق ہو۔

چنانچہ وزارت مال و اقتصادیات وطنی نے اس تجویز اور سابقہ تجاویز جو تعقیم آب زمزم بذریعہ بالائے بنفشی شعاعیں تھیں' سے اتفاق کیا اور واٹسن مشاورتی کمپنی کو ماہ رمضان ۱۳۹۱ھ کے آغاز میں مندرجہ ذیل کام کی ہدایات جاری کیں۔

۱۔ آب زمزم کے نکاس کے نالے کی بہتری کا عمل اور اس لحاظ سے بھی کہ وہ حرم کے نالے سے علیحدہ ہو کہ اس سے نہ ملے تاکہ آب زمزم کے قدرتی ڈھلوان کے ساتھ بیرون حرم جمع ہونے کے مقام تک پوری پوری نکاسی زیر نظر رہے اور اس مقام سے زمزم کے نالے کا پانی حرم کے پانی کے نکاس کے نالے میں پمپ کر دیا جائے۔

۲۔ بارشوں اور حرم کے دھونے کے پانیوں کے نکاس کی مکمل ذمہ داری فی الحال موجودہ مصارف سے استفادہ کے امکان کو پیش نظر رکھا جائے نیز مسجد کی تہ کو کھولنے کی غرض سے اور دھلائی کے پانی کے جال کے کام کے لئے کھدائی سے حتی الامکان اجتناب کیا جائے۔

۳۔ زمزم کے جمع شدہ پانی اور اسی طرح مختلف مصادر سے اندرون حرم سے نکاسی کے جمع شدہ پانی کا ضروری سروے کہ وہ قدرتی ڈھلان کے ساتھ اس نالے میں بہ جائے جس کا بہاؤ شاہی میدان سے مسفلہ کی طرف طے شدہ ہے اور نکاس کے پیش نظر اس نالے میں جو تبدیلیاں ضروری ہوں' ان کا مطالعہ و سروے کیا جائے۔

۴۔ آب زمزم کی تعقیم کے لئے چاہ زمزم کے مخصوص فیڈرز کے دہانوں پر لگائے جانے والے تعقیم کے اپریٹس کے لئے مطلوبہ تحقیق و سروے کیا جائے۔

۵۔ موجودہ روشوں کی توسیع کے لئے مرمر کے سلیب لگانے کا جائزہ اور اسی طرح سفید سنگ مرمر سے مختلف مواد کے ساتھ مقامات حصاوی پر سلیب لگانے کا مطالعہ جو ضرورت پوری کرتا ہو اور پائیداری و کم حفاظت کے ساتھ ساتھ گرمی

اور سردی کی تلافی کرنے والا ہو۔

چنانچہ واٹسن کنسلٹنٹ کمپنی نے اس موضوع پر ابتدائی مکمل تحقیقات وزارت مال و اقتصادیات وطنی کو پیش کر دیں۔ وزارت نے ان تجاویز پر غور کرنے میں کافی وقت صرف کیا۔ پھر اس کے بعد وزارت نے پاکستانی مشاورتی ادارے کو ذمہ داری سونپنے کا فیصلہ کیا جو حرم شریف کی تعمیر کی نگرانی کرتا رہا تھا جبکہ پہلے مطاف کی توسیع اور حرم کے پانی کے نکاس کے بارے میں واٹسن کمپنی ذمہ دار تھی۔

اس دوران میں پاکستانی ادارے کے مشیر کے طور پر کام کر رہا تھا اسی طرح جس طرح ادارے نے مکینیکل اور الیکٹریکل کاموں کے سلسلہ میں انجینئر علی سیونی کو بذاتہ اور جرمنی ڈبلیو ایف مشاورتی کمپنی سے مشارکت کے ساتھ مشیر بنا کر اس سے تعاون حاصل کیا تھا۔

لہٰذا بارش کے پانی کے پمپنگ سٹیشنوں کا کام اور آب زمزم کے نکاس اور اسے شارع مجلہ کے ساتھ موجودہ پانی کے نکاس کے نالے کی طرف لے جانا تجویز کیا گیا کیونکہ ان پمپنگ سٹیشنوں کے قیام کی تکالیف' قدرتی ڈھلان کے بہت گہرے اس نالے کی نسبت جو مجلہ کے خراسانی نالے کے ساتھ جا ملتا ہو قلیل تھیں اور تفصیلی سروے کی تکمیل اس بنیاد پر ہوئی کہ مستقبل میں نکاس کے عمل میں قدرتی ڈھلان کو پیش نظر رکھا جائے تاکہ حرم کے پانیوں کے نکاس کے لئے پمپوں کی حاجت نہ رہے۔ اور پمپ صرف آب زمزم کی نکاسی کے لئے مختص رہیں۔ ان تحقیقات کی تکمیل کے بعد اس سکیم کا ٹنڈر بن لادن کے حق میں منظور ہوا۔ اور کام شروع ہو گیا۔

پہلے منصوبے میں وادی کے درمیان شارع عام میں چلتے ہوئے بارش کے پانی اور سکیم کے لئے ضروری مالی وسائل کی دستیابی کے ساتھ' پانی کے جال' نالوں کی تعمیر اور شہر مکہ کی خوبصورتی کے بعد ۴x۴ میٹر پانی کے نالوں کی تعمیر منظور شدہ تھی۔
مگر جب شہر مکہ معظمہ میں بارش کے پانیوں کے نکاس کی سکیم کے نفاذ کا آغاز ہوا تو



بلدیہ نے رائے پیش کی کہ شارع عام میں اس طرح کی سکیم پر عملدرآمد کرنا موٹر کاروں کی آمدورفت' عمومی خدمات اور عوامی سہولیات سے متعلق پورے شہر کے نظام میں مخل ہو گا چنانچہ بلدیہ نے مشاورتی کمپنی سے ان تجاویز کو مکہ مکرمہ کی پہاڑیوں کے نیچے سے شارع عام کے متوازی گزرنے والی بہت گہری سرنگوں میں تبدیل کرنے کا مطالبہ کیا جس سے مطلوبہ مقصد بھی حل ہو جائے گا اور اس سے عمومی خدمات و سہولیات اور گاڑیوں کی آمدورفت بھی متاثر نہ ہو گی چنانچہ دو سرنگوں کا منصوبہ بالفعل مکمل ہو گیا جس میں ایک شارع عام سے متصلاً گزرتی ہے اور ابی قبیس پہاڑ اور جبل قلعہ کے نیچے مسفلہ کے رخ پر بھی چلتی ہے۔ اور دوسری سرنگ معابدہ کی طرف سے آتی ہے اور جبل ابی قبیس کے نیچے سے گزرتے ہوئے پہلی سرنگ کے ساتھ مل جاتی ہے۔ یہ بڑا جلیل القدر موقع تھا کہ اس پر اتفاق ہو گیا کہ وزارت مال و اقتصاد وطنی بارشوں کے نکاس کے لیے سرنگ بنوائے جس کی تعمیر قبل ازیں شارع مسیال میں تجویز کردہ تھی۔ اس حل کے نتیجے کے طور پر اس نالے کی تعمیر کا مقصد حاصل ہونے کا امکان ہوا اور بارشوں کے نکاس کے سرنگ پر اکتفا ہوا جس کا نفاذ جبل ابی قبیس کے نیچے ہوا۔

حرمین شریفین کے امور کے رئیس عام' بلدیہ مقدسہ کے امین کی موجودگی میں میٹنگ کے انعقاد کا فیصلہ ہوا' اس میٹنگ میں یہ اتفاق ہو گیا کہ حرم کے نچلے مقام سے نشیبی لیول سے زمزم کے پانی کے نکاس کا نالہ حرم شریف کے جملہ مقامات سے قدرتی ڈھلان کے ساتھ بنایا جائے۔ چنانچہ تعمیر کے ذمہ داران نے کام کا آغاز کر دیا' سرنگ کھودنے کے بعد معلوم ہوا کہ وہاں پر آب زمزم کے لیول میں نقص ہے لہٰذا سرنگ کی گہرائی میں کام روک دیا گیا۔ اور ماہرین کی متعدد کمیٹیاں اس موضوع کی تحقیقات اور چاہ زمزم کے فیڈرز کے پانی کی قدرتی گزرگاہوں کی طرف واپسی' اور کسی بھی دیگر پانی کے اندر اس میں ملوث ہونے کو روکنے کی ضمانت کے لئے تشکیل دی گئیں۔ میں اس دوران امریکہ کے سفر پر تھا۔ اور اپنی واپسی پر سنا جو کچھ کہ ہوا۔

چنانچہ میں نے اس صورت حال کی تحقیق شروع کی اور اس سلسلہ میں مرتب کی گئی جملہ رپورٹوں کا مطالعہ کیا اور فنی نقطہ نظر بھی سنا۔ اور برادر غازی سلطان کے ساتھ ایک میٹنگ میں میں نے انہیں سابقہ صورت حال کی تفصیل بتائی اور انہوں نے بالتفصیل بتایا کہ ان کی رسائی کہاں تک ہوئی ہے اور اب ان مسائل کے حل کی کیا تجاویز ہیں۔

میرا ہمیشہ سے نقطہ نظر رہا ہے حتیٰ کہ سرنگ کی کھدائی اور آب زمزم کے لیول میں نقص سے قبل' یہ کہ آب زمزم میں قدیم زمانوں میں اس قدر فراوانی نہیں تھی اور گزشتہ سالوں میں آب زمزم کے لیول میں جو اضافہ ہوا ہے وہ کئی مختلف عوامل کا نتیجہ ہے جس کا مفصل ذکر میں نے اس کتاب میں دوسرے موقع پر کیا ہے۔ اس لیے میں نے سرنگ کی کھدائی کے نتیجہ میں جو کچھ پیش آیا' اسے آب زمزم کی بہتری' اس کی تطہیر' اور زیر زمین پانی سے جو اس پر غالب آ رہا تھا سے خلاصی پر محمول کیا۔

چنانچہ میں نے صاحب جلالت شاہ فہد بن عبدالعزیز کو اپنے نقطہ نظر پر رپورٹ پیش کی۔ میں نے اس میں قدیم مورخین کی آراء کا ذکر کیا اور چاہ زمزم سے متعلق کنویں میں پانی کے لیول سے متعلق اور جو ظاہر ہو رہا ہے کہ چاہ زمزم کا پانی پہلے کبھی اس فراوانی کے ساتھ نہ تھا کا' نیز تاریخی کتابوں میں وارد شدہ زمزم کے خشک ہونے اور ماضی و حال میں اس کی صفائی سے متعلق اس پر گزرنے والے مراحل کا حوالہ دیا۔ اسی طرح میں نے اپنی رپورٹ میں ان اقدامات کا ذکر کیا جو میری نظر میں سرنگ کی کھدائی کے بعد آب زمزم کے لیول میں واقع ہونے والے نقص کے علاج کی مناسبت سے مشکل تھے۔ چنانچہ ان تفصیلات پر جن کی میں نے وضاحت کی اور میری طرف سے پیش کیے جانے والی تجاویز پر جلالت الملک شاہ فہد کی طرف سے مجھے شکریہ اور قدر دانی کا عندیہ ملا۔



## چاہ زمزم کی پیمائش اور اس کے چشمے

پہلے لوگوں میں سے بیشتر لوگ زمزم کا اوپر سے لے کر اس کی تہ تک کا اور اس کی وسعت کا اندازہ کرتے رہے ہیں۔ نیز یہ کہ اس کے اندر کتنے چشمے ہیں۔ ازرقی کہتے ہیں کہ زمزم کی اوپر سے لے کر نیچے تک گہرائی ۶۰ ذراع تھی اور اس کی تہ میں تین چشمے تھے' رکن اسود کے سامنے کا چشمہ' ابی قبیس اور صفا کے سامنے کا چشمہ اور مروہ کے بالمقابل کا چشمہ۔ پھر اس کا پانی بہت کم ہو گیا تا آنکہ ۲۲۴۔۲۲۳ھ کے سالوں میں اکٹھا ہونا شروع ہوا۔ ۹ ذراع (ہاتھ) بیلچہ سے اس کے اطراف میں سوراخ کیے گئے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے ۲۲۵ھ میں بارشیں اور سیلاب بھیجے تو اس کا پانی بڑھ گیا۔

سالم بن جراح نے امیرالمومنین ہارون الرشید کے دور خلافت میں سوراخ کیے اور مہدی کے زمانے میں بھی ایسا کیا جاتا رہا اور عمر بن ماہان نے الامین محمد بن رشید کی خلافت کے زمانے میں اس میں سوراخ کیے جبکہ اس کا پانی بہت کم ہو گیا تھا حتیٰ کہ اہل طائف میں سے ایک آدمی محمد بن مشیر نامی جو اس میں کام کرتا تھا نے کہا "میں نے اس کی تہ میں نماز پڑھی۔ اس کے سر سے لے کر پہاڑ تک ۴۰ ذراع ہے۔ یہ ساری کی ساری عمارت ہے اور باقی کھودا ہوا پہاڑ ہے اور وہ ۲۹ ذراع ہے۔ اوپر کی طرف زمزم کی جالی $2\frac{1}{2}$ ذراع ہے۔ زمزم کے منہ کی گولائی (محیط) ۱۱ ذراع اور وسعت (قطر) $3\frac{2}{3}$ ذراع ہے۔ کنویں پر مربع شکل کی نرم ساگوان کی چوکھٹ لگی ہوئی ہے۔ اس میں بارہ چرخیاں آگے کو بڑھی ہوئی ہیں جن پر بیٹھ کر پانی پیا جاتا ہے۔

امام الفاسی نے کہا کہ ہمارے بعض اصحاب نے زمزم کے منہ کا زمین سے اس کی بلندی' اس کی وسعت اور اس کی گولائی کے متعلق اندازہ لگایا کہ اس کے اوپر کی بلندی ۴ قیراط کم ۲ ذراع ہے۔

اس کی وسعت $4\frac{1}{2}$ ذراع اور اس کی گولائی ۲ قیراط کم ۱۵ ذراع ہے اور ان میں سے ہر ایک لوہے کے اس ذراع کے مطابق ہے جس کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔

یاقوت الحموی نے معجم البلدان میں محمد بن احمد ہمدانی سے روایت بیان کی ہے کہ اس نے کہا کہ "زمزم کی پیمائش اوپر سے نیچے تک ٦٠ ذراع تھی اور اس کی تہ میں ۳ چشمے تھے ایک رکن اسود کے بالمقابل' دوسرا ابی قبیس اور صفا کے سامنے اور تیسرا مروہ کے سامنے۔ پھر اس کا پانی کم ہو گیا تا آنکہ پھر اکٹھا ہونا شروع ہوا۔ یہ ۲۲۳۔۲۲۴ ھجری کا واقعہ ہے۔ چنانچہ محمد بن ضحاک نے اسے ۹ ذراع تک کھودا۔ یہ خلیفہ عمر بن فرج الرخجی کے عہد کا واقعہ ہے جو مکہ کی ڈاک اور دیگر امور کا ذمہ دار تھا۔ لہٰذا زمزم کا پانی بڑھ گیا اور وسیع ہو گیا۔ پھر ۲۲۵ھ میں اللہ تعالیٰ نے بارشیں اور سیلاب بھیجے تو اس کا پانی بکثرت بڑھ گیا۔ اس کے سرے سے لے کر اس کے کھودے ہوئے پہاڑ تک اس کا طول ۱۱ ذراع تھا وہ ڈھکا ہوا تھا اور باقی پہاڑ میں کھودا ہوا ۲۹ ذراع تھا اس کی گولائی کی پیمائش ۱۱ ذراع تھی اور اس کے منہ کی وسعت $3\frac{2}{3}$ ذراع۔ اس مرحلہ پر زمزم کی پیمائش میں ازرقی' الفاسی اور ہمدانی کے درمیان فرق ملاحظہ کیا جائے۔ یہ فرق ذراعوں کے مابین اختلاف کے باعث تھا' جس سے انہوں نے کنویں کی پیمائش کی۔ اور ان کے مابین طول زمانہ بھی تھا جس کے دوران کنویں پر دفن ہونے' کھودے جانے' اس کی تعمیر اور اصلاح کی تبدیلیاں ہوتی رہیں۔

ابن جبیر نے اپنے زمانے ۵۷۸ھ میں زمزم کی تعریف کی ہے اور کہا ہے کہ "ہماری پیمائش کے مطابق اس کی گہرائی ۱۱ قامہ اور پانی کی گہرائی ۷ قامہ ہے جہاں تک ازرقی نے کنویں کی گہرائی میں ۳ چشموں کا ذکر کیا ہے فاکہی نے ان کے متعلق کہا ہے کہ عباس رضی اللہ عنہ بن عبدالمطلب نے کعب احبار سے پوچھا کہ اس کے چشموں میں سے کون سا چشمہ سب سے زیادہ پانی دینے والا ہے؟ انہوں نے جواب دیا "وہ چشمہ جو حجر اسود کے سامنے سے پھوٹتا ہے"۔ آپ نے فرمایا' آپ نے ٹھیک کہا۔ دار قطنی نے اپنی سنن میں ابن سیرین سے روایت کیا ہے کہ ایک زنگی زمزم میں گر کر



مر گیا۔ ابن عباس کی ہدایت پر اسے نکالا گیا اور پانی کھینچا گیا۔ تو رکن سے آنے والا پانی ان پر چھا گیا پھر اسے بند کر دینے کی ہدایت کی۔

الطحاوی نے معانی الآثار کی شرح میں اور ابن شیبہ نے عطاء سے صحیح اسناد کے ساتھ بیان کیا ہے "ایک حبشی زمزم میں گر کر مر گیا تو عبداللہ بن زبیر نے اس کے پانی کو نکالنے کا حکم دیا مگر پانی تھا کہ ختم ہونے کا نام ہی نہ لیتا تھا۔ دیکھا گیا تو پانی حجر اسود کے سامنے سے جاری تھا۔ عبداللہ بن زبیر نے کہا "تمہارے لئے بس اتنا پانی نکالنا کافی ہے' اور العمری نے مسالک الابصار میں کہا ہے "ایک حبشی اس میں گر گیا تو اس کی وجہ سے پانی نکالا گیا تو ۳ چشموں سے پانی ابلتا ہوا پایا گیا۔ حجر اسود کے قریب والے چشمے کا پانی سب سے زیادہ طاقتور تھا۔ اسے دار قطنی نے روایت کیا۔

۱۴۰۰ھ کے اوائل میں جب مجھے چاہ زمزم کی صفائی اور تطہیر کا ذمہ دار بنایا گیا تو ہم نے تمام موجود پانی کو نکالنے کے لئے کنویں میں بڑے بڑے پمپ لگائے جس سے ہمارے لئے کنویں کی دقیق پیمائش' اس کی دیواروں اور اس کے بڑے مصادر کا مشاہدہ آسان ہو گیا اس کے بعد کہ ان مصادر کی سطح میں پانی کو کم کیا گیا اور سینمائی اور فوٹوگرافی پر مبنی تصاویر لی گئیں۔ دو غوطہ خور جو کنویں کی صفائی میں ہمارے ساتھ تھے انہوں نے کنویں کے عرض کی پیمائش کی جو قریباً ۴ میٹر ہوئی۔ اور ہمیں واضح ہوا کہ کنویں کی دیواریں کنویں کے منہ سے لے کر ۱۴ میٹر ۱۸ سینٹی میٹر کی گہرائی کے ساتھ اندر سے قلعی کردہ ہیں اور اس گہرائی کے نیچے کنویں کو غذا پہنچانے (feed) کے لئے دو شگاف ہیں ان میں سے ایک کعبہ مشرفہ کے سامنے اور دوسرا جیاد کی طرف۔ پھر ایک جز پہاڑ میں ۱۷.۲۰ میٹر گہرا کھدا ہوا ہے اور یہ بات قابل توجہ ہے کہ یہ پیمائشیں تاریخی روایات میں وارد ہونے والی پیمائشوں کے قریب ہیں جن کا زیادہ تر اتفاق اس پر ہے کہ کنویں کی گہرائی اس کے سر سے لے کر چٹان تک ۴۰ ذراع (۲۲.۵۰ میٹر) ہے اس لئے کہ یہ سارے کا سارا تعمیر شدہ ہے اور جو باقی ہے وہ کھودا ہوا پہاڑ ہے جو ۲۹ ذراع (۱۶.۲۵ میٹر) ہے۔ تعمیر شدہ گہرائی میں موجودہ وقت اور

تاریخی روایات کے مابین فرق اس بنیاد پر ہے کہ اس وقت کا زمزم کعبہ مشرفہ سے مطاف کی سطح زمین سے نشیب میں ہے جبکہ پہلے سطح زمین سے اوپر تھا۔ اور پہاڑ میں کھودے ہوئے حصہ کی نسبت میں جو فرق ہے وہ تقریباً ا میٹر ہے اور وہ کنویں کی صفائی کا نتیجہ ہے۔ گہرائی کے اختلاف کے باعث کنویں کے قطر میں اختلاف ہے جو ۱.۵۰ اور ۲ میٹروں کے بین بین ہے۔ اور تعمیر شدہ حصہ کے پہاڑ میں کھودے ہوئے حصے سے اتصال کے وقت قطر ۱.۸۰ میٹر تک پہنچ جاتا ہے۔ جب کہ کنویں کے بڑے مصادر پتھر کے صفین سے بنے ہوئے ہیں اور وہ درج ذیل طرز پر ہیں۔

**۱۔ مصدر رئیسی** وہ کعبہ مشرفہ کی جانب حجر اسماعیل کے بالمقابل والے رکن کے رخ پر ایک شگاف سے عبارت ہے۔ اس کا طول ۴۵ سینٹی میٹر اور بلندی ۳۰ سینٹی میٹر اور اس کے اندرون میں گہرائی ہے۔ اس میں پانی بڑی مقدار میں پھوٹتا ہے اور یہ بات تاریخ میں وارد ہونے والی روایت کے مطابق ہے۔

**۲۔ مصدر ثانی** وہ ایک بڑے شگاف سے عبارت ہے جس کا طول ۷۰ سینٹی میٹر ہے اور اندر سے ۲ شگافوں میں تقسیم شدہ ہے۔ اس کی بلندی ۳۰ سینٹی میٹر ہے، وہ جیاد کے رخ پر ہے۔

**۳۔ فروعی مصادر** وہ بنیاد کے پتھروں کے درمیان چھوٹے چھوٹے شگاف ہیں جن سے پانی بہتا ہے۔ اس میں سے ۵ بنیادی شگافوں کے درمیان ایک میٹر کی مسافت میں واقع ہیں اور ۲۱ دوسرے شگاف پہلے بنیادی شگاف کے قریب سے شہر اور جبل ابی قبیس اور صفا اور مروہ کی جانب سے شروع ہوتے ہیں حتیٰ کہ وہ دوسرے شگاف سے جا ملتے ہیں۔ یہ شگاف ایک ہی لیول پر نہیں بلکہ مختلف سطحوں (levels) پر پائے جاتے ہیں اور ان سے مختلف مقداروں میں پانی پھوٹتا ہے۔ یہ بات قابل توجہ ہے کہ تاریخی روایات ۳ چشموں کے وجود میں وارد ہوئیں۔ "رکن اسود کے سامنے، ابی قبیس اور صفا کے سامنے، اور مروہ کے سامنے والے چشمہ سے متعلق" جبکہ مشاہدہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہاں پر صرف دو اساسی مصادر ہیں۔ ان



میں سے ایک کعبہ کی طرف اور دوسرا جیاد کی طرف ہے، جہاں تک تیسرے مصدر کا تعلق ہے جس کا ذکر تاریخی روایات میں ہے یہ کہ وہ جبل ابی قبیس اور صفا کی طرف ہے، اس کے بجائے بنیاد کے پتھروں کے درمیان پائے جانے والے یہ چھوٹے چھوٹے ۲۱ شگاف ہیں اور ہو سکتا ہے کہ ۱۰۲۸ھ میں چاہ زمزم کی مرمت کے موقع پر اس مصدر کو بند کرنے کے دوران بنیاد کے پتھروں سے پانی پھوٹ نکلے ہوں۔

غازی نے اپنی تاریخ میں علامہ الخفراوی رحمۃ اللہ علیہ کی تاج تواریخ البشر سے روایت کیا ہے کہ ۱۰۲۸ھ کو رمضان میں شامی اور مغربی اطراف سے چاہ زمزم میں پتھروں کی ایک مقدار گر پڑی اور ۴ شوال بروز سوموار ۱۰۲۸ھ میں اس کی اصلاح کی گئی اور ۱۶ شوال کو بنیاد مکمل ہوئی۔

چاہ زمزم میں چٹان والے حصہ کی تحقیق سے معلوم ہوا کہ اس چٹان میں طول کے رخ کھودے ہوئے حصے ہیں۔ ان میں سے ۴ مصدر رئیسی کے نیچے اور ۴ ہر دو اساسی مصدروں کے مابین ایک میٹر کے فاصلے پر اور ۱۲ اس جگہ میں جس میں چھوٹے چھوٹے شگاف پائے جاتے ہیں۔ اور ان کھودے ہوئے شگافوں کی گہرائی مختلف ہے۔ ان میں سے کچھ تو گہرے ہیں جن کی گہرائی ۶ سینٹی میٹر تک پہنچی ہے اور کچھ سطحی ہیں۔ احتمال یہ ہے کہ چٹان میں یہ طول کے رخ پر کھدائی مصادر سے مسلسل پانی گرنے کے باعث واقع ہوئی یا کنویں سے ڈولوں کے ذریعے پانی نکالنے کے وقت چٹان کے ساتھ ڈولوں کی زنجیروں کے ٹکرانے کا نتیجہ ہوگی۔ تاریخی روایات میں آیا ہے کہ کنویں کے منہ کے پاس پانی نکالنے کے لئے بارہ بکرۃ (چرخی) ہوا کرتے تھے اور وہ ان دونوں کے باہم عوامل کا نتیجہ ہو سکتا ہے۔

اور منسلکہ تصویریں کنویں کی شکل کی وضاحت کرتی ہیں جو کنویں کی اس شکل سے نسبتی مطابقت رکھتی ہے جس کی تعریف، تاریخ کی کتابوں نے کی ہے (اشکال ۷، ۸، ۹، ۱۰)

اور یہ نشاندہی ضروری ہے کہ زمزم کے پانیوں کے چشموں کے مصادر کے

اساسی رخوں کی تحدید میں انتظامیہ اور مرکز تحقیقات حج کے مابین اختلاف پیدا ہوا ہے اور معلوم ہوا ہے کہ مرکز جلد ہی گہری تحقیقات کا اہتمام کرنے والا ہے جو باریک بینی کے ساتھ مستقبل میں ان رخوں کا تعین کرے۔

## چاہ زمزم کے آبی ذرائع

یہ ایک معلوم حقیقت ہے کہ کنویں اپنی غذا پانیوں سے حاصل کرتے ہیں جو مختلف عوامل کے نتیجے میں وادیوں میں زمین کے پیٹ اور چٹانوں کی درزوں میں موجود ہوتے ہیں۔ ہم چاہتے ہیں کہ آئندہ صفحات میں قاری کے لئے عام کنوں سے متعلق بالعموم اور چاہ زمزم سے متعلق بالخصوص پانی کی بہم رسانی کے چشموں پر ایک مفصل نقطہ نظر پیش کریں۔ لیکن جہاں تک متخصص (Specialized) قاری کا تعلق ہے اس کے لئے ہم جیالوجی اور ہائیڈرولوجی پر مشتمل ایک مکمل باب لانے کا ارادہ رکھتے ہیں۔

## زمینی پانی (المیاہ الجوفیہ)

زمینی پانی دو اقسام کے ہیں۔

(ا) وہ پانی جو آتشی چٹانوں میں پایا جاتا ہے جبکہ وہ زمین کے اندر آتشی تودہ سے صاف (Crystalized) ہوتا ہے یا رسوبی چٹانوں کے بننے کے وقت ان کے اندر۔ اور یہ پانی بہت گہرائیوں میں پایا جاتا ہے اور اس کی حرکت محدود ہوتی ہے اور زمین کے چھلکے (قشر) کے پھٹنے کے نتیجے میں سطح زمین پر آ جاتا ہے۔

**زیر زمین پانی کا اساسی مصدر:**



بارشوں کے پانی کا زیر زمین چلا جانا ہے اور یہ پانی مخصوص طبقات میں پایا جاتا ہے۔

**(ا) پانیوں سے پر منطقے (Saturated Areas)**

پانی اطراف کی جانب اپنی حرکت میں آزاد ہوتا ہے۔ اوپر سے زمینی پانی کا لیول اسے محدود رکھتا ہے اور وہ ہمیشہ ایک ہی لیول میں نہیں رہتا۔ متعدد حالات کے تحت اس میں اونچ نیچ ہوتی رہتی ہے جس میں سے بارشوں کی فراوانی' ارضی اور جغرافیائی عوامل اہمیت کے حامل ہیں۔

**(ب) پانیوں کا مخصوص شعری منطقہ (Capillary water areas)**

اس میں پانی موجود ہوتا ہے مگر وہ زمین کے جملہ مساموں کو پر نہیں کرتا۔ اس طبقہ کی ضخامت زمین کے مساموں کی وسعت' مٹی کے باریک ذرات کے قطر' اور مٹی کے باریک ذرات اور پانی کے قطروں کے مابین قوت کشش اور سطحی دباؤ پر موقوف ہوتی ہے۔

**(ج) پانیوں کے دباؤ یا سطحی کشش کا منطقہ:**

یہ وہ منطقہ ہے جو پانی کے مخصوص شعری منطقہ کے اوپر ہوتا ہے اور اس میں پانی رقیق حالت میں پایا جاتا ہے۔ جو مٹی کہ باریک ذروں کو ڈھانپ لیتا ہے۔ اس منطقہ میں ہوا کے بلبلے ایک دوسرے کے ساتھ ملتے رہتے ہیں۔

اور جب ہم اوپر کی طرف متوجہ ہوتے ہیں تو ہم پانی کے رقیق غلافوں کو جو مٹی کے باریک ذروں کو محیط ہوتے ہیں ہوا کی شدت کے ساتھ مساموں میں منتشر ہوتے ہوئے پاتے ہیں۔

اور اس پانی کی مقدار کا اندازہ لگانا ممکن ہوتا ہے جس کے کنوؤں سے پمپ کئے جانے کا امکان ان آبی قوانین و ضوابط کے مطابق ہوتا ہے جو طبقات مسامیہ کے کنوؤں سے پانیوں کے چلنے پر موثر عوامل میں رابطہ پیدا کرتے ہیں۔

# عام کنوؤں کے آبی قوانین

جب ہم کنویں کے کچھ حصہ کے اوپر کی طرف اور اس کی آس پاس کی مٹی میں غور کریں اور کنویں سے پانی کھینچنے کے وقت کنویں اور مٹی کی تصویر لیں تو ہمیں معلوم ہو گا کہ وہ خط جو ان دونوں ہموار سطحوں (Levels) سے ملا ہوا ہے وہ نیچے آغاز سے لے کر اوپر کی طرف معکوس و مخروط ہے۔ اور اس کا سرا منحنی ہے اور اس کا اوپر کا سرا پانی کھینچنے کے دوران کنویں میں پانی کا لیول ہے اور اسے مخروط الانخفاض یا الھبوط (Down fall) کا نام دیا جاتا ہے۔

Q= بہاؤ کی رفتار K= مستقلہ

H= (پانی کے) کھینچنے سے قبل زمینی پانی کی اصل بلندی

h۔ کھینچنے کے دوران زمینی پانی کی بلندی

R۔ کنویں کے دائرے کا مؤثر نصف قطر۔

(r) ۔ کنویں کا نصف قطر

۱۔ زمینی پانی کی سطح کے مخروطی اتراؤ کی رفتار!

$$Q = 1,36 K \frac{(H^2 - Y^2)}{Log10 R/r}$$

۲۔ کنویں کے بہاؤ کی وقتی نسبت!

$$Q = 1,76 K \frac{(H^2 - h^2)}{Log10 R/r}$$

اور واضح رہے کہ کنویں کے بہاؤ کی رفتار (Q) کی معرفت کا انحصار دوسری حدود کی مقدار اور ان حدود کے اتار چڑھاؤ پر ہے۔ اور ہم ماسوائے کنویں کے دائرے کے



موثر نصف قطر (R) کو جو (h) کے متغیر ہونے سے تبدیل ہوتا ہے، تمام کی معرفت ممکن پاتے ہیں۔ (بحوالہ شکل ۱۱) مگر ملاحظہ ہوتا ہے کہ (R) کی مقدار میں تغیر (Q) کی مقدار پر زیادہ اثر انداز نہیں ہوتا اور اس کا بہاؤ پر اثر انداز ہونا اسی وقت ممکن ہے جب (R) کی مقدار ۳۰۰، ۴۰۰ میٹر کے قریب ہو۔

**بارشیں**

جزیرہ نمائے عرب میں عام طور پر بارشیں موسم سرما میں ہوتی ہیں اور وہ قلیل ہوتی ہیں۔ وہ ان مرطوب ہواؤں کے باعث آتی ہیں جو جزیرہ نما پر محیط ہوتی ہیں اور بحر ابیض متوسط کے مشرق میں دجلہ و فرات کے علاقہ میں چلتی ہیں۔ ان مرطوب ہواؤں میں سے بعض بحر احمر کے ساحل کے قریب جنوب کے رخ پر چلتی ہیں۔ یہی ہوائیں مکہ میں موسم سرما میں بارشیں لاتی ہیں۔ یمن کے قریب ان کا رخ جنوب کی طرف ہو جاتا ہے۔ عام طور بارش گھنٹہ سے ۲ گھنٹہ تک مسلسل موسلا دھار برستی ہے۔ مکہ مکرمہ میں بارشوں کا ریکارڈ کرنا ۱۹۶۹ء میں شروع ہوا جس کی وضاحت شیڈول نمبر ۲ کرتا ہے جس میں ۱۹۶۹ء سے لے کر ۱۹۷۲ء تک برسنے والی بارشوں کی معلومات کو ریکارڈ کیا گیا۔ بارش کی سالانہ اوسط ۲۱ اور ۸۲.۶ ملی لیٹر کے مابین ہے۔ ایک دن میں بارش سب سے زیادہ ریکارڈ ہوئی اور وہ اوسطاً ۱۱۷.۴ ملی لیٹر تک پہنچ گئی۔

**سیلاب**

جب کبھی بارش اچانک بادلوں سے برس پڑتی تو فوری طور پر سیلابوں میں بدل جاتی کیونکہ اس منطقہ میں سطح زمین بہت زیادہ نشیبی اور سخت ٹھوس اور بے مسام چٹانوں سے بنی ہوئی ہے جبکہ سیلاب آگے بڑھنے کا راستہ نہیں پاتے۔ مکہ مکرمہ کا شہر قدیم زمانوں سے مختلف شدید سیلابوں کا ہدف بنا رہا۔ مؤرخین نے ان سیلابوں اور ان حادثات کا جو واقع ہوئے اور حرم شریف میں بہت سے انسانوں کی ہلاکت کا باعث بنے، جبکہ سیلاب اچانک ہر طرف سے ٹوٹ پڑتے، کا ذکر کیا ہے۔ وادی ابراہیم شمال مشرق اور جنوب مشرق کی طرف سے ڈھلان میں ہے۔ باہر جانے والے پانی کے نکاس کا واحد راستہ حرم شریف کے جوار میں تنگ وادی کو عبور کرتا

ہے اور اس منطقہ کا رقبہ کوئی بڑا نہیں۔ وہ ۶۵۰ ہیکٹر (۱۶۰۰ فدان) سے زیادہ نہیں۔ لٰہذا اس چھوٹے منطقہ میں اس کے اردگرد ٹھوس ڈھلوانی چوٹیوں کے سبب ہلاکت خیز سیلابوں کا واقع ہونا فطری امر ہے۔ ۱۳۸۸ھ کے دوران دیکھا گیا کہ اجیاد کے منطقوں سے سد اور بلیلہ کنویں کی دونوں اطراف سے بہہ کر آنے والے پانیوں نے ایک شدید اور ہولناک طوفان کی صورت اختیار کر لی۔ ان بڑے طوفانی سیلابوں کے مکہ مکرمہ اور حرم شریف میں آنے کے باعث کعبہ مکرمہ اور مسجد حرام کی عمارتوں کو شدید نقصان پہنچا۔ اور منیٰ جبل النور نیز وادی جعرانہ جنوب مشرق اور مشرق شمال کے رخ پر واقع وادی اوسط کے باہر سے معمولاً آنے والے سیلاب جانوں اور عمارتوں کے بھاری نقصان پر منتج ہوتے ہیں۔ پانی والے منطقہ کا رقبہ تقریباً ۷۰۰۰ ہیکٹر (۲۷ مربع میل) تک پہنچ جاتا اور منیٰ سے شہر میں آنے والے سیلاب منطقہ الششہ کے قریب وادی سے داخل ہوتے ہیں۔ لیکن وادی النور اور وادی جعرانہ سے آنے والے سیلاب پرانے شاہی محل کے نزدیک وادی کو عبور کر کے داخل ہوتے ہیں اور ان میں سے بعض سیلاب شمال کی جانب سے آتے ہیں اور یہ سارے سیلاب حرم شریف تک قشاشیہ کے نزدیک حجون، معلاہ اور غزہ کی طرف سے پہنچتے ہیں۔ جبکہ ان کے ساتھ مکہ مکرمہ کے اونچائی والے حصوں سے بہنے والے بہت سے سیلاب ماسوائے جبل ابی قبیس و منطقہ اجیاد سے شمال مشرق اور مشرق میں بہنے والے بعض سیلابوں کے ساتھ مل جاتے ہیں۔ جبل ابی قبیس اور منطقہ اجیاد والے سیلاب براہ راست باب الملک والے منطقہ میں جاگرتے ہیں اور یہ سب کے سب حرم شریف سے گزرتے ہوئے براہ راست بہاؤ میں جاگرتے ہیں۔

تاریخی ریکارڈ ظہور اسلام کے بعد ۸۶ حادثات کا ذکر کرتے ہیں اور ان سیلابوں کی شدت کا اظہار صیغہ مبالغہ کے ساتھ مثلاً "قبل ازیں ایسے سیلاب واقع نہیں ہوئے" کیا گیا ہے یا اس طرح کے اندرون حرم (بارش کے پانی کا) لیول حجر اسود یا باب کعبہ کی دہلیز کے اوپر یا دروازے کے قفل کے اوپر یا قندیلوں کے ستونوں کے



اوپر تک پہنچا ہوا ذکر کیا گیا ہے۔ اسی طرح ان سیلابوں کے باعث جانوں و دیگر قیمتی اشیاء کے نقصان کا بھی کبھی کبھی اندازہ لگایا گیا۔ ان سیلابوں کا نکاس کبھی کبھی پورے دو دن لے لیتا۔ اور ان کی شدت اور ان کے حجم کو "دریائے نیل بوقت طغیانی" سے تعبیر کیا جاتا رہا ہے ابتدائے اسلام سے لے کر تاحال واقع ہونے والے سیلابوں کی وضاحت شیڈول نمبر ۳ سے ہوتی ہے۔

۱۳۲۷ھ کے بعد ۱۳۲۸، ۱۳۳۰، ۱۳۳۵، ۱۳۴۴، ۱۳۵۰، ۱۳۶۰، ۱۳۷۶، ۱۳۸۲، ۱۳۸۴، ۱۳۸۸ اور ۱۳۹۴ھ کے سالوں میں سیلاب آئے مگر یہ سیلاب شدید نہیں تھے۔ اس لئے ان کا ذکر سابقہ شیڈولوں میں نہیں کیا گیا۔ اور اگرچہ ان سیلابوں میں اہم سیلاب جو ۵ ذیقعدہ ۱۳۸۸ھ کو واقع ہوا وہ منطقہ میں شدید بارشوں کے برسنے اور موٹر گاڑیوں کے ذریعے سیلاب کے نالے جزوی طور پر بند ہونے کے باعث پانی سے حرم کا منطقہ مکمل طور پر بھر دینے اور کعبہ کے دروازے کی دہلیز سے نصف میٹر کے قریب بلندی تک پہنچ جانے سے ہوا۔

تاریخ کی کتابوں میں چاہ زمزم سے متعلق سیلابوں اور بارشوں کا ذکر کیا گیا ہے۔ ازرقی نے اپنی تاریخ میں کہا ہے "پھر چاہ زمزم کا پانی بہت کم ہو گیا حتیٰ کہ پھر ۲۲۴، ۲۲۳ھ کے سالوں میں جمع ہونا شروع ہوا۔ لٰہذا زمین میں اس کے اطراف میں ۹ ذراع سوراخ کئے گئے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے ۲۲۵ھ میں بارشیں اور سیلاب بھیجے اور اس کے پانی میں بہتات ہو گئی۔"

تاریخ ازرقی میں دوسرے مقام پر یہ بات آئی ہے "زمزم پر ایسا زمانہ گزرا ہے کہ اس کا پانی نیل و فرات سے زیادہ میٹھا تھا" ابو محمد الخزاعی نے کہا "کہ ۲۸۱ھ میں ہم نے دیکھا کہ مکہ میں کثیر بارشیں ہوئیں اور اس کی وادیاں ۲۸۰، ۲۷۹ھ کے سالوں میں بڑے بڑے سیلابوں سے بہہ پڑیں اور زمزم کا پانی بڑھا اور بلند ہو گیا حتیٰ کہ اس کے سر کے قریب پہنچ گیا اور پانی اور اس کے اوپر والے کنارے کے درمیان ۷ ذراع فاصلہ بھی نہ رہا۔ ہم نے ایسا کبھی نہ دیکھا اور نہ سنا تھا کہ کسی نے

اس طرح کی صورت حال دیکھی ہو اور اس کا پانی نہایت میٹھا ہو گیا حتیٰ کہ وہ اہل مکہ کے پینے والے پانیوں میں سب سے زیادہ میٹھا تھا۔ میں اور اہل مکہ کثرت سے اس کی مٹھاس کے باعث اسی کا انتخاب کرتے۔ میں نے اسے چشموں کے پانیوں سے زیادہ میٹھا پایا اور بوڑھوں میں سے کسی سے نہیں سنا کہ اس نے ایسی مٹھاس دیکھی ہو اور ۲۸۳ھ میں اور اس کے بعد وہ غلیظ ہو گیا لیکن پانی اسی طرح کثرت میں رہا اور ہم اندازہ لگایا کرتے کہ اگر وہ وادی مکہ میں ہوتا تو اس کا پانی روئے زمین پر بہتا کیونکہ مسجد وادی سے بلند تر اور زمزم مسجد سے بلند تر ہے اور مکہ کے پہاڑ اور اس کی گھاٹیاں، نیز اس کے گھر جو اس مقام پر تھے، میں سے پانی پھوٹا کرتا۔

۱۳۸۸ھ میں مکہ مکرمہ میں شدید بارشیں ہوئیں۔ اور پانی حرم شریف میں داخل ہو کر کعبہ کے دروازے تک پہنچ گیا۔ ایسا اس لئے ہوا کہ ان دنوں حرم شریف کے پانی کے نکاس کا کوئی انتظام نہ تھا۔

آب زمزم کی تحقیق کے لئے ایک کمیٹی تشکیل دی گئی جس کا میں بھی رکن تھا۔ ہم نے دیکھا کہ پانی زمزم کے حجرے میں داخل ہو رہا ہے اور کنویں کے منہ سے باہر کی طرف نکل رہا ہے۔ بھولے بھالے لوگ کہہ رہے تھے کہ کنواں اپنے آپ کو صاف کر رہا ہے۔ میرے ہاتھ میں ایک کاغذی رومال تھا جسے میں نے سطح زمین پر ڈال دیا اور دیکھا کہ رومال کو پانی باہر کی طرف بہا کر لے جا رہا ہے۔ اور زمین پر مجھے تقریباً ۲ میٹر ربڑ کی ایک ٹیوب (hose) ملی۔ میں نے اس کا ایک سرا کنویں کے درمیان رکھا تو دوسرے سرے سے پانی نکلنے لگا۔ اس سے پتہ چل رہا تھا کہ وہاں پر دباؤ ہے جو پانی کے نیچے سے اوپر کی طرف دھکیل رہا ہے۔ جس سے یہ تصدیق ہو رہی تھی کہ چاہ زمزم شدید بارشوں میں فواری کنویں (Artesian Well) کی طرح عمل کرتا ہے۔ میں نے آب زمزم کو چکھا تو بالکل میٹھا تھا۔ چنانچہ کنویں سے نمونے (Samples) لے کر ان کا تجزیہ کیا گیا تو ثابت ہوا کہ وہ مکہ کے ہر دوسرے پانی سے شیریں تر ہے۔ کچھ عرصہ تک پانی اسی طرح کنویں سے نکلتا رہا حتیٰ کہ اس کا دباؤ کم ہوا اور وہ گھٹنا



شروع ہوا۔ یہاں تک کہ کنواں اصلی حالت پر آ گیا یعنی منہ سے ۳ میٹر کے فاصلے پر۔ لیکن اس میں کافی وقت صرف ہوا۔ یہ اس بات کی دلیل ہے کہ چاہ زمزم کے مصادر زمینی پانی کے مصادر سے مختلف ہیں اس لئے کہ مثلاً چاہ داودیہ میں ایسا نہیں ہوا۔ اگر زمینی پانی پورے منطقے میں بلند ہوئے ہوتے تو چاہ داودیہ اور حرم شریف کے گرد و نواح کے کنووں میں پانی بلند ہوا ہوتا۔ یہ حقیقت یقین دلاتی ہے کہ چاہ زمزم کا اپنا مستقل مصدر ہے اور دوسری چیز یہ ہے کہ ہم نے سال ۱۴۰۰ھ میں حرم شریف میں ہونے والے واقعات کے بعد آب زمزم کا تجزیہ کیا تو معائنہ کے وقت کنویں کے بڑے مصادر سے لئے گئے نمونوں کے تجزیوں نے ثابت کیا کہ اس میں کسی قسم کی کوئی ملاوٹ (Water Pollution) نہیں۔ اور اس کی نوعیت کنویں کے دیگر مصادر سے مختلف نہیں۔

# چاہ زمزم کی پیداواری طاقت

ماضی میں چاہ زمزم کی پیداواری طاقت کا اندازہ لگانے کے لئے کئی ایک مساعی کی گئیں لیکن جن نتائج تک رسائی ہوئی وہ سارے کے سارے تخمینے ہی تھے۔ اس لیے کہ چاہ زمزم کی پیداواری طاقت کا اندازہ لگانے کے لئے ضروری تحقیقات کا اجرا متعدد عوامل کا متقاضی ہے جن میں اہم ترین بڑے بڑے پمپوں سے معاون (helper) کے طور پر کنویں سے پانی نکالنے کا کام لینا ہے' اور آب زمزم کے ان مخصوص مخزنوں سے پانیوں کو دور سے کھینچ کر لانا جن سے نکالا ہوا پانی مطلوبہ مقداروں تک نہیں پہنچتا اور اسی طرح سے چاہ زمزم سے کام لینے کے یومیہ وقفے جبلہ وہ اس پہلو سے ایک مشکل، معاملہ ہے کہ آب زمزم مسلمانوں کی نظر میں ایک مرتبہ کا حامل پانی ہے اور شب و روز اس کے پینے پر ان کا اژدھام رہتا ہے۔

چاہ زمزم کی پیداواری قوت کی تحقیق کی پہلی سنجیدہ کوشش آب زمزم کے یومیہ استعمال کو پیش نظر رکھتے ہوئے ۱۳۹۱ھ میں میسر امکانات کے ساتھ کی گئی جب وزارت زراعت و آب نے استاد مصطفےٰ نوری کو چاہ زمزم کی پیداواری قوت کی تحقیق پر مقرر کیا اور وہ اس وقت محکمہ جیالوجی کے سربراہ تھے۔ میں نے ان کی معاونت کی۔ چنانچہ تحقیقات کے نتیجے میں جو حقائق سامنے آئے' ان کا خلاصہ میری تیار کردہ رپورٹ میں درج ذیل ہے۔

۱۔ کنویں پر دو سنٹری فیوگل پمپ ہیں جو بجلی سے چلتے ہیں اور وہ کنویں کے سر کے قریب لگے ہوئے ہیں۔ ان میں سے ایک بڑا ۵۰ ہارس پاور کا ہے اور اس کی پیداواری قوت ۳۰ مکعب میٹر فی گھنٹہ ہے اور چھوٹے کی پیداواری قوت ۱۱.۶ مکعب میٹر فی گھنٹہ ہے۔

۲۔ بڑا پمپ ۳ انچ ٹیوبوں میں سطح حرم پر بلند مخزن میں' جس کی لمبائی ۱۵.۲۰ میٹر' چوڑائی ۲.۷۰ میٹر اور بلندی ۱.۴۰ میٹر ہے پانی کھینچ کر ڈالتا ہے۔



۳۔ چھوٹا پمپ ۲.۵ انچ اور ۲ انچ ٹیوبوں میں کنویں کے حجرہ کے دونوں طرف واقع مخزنوں میں جن میں سے ہر ایک کی لمبائی ۵.۹۰ میٹر' چوڑائی ۱.۹۰ میٹر اور بلندی ۲.۱۹ میٹر ہے' پانی کھینچ کر ڈالتا ہے۔

۴۔ اوپر والا بڑا مخزن بڑے پمپ کے ذریعے $3\frac{1}{2}$ گھنٹوں میں اور چھوٹے مخزن میں سے ہر ایک قریباً ۵۲ منٹ میں بھرتا ہے۔

۵۔ صرف چھوٹے پمپ کے ساتھ پانی نکالنے کا عمل مکمل ہوا۔ اور اس کے فعل سے تجربہ کی ابتدا سے ۷ منٹ میں رکے ہوئے پانی کا لیول ۲.۱۶ میٹر سے ۱.۷۴ تک نیچے ہو گیا اور ابتدائے تجربہ سے ۱۸ منٹ کے اندر ۲.۱۰ میٹر تک اور ۴۷ منٹ میں ۲.۱۲ میٹر تک۔

۶۔ چھوٹے پمپ کے رک جانے کے بعد بڑے پمپ کے ساتھ پانی نکالا جاتا رہا اور تجربہ کی ابتدا سے ۷۷ منٹوں میں پانی کا لیول ۲.۲۷ میٹر نیچے ہو گیا اور ابتدائے تجربہ سے ۹۶ منٹوں میں پانی کا لیول ۲.۳۲ میٹر اور ۱۱۷ منٹوں میں ۲.۳۱ میٹر اور ۱۲۳ منٹوں میں ۲.۳۲ میٹر تک

۷۔ دونوں پمپوں سے بیک وقت پانی کا نکالا جانا جاری رہا اور ۴ گھنٹوں کے بعد زیادہ سے زیادہ پانی کا لیول ۲.۶۴ میٹر نیچے ہوا اور یہ تجربے آئندہ ۳ دنوں تک دہرائے جاتے رہے۔

۸۔ یہ کہ چاہ زمزم پر لگے ہوئے پمپوں کے ذریعے کنویں کی پیداواری قوت ۱۶۳.۵' ۲۱۷.۳ گیلن فی منٹ کے درمیان سمجھ لینا ممکن ہے۔ (یعنی ۴.۱ سے ۷ ۳.۱ لیٹر فی سیکنڈ کے مابین)

مشاورتی کمپنیاں جنہیں آب زمزم سے متعلق تحقیقات کی ذمہ داری سونپی گئی تھی مثلاً واٹسن' پاکستانی انجینئرز کی یونین اور جرمنی کی ڈبلیو ایف کورنز' انہوں نے چاہ زمزم کی پیداواری قوت کا اندازہ بحساب ۶۰ میٹر فی گھنٹہ لگایا اور یہ اندازہ ان مقداروں پر منحصر تھا جو کنویں پر لگائے گئے پمپوں کے ذریعے پانی نکالا گیا۔ اور یہی

اندازے معروف رہے حتیٰ کہ مجھے ۱۴۰۰ھ میں چاہ زمزم کی پیداواری قوت کی تحقیقات کا موقع ملا' جبکہ میں مغربی منطقہ میں فراہمی و نکاسی آب کا ڈائریکٹر جنرل تھا مجھے حرم پر واقع ہونے والے حادثات کے بعد چاہ زمزم کی اس ملاوٹ و آلودگی سے صفائی اور تطہیر کا کام سونپا گیا جو ان افسوس ناک حادثات کے دوران ہو گئی تھی۔ نیز ان کی اصلی حالت پر بحال کرنے اور آب زمزم پینے والوں کے لئے صاف ستھرا اور خوش ذائقہ پانی لوٹانے کی ذمہ داری سونپی گئی۔

اس دوران آب زمزم کا استعمال بیت اللہ شریف کے زائرین کی آمد اور کنویں کی نظافت و طہارت تک روک دیا گیا۔ اس کام کی تکمیل کے لئے کنویں کا پورا ملاوٹ شدہ پانی نکال دینا ناگزیر تھا۔ اس مرحلہ پر ہم چاہ زمزم کی صفائی اور ستھرائی کا ذکر اس کتاب کے پیش نظر بالتفصیل کرنے کے خواہش مند تھے مگر ہمیں تفاصیل کا کچھ حصہ چاہ زمزم کی پیداواری قوت کی تحقیقات کی کیفیت کی وضاحت کے لئے کرنا ہے۔ کنویں کے منہ کی تنگی' پمپوں کا انعقاد اور مختلف فاصلوں کی گہرائیوں پر ان کا اتارنا اور آب زمزم کو نکالنے والے عمومی پمپوں' اور اتارنے کے لئے کرین (Crane) آہنی سیڑھی اور پمپوں کو اٹھانے والی زنجیروں اور ہر پمپ کے لئے بجلی کے فیڈر کیبلوں' روشنی کے کیبلوں اور کنویں کے منہ کو دو حصوں میں تقسیم کرنے والے پٹوں (belts) کی موجودگی میں بڑا مشکل کام تھا۔ اس کے باوجود فلجٹ (flygt) قسم کے (B ۲۱۵۱ H.T) طرز کے چار زیر آب پمپوں کو کنویں میں سطح آب سے مختلف فاصلوں کی گہرائیوں میں کنویں کے قطر کی تنگی کو پیش نظر رکھتے ہوئے اتارنے میں مندرجہ ذیل ترتیب کے ساتھ کامیاب ہو گئے۔

پہلا پمپ ع1= 25 میٹر (H1=25M) کی گہرائی پر
دوسرا پمپ ع2= 22 میٹر (H2=22M) کی گہرائی پر
تیسرا پمپ ع3= 19 میٹر (H3=19M) کی گہرائی پر
چوتھا پمپ ع4= 17 میٹر (H4=17M) کی گہرائی پر



اور جملہ پمپوں کا عمل مکمل ہوا سوائے اس کے کہ ایک پمپ کچھ وقت کے بعد بجلی کے غلاف میں پانی کے داخل ہونے سے بڑے دباؤ کے نتیجے میں جو اسے ۲۵ میٹر کی گہرائی پر پیش آیا' رک گیا اور باقی تین پمپ صحیح سالم کام کرتے رہے۔ اور مذکورہ پمپ کے گراف کی طرف متوجہ ہونے سے جو گہرائی ع یا H اور تصرف (disposal) کی مقدار کے یا Q کے مابین شکل نمبر ۱۲ میں وضاحت کرنے والے نقشے کے مطابق ظاہر کرتا ہے۔ اور گراف پر گہرائیوں کے تعین کے ساتھ درج ذیل وضاحت ہوتی ہے۔

(شکل نمبر ۱۳)

۱۔ ۲۵ میٹر کی گہرائی پر پمپ کی مقدار نکاس = ۲۵۰۰ لیٹر فی منٹ
ک = Q = ۱۵۰۰۰ لیٹر فی گھنٹہ
ک = Q = ۱۵۰ مکعب میٹر فی گھنٹہ

۲۔ ۲۲ میٹر کی گہرائی پر پمپ کی مقدار نکاس = ۲۶۰۰ لٹر فی منٹ
ک = Q = ۱۵۶ مکعب میٹر فی گھنٹہ

۳۔ ۱۹ میٹر کی گہرائی پر پمپ کی مقدار نکاس = ۲۷۰۰ لٹر فی منٹ
ک = Q = ۱۶۲ مکعب میٹر فی گھنٹہ

۴۔ ۱۷ میٹر کی گہرائی پر پمپ کی مقدار نکاس = ۲۸۰۰ لٹر فی منٹ
ک = Q = ۱۶۸ مکعب میٹر فی گھنٹہ

اور پہلے پمپ کے تعطل کو پیش نظر رکھتے ہوئے ۳ پمپوں کی کل مقدار نکاس = ۱۵۶ + ۱۶۲ + ۱۶۸ = ۴۸۶ مکعب میٹر فی گھنٹہ

اور قابل ذکر بات یہ ہے کہ یہ ۳ پمپ جو کنویں کے اندر چل رہے تھے اور ان پانیوں کو بارش کے نکاس کے نالے کی طرف نکال رہے تھے اور اس عرصے میں دو پمپ بغلی گڑھے میں چل رہے تھے جو زمینی پانی کو کنویں کے پہلو سے نکال رہے تھے اور ان پانیوں کو بارش کے نکاس کے نالے میں پورا پورا نکال دیتے اور جب کنویں

میں موجود پانی کم ہو جاتا تو ایک پمپ یا دونوں پمپ رک جاتے اور پانی کی سطح کنویں میں ۱۳ میٹر کی گہرائی تک گر جاتی۔

مندرجہ ذیل شیڈول ۱۴۰۰/۱/۲۳ھ۔ ۱۴۰۰/۱/۲۴ھ میں تیار کئے گئے۔ اور وہ پمپنگ کی ابتدا کے وقت اور ہر ریڈنگ (پیمائش) کے وقت پانی کی گہرائی کو ظاہر کرتے۔ اور اسی طرح پانی کے پمپنگ کے توقف سے لے کر پانی کی دوسری مرتبہ واپسی تک کے لئے ضروری وقت کو شیڈول نمبر ۴ ظاہر کرتا ہے۔ اور کنویں میں تینوں پمپوں اور حوض ا' ب میں موجود دو پمپوں کی ریڈنگ لی گئی۔ منہ پر پانیوں کا لیول ۳.۲۳ میٹر تھا اور ریڈنگ ہر آدھے منٹ میں مکمل ہوتی حتیٰ کہ پانی کا لیول کنویں کے اندر ۱۲.۷۲ میٹر تک پہنچ گیا۔ چنانچہ پمپ پورے طور پر رک گیا کیونکہ اس نے (suck کرنا) چوسنا شروع کیا تھا جبکہ حوض میں پانی کی سطح ۶۵ س م تھی اور ریڈنگ کا ہر آدھے منٹ پر لینا جاری رہا حتیٰ کہ پانی کی گہرائی ۱۲.۸۳ میٹر تک پہنچ گئی۔ اور ہم ہر منٹ بعد اس کی ریڈنگ کرتے رہے حتیٰ کہ پانی ۱۳'۳۹ میٹر تک پہنچ گیا۔ اور کنویں میں پانی کا گرنا اس گہرائی میں رک گیا۔ اس دوران حوض ب میں پمپ چلتا رہا اور پانی کا لیول ۶۸.۵ سم ہو گیا اور ریڈنگ ۶ منٹ کے عرصہ کے لئے روک دی گئی۔ اور یہ کنویں کے بڑے شگافوں سے نمونے (samples) لینے میں آسانی پیدا کرنے کے لئے تھا اور اسی طرح پتھروں کے درمیان سے نکلتے ہوئے پانیوں کے نمونوں کے لئے بھی۔ اس کے بعد ایک پمپ مکمل طور رک گیا تو پانی کنویں میں چڑھنا شروع ہو گیا حتیٰ کہ منہ سے ۹،۰۵ میٹر بلند ہو گیا اور اس کے بعد دوسرا محرک (پمپ) رک گیا اور پانی ۶،۰۶ میٹر تک بلند ہوتا رہا۔ اس کے بعد تیسرا پمپ رک گیا اور ۱۱ منٹوں میں پانی ۳.۹۰ میٹر بلند ہو گیا۔

لیکن دوسرا شیڈول (نمبر ۵) ۱۴۰۰/۱/۲۴ھ کو پمپنگ کے رک جانے کے بعد پانیوں کی واپسی کو کنویں کے منہ تک ظاہر کرتا ہے۔ اور جب حوض الف اور حوض ب میں پمپ چل رہے ہوں تو مندرجہ ذیل عوامل کے پیش نظر ہائیڈروجیکل قوانین



کی تطبیق مشکل ہوتی ہے۔

۱۔ کنویں کے دو قریبی مقامات سے مسلسل پمپنگ کا ہونا
۲۔ کنویں کی غذا رسانی کے وقفوں کی طوالت سے عدم واقفیت
۳۔ مٹی (زمین) میں نفوذ کرنے والے عوامل سے ناواقفیت۔
۴۔ نصف قطر کے دائرے کا اثر

## زمزم

چاہ زمزم کی تاریخ متعدد ثقہ کتابوں میں رقم ہے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے زمانے سے اس کنویں کی حفاظت اور اس کے زیادہ سے زیادہ استعمال کا کام بڑی توجہ سے کیا گیا البتہ کچھ عرصہ کے لئے یہ کنواں مخفی ہو کر رہ گیا تاآنکہ حضرت عبدالمطلب نے اسے دوبارہ نکالا۔ موجودہ حرم شریف کی عمارت بن جانے سے قبل حرم کے منطقہ میں کئی ایک کنویں موجود تھے اور یہ تمام کے تمام کنویں ماسوائے داودیہ کنویں کے حرم شریف کی تعمیر کے دوران دفن کر دئے گئے۔ فیو جرو نے ان متروکہ کنوؤں میں سے ایک تک رسائی حاصل کر لی جو شکل نمبر ۲۰ سے ظاہر ہے۔

چاہ زمزم شگافوں کے تین مجموعوں کی گزرگاہ (Cross) پر واقع ہے اور یہ شگاف صفا' کعبہ اور مروہ سے کنویں کی طرف پھیلتے چلے گئے ہیں۔ کنویں کی گہرائی ۳۰.۵ میٹر تک پہنچتی ہے جس میں سے ۱۷.۵ میٹر سنگ خارائی چٹانوں میں ہے اور جو حصہ چٹانی طبقہ پر واقع ہے اس کی تبطین (lining) کی تکمیل ایک دیوار کی تعمیر سے ہوئی۔ اس دیوار میں تین شگاف (Openings) پائے جاتے ہیں جو کنویں کے شگافوں سے مل جاتے ہیں۔ کنویں کے پانی کا لیول اس کی ساکن حالت میں کنویں کی سطح سے تین میٹر نیچے ہوتا ہے۔ (شکل نمبر ۲۱) اس حالت میں کنویں سے بڑی مقدار میں پانی رس رس کر جمع ہوتا رہتا ہے۔ جبکہ پانی جدید خدمات کے منطقہ میں کنویں کی طرف سے دو موجود حوضوں میں بہتا ہے۔ (شکل نمبر ۲۲) اور پانی کے جمع ہونے کا یہ عمل

کنویں میں پمپ کے چلنے پر رک جاتا ہے۔

محرم ۱۴۰۰ھ کے واقعات کے دوران منطقہ زمزم کو پر کر دینے والے پانی کا لیول کنویں میں ساکن پانی کے لیول سے تقریباً دو میٹر اوپر تک پہنچ گیا۔ اور یہ لیول وادیٔ ابراہیم علیہ السلام کی بلند جانب کے زمینی پانی کے لیول کے برابر ہو گیا۔

زمزم کے منطقہ میں پانی کے دیگر تین مختلف مصادر ہیں جن کے پانی دو حوضوں میں جمع ہو جاتے ہیں اور جنہیں ملاحظہ کرنے کے وقفے کے دوران حرم شریف سے باہر پمپ کر دیا جاتا ہے۔ کنویں اور صفا کی جانب سے رستہ ہوا پانی صفا کے نزدیکی تالاب میں جمع ہو جاتا ہے۔ اور کنویں کا رسنا (Seepage) کنویں کے نہ چلنے کے اوقات کے دوران ہوتا ہے۔ جہاں تک دوسرے رسنے (Seepage) کا تعلق ہے وہ کمزوری کے ساتھ رسنا (Seepage) ہے اور خرسانی دیواروں کے نیچے صفا اور مروہ کے متوازی جاری رہتا ہے۔ ۰ مروہ کی طرف موجود دوسرے حوض میں زمزم کی جانب سے رس کر آنے والا پانی جمع ہوتا ہے۔ نیز وہ پائپ جو اس میں براہ راست رسنے والا پانی ڈالتے ہیں، چھوٹے پائپ سے نکلنے والے پانی کی مقدار تھوڑی سی ہوتی ہے اور اس کا درجہ حرارت کم ہوتا ہے اور یہ کنویں کی طرف سے رس کر آنے والی یا بڑے پائپ کے ذریعے آنے والی مقدار کی نسبت بہت کم ہوتی ہے یہ دونوں پائپ متحدہ کنسلٹنٹ انجینئرز کی ہدایات کے مطابق بنائے گئے جنہوں نے پانی کے ان دو مصادر کی تعمیر کی نگرانی کی۔ اور سمجھا جاتا ہے کہ چھوٹا پائپ وادی ابراہیم کی بلند جانب سے رستے ہوئے گہرے پانی کو غرینی رسوبات (تہ جمی سلٹ) کو عبور کر کے تالاب کی طرف لے جاتے ہیں۔

زمزم سے متعلقہ جدید خدمات کے منطقہ میں کھدائی کے دوران پانی کا پائپ ٹوٹ گیا اور پانی مؤذنین کی عمارت کی طرف بہہ گیا۔ اور یہ کنسلٹنگ ماہر انجینئرز کے رائے کے مطابق ہوا۔ لہٰذا اس پانی کو جمع کرنے کے لئے ایک بڑا مین ہول (Man hole) بنایا گیا اور پھر اس پانی کو بڑے پائپ کے ذریعے تالاب میں ڈالا گیا



انجینئرز نے یہ بھی بتایا کہ یہ پانی چشمۂ زبیدہ کے نیٹ ورک (Net work) سے آتا ہے۔ اور یہ لحاظ رکھا گیا کہ زمزم کے چلنے کے وقت بڑے پائپ سے پانی کی مقدار میں کوئی فرق نہ آنے پائے۔

پھر کنویں، اور بڑے پائپ چھوٹے پائپ سے نمونے حاصل کئے گئے اور ان نمونوں کا جامعہ ملک عبدالعزیز میں تجزیہ کیا گیا۔ اسی طرح ان مصادر کی طبعی خصوصیات کی تحقیق کے موقع پر تجزیہ کیا گیا اس تحقیق کے نتائج شیڈول نمبر۶ میں دیئے گئے ہیں۔

متعلقہ تحقیقات استعداد رسائی اور درجہ حرارت کی حد تک خدمت کے منطقہ میں پانی کے موجودہ مصادر کے مابین اختلاف کو واضح کرتی ہیں درآنحالیکہ چھوٹی پائپوں کو عبور کرتے ہوئے پانی میں درجہ حرارت کا گرنا اور اس کی استعداد رسائی میں کمی کا واقع ہونا اشارہ کرتا ہے کہ اس پانی کا مصدر دیگر مصادر سے مختلف ہے جبکہ یہ پانی وادی ابراہیم میں تہ جمی بھل (Silt) کو عبور کرتے ہوئے سست روی کے ساتھ چلنے والے زمینی پانی سے عبارت ہیں۔

اور یہی حال زمزم میں صفا کی جانب سے کنویں کے نیچے سے رس کر آنے والے پانی کے درجہ حرارت اور اس کے اوپر تک رسائی کی صلاحیت میں ہے اور اس کے رسنے کی نسبت بہت کمزور ہے۔ اور احتمال یہ ہے کہ یہ پانی خود مصدر سے آتے ہیں اور جبل قبیس میں کھلے راستے کے اوپر رستے رہتے ہیں۔ تجزیے اس بات کا اشارہ کرتے ہیں کہ کنویں کی طرف سے تالاب کی طرف رسنا تمام تر خود کنویں سے ہوتا ہے کیونکہ اس پانی کے حوض خود آب زمزم کے حوض ہیں۔ مزید یہ کہ زمزم سے پانی کھینچنے کے دوران رسنا رک جاتا ہے۔

بڑی ٹیوبوں اور زمزم کے پانی کا درجہ حرارت ایک جیسا ہوتا ہے سوائے اس کے کہ ان کی منتقل ہونے کی صلاحیت میں بہت بڑا فرق ہے جو اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ ان ٹیوبوں کا پانی زمزم کا پانی نہیں اور اس کے باوجود ان دونوں مصدروں کے

حوضوں میں مماثلت وضاحت کی محتاج ہے جو برابر کی سطح کے علاقے میں اس کا سبب ظاہر کرے۔

چاہ داودیہ زمزم کی طرف سے آنے والی لہر کی جانب پایا جاتا ہے۔ حرم شریف کے منطقہ میں موجود غیر محصورہ پانی کی کوئی بھی بڑی مقدار مسفلہ کی طرف اتر جاتی ہے اور اسی وجہ سے وادی ابراهیم علیہ السلام اور داؤدیہ میں زمینی پانی میں بعض مواد ملوث ہو جاتے ہیں۔ اسی طرح اس بات کا بھی احتمال ہے کہ آب زمزم ان اوقات میں جب اسے استعمال نہ کیا جا رہا ہو' اس کنویں کی طرف رس جاتا ہو۔

اور یہ احتمال اس لئے بھی کہ چاہ داودیہ کئی مصادر کے پانیوں پر مشتمل ہے۔ اور ان دونوں کنوؤں کے معائنہ کے دوران ان دونوں میں موجود مادی خصائص مماثل تھے سوائے اس کے کہ جب زمزم سے پانی نکالا جا رہا ہو تو داودیہ کنواں بتدریج شدید متاثر ہوتا ہے۔ اگر یہ دونوں کنویں ایک دوسرے سے بہاؤ میں متصل ہوتے تو چٹانی دراڑوں اور شگافوں کو عبور کرتے وقت جو تاثر بھی ظاہر کرتے تو اس وقت ان دونوں کنوؤں میں حوزی مطابقت ہوتی۔ اور چونکہ صورت حال ایسی نہیں ہے لہٰذا ایسا بھی نہیں' یعنی چاہ داودیہ کے حوض چاہ زمزم سے مختلف ہیں۔ اور ان کے مادی خصائص میں جو مماثلت ملاحظہ کی گئی ہے وہ ماہ محرم ۱۴۰۰ ھجری کے وقفہ کے دوران زمزم سے مسلسل رسنے کے ساتھ منسوب کی جاسکتی ہے۔

۱۳ دسمبر ۱۹۷۹ء کو کی جانے والی پمپنگ کی تحقیقات نے کنویں کے بعض حوض واضح کئے ہیں۔ ان تحقیقات میں تین زیر آب پمپوں سے کام لیا گیا اور پمپنگ پانی کے پہلے لیول سے ۱۰،۲۰ میٹر نیچے کی گہرائی تک جاری رہی۔ اس کے بعد پمپ یکے بعد دیگرے رکتے گئے (شکل نمبر ۲۳) اور عام اندازے اس پانی کا بہاؤ دنیا بھر کے ناری چٹانوں کے کنوؤں کے ریکارڈ کئے گئے بہاؤ کی نسبت زیادہ تغیر کی نشاندہی کرتے ہیں۔

النزھۃ۔ یونائیٹڈ کنسلٹنٹس کمپنی مکہ مکرمہ نے دو مرتبہ بارش برسنے کے بعد مکہ مکرمہ



کے منطقہ میں واقع لیول اور چاہ زمزم کے پانیوں کے لیول میں واقع ہونے والے تغیرات کا معائنہ کیا ور ملاحظہ کیا کہ بارش جو مکہ مکرمہ پر براہ راست برسی' اس نے وادی ابراهیم اور حرم شریف کے بعض حصوں میں سیلاب کی صورت پیدا کر دی لیکن چاہ زمزم کے پانی کے لیول میں کوئی قابل ذکر تبدیلی واقع نہ ہوئی۔

لیکن دوسرا خصوصی ملاحظہ طائف کے علاقہ میں موسلادھار اور شہر پر بڑی نسبت سے برسنے والی بارش کا تھا۔ اس بارش سے وادی ابراهیم میں کوئی سیلابی کیفیت پیدا نہیں ہوئی لیکن اس سے زمزم کے پانیوں کے لیول میں دفعتہ بڑے پیمانے پر تغیرات واقع ہوئے۔ اور یونائیٹڈ کنسلٹنٹس انجینئر کمپنی بارش ہونے کے ساتھ قلم بند کردہ ہر دو لیول کے ریکارڈ برقرار رکھے ہوئے ہے۔

**نتائج** چاہ زمزم اپنے پانی قدیم زمانوں میں وجود میں آنے والی گہری چٹانوں سے حاصل کرتا ہے۔ پانی تین چٹانی دراڑوں میں سے گزر کر آتے ہیں جو کعبہ مشرفہ' صفا اور مروہ سے نکل کر کنویں سے جا ملتی ہیں۔ ان دراڑوں سے نکلنے والا پانی ان پیمائشوں کے مطابق جن سے اندرون چاہ شگاف کی کشادگی کی پیمائش مکمل ہوئی' پریشر کے ساتھ قریباً ۱۰ میٹر اوپر تک پہنچ جاتا ہے۔ اور کنویں کے مقام میں موجود چٹانی طبقہ ریت کے نرم طبقہ پر غالب آگیا ہے' اس کی چھت (چوٹی) ۱۶ میٹر بلندی تک پہنچ جاتی ہے۔ جبکہ غرینیہ میں سے پھوٹ کر نکلنے والا زمینی پانی طبعی اور کیمیائی خصوصیات میں زمزم کے پانی کی طبعی اور کیمیائی خصوصیات سے مختلف ہے۔

گہری چٹانیں جو چاہ زمزم کو غذا پہنچاتی ہیں مشرق کی جانب واقع پہاڑوں سے اپنی کمی کو پورا کر لیتی ہیں اور یہ منطقہ تعویض (کمی پورا کرنے والا طبقہ) چاہ زمزم کے منطقہ کے ساتھ کئی شگافوں کو عبور کر کے مل جاتا ہے۔ چٹانوں کے فاصل اوار سطحی جھکاؤ (Curves) جن کی سمتیں ۴۰/۵۰' ۱۳۰/۱۵۰ اور ۱۰/۲۰ درجہ کے بین بین ہیں دیگر چھوٹے جھکاؤ (Curves) سمیت باہم جدا ہوتے ہیں اور ایک شبکہ (جال) کی صورت اختیار کر لیتے ہیں' اور وہ ان تین شگافوں کی سمتیں شمار کی جاتی ہیں جو کنویں

کے مقام پر مشاہدہ کی گئی ہیں اور وہ بڑے شبکہ (نزدیک نزدیک کے کنویں) میں داخل ہوتی ہوئی مقامی (موضیعی) قسم سے ہیں۔ مکہ مکرمہ شہر مضبوطی کے ساتھ باہم مربوط سطحی اور متوسط سفلی ماحولیات میں وادیوں کے منطقے اور دراڑوں پر مشتمل سنگلاخ پہاڑیوں کے منطقے کے مابین واقع ہے۔ ان دراڑوں پر مشتمل چٹانی منطقوں میں زمینی پانی کی نکاسی میں مشکلات کا سامنا ہے۔

یہی حال مکہ مکرمہ کے منطقہ کا ہے' جیسا کہ روزمرہ کے نکاسی آب کے نالوں اور بارش کے پانیوں کی نکاسی کے نالوں سے پانی رس رس کر ان دراڑوں سے گزر کر جو چاہ زمزم کو غذا پہنچانے والی دراڑوں کی سطح تک پھیلتی چلی گئی ہیں' چاہ زمزم میں پڑنے کا احتمال ہے۔

مکہ مکرمہ میں چشمہ' زبیدہ کے پانی کو سال ۱۵۰۰ء کے دوران بنائے جانے والے نظام کے ذریعے تقسیم کیا جاتا ہے۔ اور اس نظام کی ایک شاخ شارع صفا کے قرب و جوار میں چلتی ہے اگرچہ اس کی اس شاخ کا صحیح موقع نقشوں پر ظاہر نہیں ہوتا۔ اس نظام سے پانی خدماتِ زمزم کے منطقہ میں نکاسی کے ایک تالاب میں لا کر ڈالا جاتا ہے۔

چشمہ' زبیدہ کو پانی کی غذا پہنچانے والا اور اپنے پانی کی نوبہ نو سپلائی کرنے والا ایک ہی منطقہ ہے اور وہ شرقی جانب واقع پہاڑوں کا منطقہ ہے اس حقیقت کا اظہار وضاحت کے ساتھ پانی کے درجہ' حرارت اور اس کی منتقلی کی خصوصیات سے ہوتا ہے۔ اور اس کے باوجود زمزم کے پانی چشمہ' زبیدہ کے پانی سے مختلف ہیں۔

چاہ زمزم اور اس کے قرب و جوار کے منطقہ میں زمزم سے پانی نہ نکالنے کے وقفہ میں پانی کے رسنے کا عمل ہوتا ہے جبکہ پانی کا لیول کنویں کی سطح سے تین میٹر کی بلندی تک پہنچ جاتا ہے۔ رسنے کا یہ عمل مختلف سمتوں میں ہوتا ہے مگر رسنے کا یہ عمل کنویں سے پانی نکالنے کے دوران رک جاتا ہے۔ اس لئے ضروری ہے کہ چاہ داودیہ اور وادی ابراھیم اور زمزم کی جانب دیگر مصادر سے پانی کے رسنے کے متعلقہ



امور میں اس مقصد کو پیش نظر رکھا جائے۔

چاہ داودیہ زمزم سے آنے والے بہاؤ کی جانب واقع ہے اور یہ تصدیق شدہ بات ہے کہ دونوں کنویں غرینی رواسب کو عبور کرتے وقت ہائیڈرولیکیا (پانی کے حرکی قوت کے لحاظ سے) متصل ہوتے ہیں جبکہ ان دونوں کے مابین چٹانی دراڑوں کے راستوں سے ہیدرولیکی اتصال تقریباً ناممکن ہے۔ لیکن چاہ زمزم سے پانی کا چاہ داودیہ کی طرف رسنا تصدیق شدہ چیز ہے۔ اس کے ساتھ ہی یہ بھی احتمال ہے کہ پانیوں کے غرینی مواد کو عبور کرتے وقت اس طرح کی صورت حال کا واقع ہونا کہ دونوں کنوؤں کے طبعی خواص باہم متماثل ہو جاتے ہوں اس دوران میں ہو جبکہ تحقیقاتی تجزیہ دونوں کنوؤں کے عدم استعمال کے دوران کیا گیا ہو۔

وادیٔ ابراہیم میں زمینی پانی کا لیول زمزم کے ساکن لیول سے قریباً ۲ میٹر بلند ہوتا ہے۔ موجودہ استعمال کے منطقہ میں نکاسی آب کا نظام زمینی پانی کے لیول کو اتنا کم کر دیتا ہے کہ وہ کنویں کے ساکن لیول کے قریب پہنچ جاتا ہے۔

وادی سے اٹھ کر رسنے والے پانی کا کوئی بھی بہاؤ زمزم تک نہیں پہنچ سکتا جب تک کہ کنویں میں پانی کا لیول چوڑی نالیوں کے کم از کم لیول سے نیچے نہیں ہو جاتا۔ کنویں سے رس کر منطقہ' خدمت میں پانی پڑ جاتا ہے اور اس کے برعکس منطقہ' خدمت سے پانی رس کر کچھ نہ کچھ کنویں میں بھی پڑ جاتا ہے۔ لہٰذا گہرائیوں میں یا کم از کم پانی کے لیول کے وسط میں ترنشات کا قائم کرنا کنویں میں ہر طرح کے پانی رسنے سے روکنے کا کام دیتا ہے۔

زمینی پانی اونچی سطحوں سے نچلی سطحوں کی طرف آتا ہے اور زمزم کے لیول کی بلندی ساکن ہے اور وادی میں پانی کے لیول سے کچھ کم ہو جاتی ہے۔ اور ترنشات پانی کے لیول کو کم کرنے کا کام دیتے ہیں' نیز وادی اور زمزم سے پانی کو کھینچنے اور جمع کرنے کا کام دیتے ہیں (شکل نمبر ۲۴ الف)۔ اس کے باوجود حج کے موسم میں زمزم کے پانیوں کے لیول اس کے عمومی لیول سے کئی میٹر کم ہو جاتے ہیں اور اسی لئے

WWW.PAKSOCIETY.COM

سطحی ترشحات وادی سے پانی کو کھینچنے اور جمع کرنے کا کام نہیں کرتے کیونکہ زمزم ترشح کی مانند ہو جاتا ہے (شکل نمبر ۲۴ ب)۔ اور پانی وادی سے زمزم کی طرف رستا ہے سوائے اس کے کہ ترشح کی تعمیر زیادہ گہرائی میں ممکن ہو کیونکہ یہ پانی کے ہر طرح کے رسنے کے لیول کو نیچے لے جاتا ہے اس سے قبل کہ وہ کنویں تک پہنچے (شکل نمبر ۲۴ ج) پانی کی نوعیت معلوم کرنے کے لئے تحقیقات کے دوران جو تجربات کئے گئے تھے وہ تجربہ گاہ کی خطا پر مشتمل تھے لہٰذا اس رپورٹ میں انہیں نظرانداز کر دیا گیا ہے۔

چاہ زمزم کی پیداواری قوت جیسا کہ پمپنگ کے تجربات سے ظاہر ہے ۱۱۔۵۔۱۵ لیٹر فی سیکنڈ کے مابین ہے۔ مگر اس قسم کے حسابات کے ریکارڈ اجراء کے لئے نفاذ و تخزین کی نسبت کی طرح کامل معلومات کے فقدان کے پیش نظر پانی کی حرکی قوت سے متعلق پیمائشوں کے حساب سے تمام نہیں ہوئے۔

## کیمیائی اور حیاتیاتی تحقیقات

آب زمزم سے متعلق احادیث شریفہ اور روایات نے بعض محققین، سائنسدانوں اور کئی اداروں کو آب زمزم کے عناصر معلوم کرنے کے لئے اس کی تحقیق و تجزیے کی طرف ترغیب دلائی۔ نیز سعودی حکومت نے حج و عمرہ کے عازمین اور مقامی لوگوں تک نقائص و جراثیم سے پاک و صاف پانی مہیا کرنے کے لئے اس کی تعقیم کی طرف، اس احتیاط کے ساتھ کہ اس کے طبعی خواص اور اس کے امتیازی ذائقے میں کوئی فرق نہ آئے، گہری توجہ دینا شروع کی۔

اس مقصد کے پیش نظر آب زمزم کے کیمیائی و حیاتیاتی تجزیے پر مبنی کئی تحقیقات کا اہتمام کیا گیا۔ لیکن کیمیائی تجزیے پر گفتگو سے قبل ہم قارئین کو پانی کی قسموں سے متعلق عملی تجربات پر مشتمل سادہ اور آسان نظریہ پیش کرنا چاہتے ہیں۔

درج ذیل معلومات حاصل کرنے کے لئے تجربہ گاہوں میں تجربات کئے گئے۔



۱۔ پانی کے ذرائع کی درستگی کی حد (Scope) یا اس کی عدم درستگی کا فیصلہ۔

۲۔ اس قسم کے پانی کو آلائش سے پاک کرنے کی عملی مناسبت۔

۳۔ تنقیہ (صفائی) کے عملی اقدامات کی قابلیت کی حد (Scope) کا فیصلہ، اس مقصد کے لئے کئے گئے ہر اقدام کی حد تک،

استعمال کی صلاحیت کی نسبت سے پانی کی تقسیم کے امکانات

### (ا) استعمال کے قابل صاف ستھرا پانی:

وہ جراثیم سے پاک اور ہر قسم کے مضر صحت معدنی مواد سے خالی ہوتا ہے۔ پانی کے صاف ستھرا ہونے کا اعتبار اس کے رنگ، آلائش، ذائقہ اور بو کے اسباب سے مبرا ہونے کے ثبوت کے ساتھ ہوتا ہے۔

### (ب) غیر صاف مگر قابل استعمال پانی:

یہ وہ پانی ہیں جو طبعی عوامل کے لئے کھلے ہوئے ہوں اور جن کے رنگ، ذائقہ اور بو کو ان عوامل نے نامیاتی (Organic) اور غیر نامیاتی (Inorganic) حل شدہ یا ملحقہ مواد کے ساتھ متغیر کر دیا ہو۔ لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ وہ پانی پینے کے قابل نہیں ہوتے۔ اس آلائش سے کسی بیماری یا کسی حقیقی نقصان کا خدشہ نہیں ہوتا۔

### (ج) پینے کا ناقابل پانی:

یہ وہ پانی ہیں جو بکٹیریا یا زہریلے کیمیاوی مادوں پر مشتمل ہونے کے باعث صحت عامہ کے لئے نقصان دہ ہوتے ہیں۔ اور نادر ہی ہے کہ قدرتی طور پر کہیں کاملاً صاف ستھرا پانی پایا جاتا ہو۔ کیونکہ بخارات کے ذرات کا پانی کے قطروں میں تکثیف کے دوران ہوا میں موجود بعض گیسوں کو جذب کر لیتے ہیں اور غبار کے بعض ذرات اور ہوا میں تیرتے ہوئے بعض جراثیم کو اپنی سطح پر اٹھاتے ہیں۔ اور جب وہ زمین پر گرتے ہیں تو بہتے ہوئے اپنے ساتھ کیچڑ، مٹی، نامیاتی و غیر نامیاتی مواد اور کلورائڈز

(Chlorides) قسم کے مواد کو اپنے اندر حل کر لیتے ہیں اور زمین میں سرائیت کرتے وقت مٹی میں موجود نمکیات کی ایک نسبت اپنے اندر حل کر لیتے ہیں اور طبقات کی نوعیت، زمین کی تکوین اور اس میں پانی سرائیت کرنے کی رفتار کے مطابق نمکیات کا کچھ حصہ پانی میں جذب ہو کر رہ جاتا ہے اور اسی طرح دیگر ارضیاتی عوامل کے باعث بھی۔

درج ذیل شیڈول پانی میں آمیز اور حل شدہ مواد کو، اور اس کی نسبتوں میں متعین حدود سے اضافہ کرنے والی اشیاء کو ظاہر کرتا ہے۔

(جدول نمبر۱)

| | | |
|---|---|---|
| (۱) (المواد العالقہ) آمیز شدہ مواد | بکٹیریا۔ | بعض بکٹیریا بیماریوں کا سبب بنتے ہیں۔ |
| | کائی۔ | رنگ، ذائقہ اور بو کا سبب بنتی ہے۔ |
| | مٹی۔ | پانی کو گدلا کرنے کا سبب بنتی ہے۔ |
| (۲) (المواد الغرویہ) چمٹنے والے مواد | آئرن اوکسائیڈ۔ | سرخ رنگ کا باعث بنتا ہے۔ |
| | میگنیز۔ | سیاہ رنگ کا باعث بنتا ہے۔ |
| | نامیاتی مواد۔ | رنگ و ذائقہ کا باعث بنتے ہیں۔ |

## حل ہونے والے نمکیات

| | | |
|---|---|---|
| (۳) کیلشیم اور میگنیشیم کے نمکیات | بائی کاربونیٹس۔ $HCO_3$ | اساسیت اور عارضی بھاری پن کا باعث بنتے ہیں۔ |
| | کاربونیٹس۔ CO3.2 | اساسیت اور عارضی بھاری پن کا باعث بنتے ہیں۔ |
| | سلفیٹس SO4.2 | عارضی بھاری پن کا باعث بنتے ہیں۔ |
| | کلورائیڈز۔ CL.1 | بھاری پن کا سبب بنتے ہیں۔ |
| سوڈیم کے نمکیات | بائی کاربونیٹ۔ | اساسیت کا باعث بنتے ہیں۔ |
| | کاربونیٹ سلفیٹ۔ | اساسیت کے باعث بوائلروں میں جھاگ کی تہ کا سبب بنتے ہیں۔ |
| | فلورائیڈز۔ | ان کی زیادتی دانتوں کے بگاڑ کا باعث بنتی ہے۔ |
| | کلورائیڈ۔ | ذائقے میں تغیر کا باعث بنتی ہے۔ |



## حل ہونے والی گیسیں

| | |
|---|---|
| آکسیجن۔ | اس کی زیادہ نسبت معدنیات پر اثر انداز ہوتی ہے۔ |
| کاربن ڈائی اوکسائیڈ | معدنیات پر اثر انداز ہوتی ہے اور کھٹاس پیدا کرتی ہے۔ |
| ہائیڈروجن سلفائیڈ۔ | معدنیات پر اثر انداز ہوتی ہے اور ذائقہ اور بو کا سبب بنتی ہے۔ |

## پانی اور اس کے باعث پیدا ہونے والے امراض:

ناقابل استعمال آلودہ یا پینے کے ناقابل پانی سے متعدد بیماریاں پیدا ہو جاتی ہیں جن میں سے اہم درج ذیل ہیں۔

۱۔ ٹائیفائیڈ ۲۔ پیچش

۳۔ ہیضہ ۴۔ پیرا ٹائیفائیڈ

۵۔ بچوں میں پولیو ۶۔ بلھارسیا (Schistosomiasis)

پینے کے پانی میں نمکیات کی کمی بیشی یا اس میں کیمیائی مواد کے پائے جانے سے بعض دیگر امراض بھی لگ جاتے ہیں۔ مثلاً

۱۔ تھائی رائیڈ کا ورم | جو آئیوڈین کی کمی کے باعث ہوتا ہے۔

**۲۔ دانتوں کی پالش کا زائل ہونا** پانی میں 1.5 جز فی دس ہزار سے زائد فلورائیڈز کی موجودگی سے دانت بے آب ہو جاتے ہیں۔ اور ان کی پالش ضائع ہو جاتی ہے۔

**۳۔ دانتوں کی بوسیدگی** پانی میں دس ہزار میں 0.75% کی نسبت فلورائیڈز کی کمی سے دانت بوسیدہ ہو جاتے ہیں۔

**۴۔ سیسے کا زہر (Lead poisoning)** سیسہ عام طور پر پانی میں نہیں پایا جاتا۔ لیکن کاربن ڈائی اوکسائیڈ کی بڑی مقدار کے شامل ہونے سے وہ سیسے کی کچھ مقدار اپنے اندر حل کر لیتا ہے اور جب اسکی مقدار ۵. جز فی دس ہزار سے بڑھ جاتی ہے تو اسکا استعمال خطرناک ہوتا ہے۔[1]

**۵۔ انتڑیوں کی خرابی** معدے کے جراثیم کی عدم موجودگی کے باوجود پانی کا نمکیات یا نامیاتی مواد پر مشتمل ہونا انتڑیوں کی بیماری یا دیگر امراض کا باعث بن جاتا ہے۔ اور پانی میں کیلشیم اور میگنیشیم کے کاربونیٹ سلفیٹ اور کلورائیڈز کی موجودگی گردے میں مضر اثرات پیدا کرتے ہیں اور اس میں پتھری (Stone) پیدا کرنے میں معاون ہوتے ہیں۔ اسی طرح سے دس (۱۰) جز فی دس ہزار ۱۰/۱۰۰۰۰ سے زائد کی نسبت سے نائیٹروجنی مواد کی موجودگی کالے یرقان کا باعث بن جاتی ہے۔[2] جبکہ نظام ہضم میں نائیٹریٹ تخفیف (Reduction) کے بعد نائیٹرائیٹ بن جاتا ہے جو خون کے سرخ ذرات سے اس وقت مل جاتا ہے جبکہ جسم اسے خون کی نالیوں میں (انتڑیوں سے) جذب کرتا ہے جو خون میں آکسیجن کی نسبت کی کمی کا باعث بنتا ہے۔ اور نتیجتاً خون کے رنگ کو نیلا کر دیتا ہے۔

---

[1] کاربن ڈائی اوکسائیڈ کی زیادہ مقدار پانی میں سیسے کی حل پذیری پر اثر انداز نہیں ہوتی۔ (مترجم بحوالہ ڈاکٹر محمد یعقوب صاحب پی ایچ ڈی۔ پروفیسر جامعہ زرعیہ)

[2] پانی میں نائٹروجنی مواد کی موجودگی کالے یرقان کا باعث نہیں بنتی۔ (مترجم بحوالہ ڈاکٹر محمد اسد)



## پانی کے تجزیے:

پانی کا عمومی طور پر تجزیہ درج ذیل طور پر کیا جاتا ہے۔

۱۔ طبیعی تجزیہ ۲۔ کیمیائی تجزیہ۔

۳۔ جراثیمی تجزیہ اور ۴۔ خوردبینی تجزیہ۔

### ۱۔ طبیعی تجزیہ:

۱۔ تجزیہ حرارت کی پیمائش

۲۔ ذائقہ اور بو کا اندازہ

۳۔ آمیزشدہ مواد کی مقدار کا اندازہ

۴۔ گدلے پن کا تجزیہ

۵۔ حل ہونے والے مواد کا تجزیہ

### ۲۔ کیمیائی تجزیہ:

**۱۔ (حل شدہ مواد کے) نامیاتی تجزیے** ان تجزیوں سے مراد پانی کی آلودگی اور اس میں نامیاتی مواد کی مقدار جو اس مواد کے تحلل کا نتیجہ ہو، معلوم کرنا ہے۔ ان میں سے اہم نائیٹروجن کے درج ذیل مرکبات ہیں۔

۱۔ خالص نشادر یا ملاوٹ شدہ نشادر (Pure or mixed Ammonium chloride)

۲۔ زلالی نشادر (Albuminous Ammonia)

۳۔ نائیٹریٹ (Nitrate)

۴۔ نائیٹرائٹ (Nitrite)

ان جملہ مرکبات کی پانی کی آلودگی کی مقدار کے استدلال میں اہمیت ہے۔

**(i) خالص یا ملاوٹ شدہ نشادر** خالص یا ملاوٹ شدہ نشادر جب امونیم

بائیکاربونیٹ کی صورت میں پایا جائے تو یہ پانی میں جدید آلودگی پر دلالت کرتا ہے۔
یہ معاملہ صحت عامہ کے لئے اہمیت کا حامل ہے۔

(ii) **زلالی نشادر** پانی میں جب زلالی نشادر پایا جائے تو وہ اس میں نباتاتی نامیاتی مواد پر دلالت کرتا ہے۔

(iii) **نائیٹرائیٹس** پانی میں تنہا نائیٹروجنی نمکیات کی موجودگی ایمونیا کی اوکسی ڈائیزیشن اور جراثیمی زندگی کی موجودگی پر دلالت کرتی ہے نیز پانی میں نسبتاً جدید آلودگی کی طرف، جو ختم ہو چکی ہو۔

(iv) **نائیٹریٹ** نائیٹریٹ (کا بننا) بکٹیریا کے ذریعے نامیاتی مواد کی اوکسی ڈائیزیشن میں آخری مرحلہ ہے۔[1]

اور یہ نادر ہی ہے کہ ان نمکیات میں سے کوئی اکیلا پایا جاتا ہو بلکہ ایک سے زائد نائیٹرائٹ کے نمکیات پائے جاتے ہیں۔ اور جب نشادر نائیٹریٹ کے ساتھ پایا جاتا ہو تو وہ نسبتاً جدید آلودگی اور پہلے مراحل میں نامیاتی مواد کی اوکسی ڈائیزیشن کے لئے بکٹیریا اور اسی قسم کے مواد کی زندگی پر دلالت کرتا ہے جیسا کہ نائیٹریٹ اور نائیٹرائٹ کا باہم پایا جانا آلودہ نامیاتی مواد کی اوکسی ڈائیزیشن کے انتہا کے قرب پر دلالت کرتا ہے اور اس پر بھی کہ آلودگی قدیم اور ختم شدہ ہے۔ لیکن جب نشادر نائیٹرائٹ کے ساتھ پایا جائے تو یہ قدیم آلودگی پر دلالت کرتا ہے اور نامیاتی مواد کی اوکسی ڈائیزیشن پر، اوکسی ڈائیزیشن کے اولین مراحل میں بکٹیریا کی موجودگی جدید آلودگی پر دلالت کرتی ہے۔ اور خود پانی کے مصدر میں نشادر، نائیٹریٹ و نائیٹرائٹ کا باہم پایا جانا نامیاتی مواد کے ساتھ جاری رہنے والی آلودگی اس میں جراثیم کی نمو اور (نامیاتی مواد کی) اوکسی ڈائیزیشن پر دلالت کرتا ہے جیسا کہ زلالی (Albuminous)

---

[1] نائٹریٹ کی پانی میں موجودگی آلودگی کو ختم نہیں کرتی بلکہ آلودگی کا بہت بڑا سبب ہے۔ (بحوالہ تبصرہ ڈاکٹر محمد یعقوب پی ایچ ڈی (بائیو کیمسٹری)



نشادر کا خالص یا ملاوٹ شدہ نشادر کے ساتھ پایا جانا نباتاتی ذرائع سے نامیاتی آلودگی، جس کے ساتھ دیگر حیوانی ذرائع سے نامیاتی آلودگی ملی ہوئی ہو، پر دلالت کرتا ہے۔
اور یہ جان لینا بہت ضروری ہے کہ پانی میں دیگر اسباب کے باعث ان نامیاتی مرکبات کا اس طرح کی آلودگیوں سے پاک ہونا ممکن ہے۔
بارش اور بالخصوص صنعتی علاقوں کے پانی میں نشادر پایا جاتا ہے یا اس زمینی پانی میں جو بہتے ہوئے ان علاقوں سے گزرتا ہے جو نشادری نمکیات پر مشتمل ہوتے ہیں اور اسی طرح سے اوکسی ڈائیزیشن کے قابل نمکیات و مرکبات مثلاً لوہے کے نمکیات کی کمی کے سبب پانی میں نائیٹریٹ پایا جاتا ہے۔ اس لئے لازم ہے کہ پانی کے ذرائع میں ان مرکبات کے جملہ احتمالات کے اسباب کا معائنہ اور تحقیق کی جائے اس سے قبل کہ ان کیمیاوی مرکبات پر مشتمل ہونے کے سبب پانی میں نامیاتی آلودگی کے پائے جانے کا حکم لگایا جائے۔

## ۲- غیر نامیاتی تجزیئے۔

ان تجزیوں کا مقصد پانی میں معدنی نمکیات کی نسبت معلوم کرنا ہے۔

### (الف) الیکٹروکنڈکٹیوٹی کی تحقیق۔

اس سے مصدر کی نمکیاتی نسبت کا تقابل مراد ہے۔

### (ب) ہائیڈروجن آئنیز کے ارتکاز کی قوت (pH)

پانی میں ہائیڈروجن آئن کے ارتکاز کے درجہ کا جب اندازہ کیا جائے اور وہ سات سے کم ہو تو وہ اس کے تیزابی پن پر دلالت کرتا ہے اور اس کے برعکس اگر سات سے زیادہ ہو تو اس کے الکلائن (alkaline) ہونے کی دلیل ہے۔

### (ج) پانی کے الکلی، تیزابی اور نمکین ہونے کا اندازہ۔

جب پانی کاربونیٹ یا بائی کاربونیٹ یا ہائیڈرو اوکسائیڈ پر مشتمل ہو گا تو وہ الکلائن ہو گا۔ اور جب وہ کاربن ڈائی اوکسائیڈ اور سلفیورک ایسڈ جیسے معدنی تیزاب پر مشتمل

ہو گا تو وہ تیزابی ہو گا اور پانی نمکین کہلائے گا جب سوڈیم، کیلشیم، مگنیشیم یا پوٹاشیم کے کلورئیڈ اور سلفیٹس پر مشتمل ہو گا۔

**(د) بھاری پانی میں نمکیات کا اندازہ۔**

پانی بھاری ہو گا جب وہ کیلشیم اور مگنیشیم کے نمکیات یا شاذ حالات میں زنک قلعی، لوہا اور ایلومینیم کے نمکیات پر مشتمل ہو گا اور یہ نمکیات صابن کے ساتھ عمل کر کے جھاگ کی بجائے رسوب (پھٹکیاں) بناتے ہیں ایسے ہی یہ نمکیات انتڑیوں کی تکلیف کا باعث بنتے ہیں۔

اور جب وہ پانی کے بوائلروں میں استعمال ہوتا ہے تو نمکیات بوائلروں کی دیواروں کے ساتھ جم جاتے ہیں اور حرارت کے لیے نمکیاتی بفرزون بنا دیتے ہیں۔ یہ طبقہ پانی کے اچانک زیادہ مقدار میں بھاپ میں تبدیل ہونے کے سبب پھٹ کر بوائلروں کے پھٹنے کا باعث بن جاتا ہے۔ اور جب پانی میں نمکیات کی مقدار ۱۰/۵۰ لاکھ سے کم ہوتی ہے تو وہ ہلکا تصور ہوتا ہے۔

**(ھ) کلورائیڈز نمکیات کا اندازہ۔**

پانی میں زیادہ پایا جانے والا نمک سوڈیم کلورائیڈ (کھانے کا نمک) ہوتا ہے۔ جبکہ پانی میں کلورائیڈز کی نسبت کی زیادتی اس وقت تک ظاہر نہیں ہوتی جب تک کہ وہ بڑی مقدار میں نہ ہو۔ اور بعض گرم ممالک میں کلورائیڈز کی پانی میں نسبت زیادہ ہوتی ہے۔ تاکہ جسم سے پسینہ بہنے کے دوران واقع ہونے والی کمی کی تلافی ہو سکے۔

**(و) معدنی نمکیات کی مقدار کا اندازہ (جدول نمبر۹)**

مثلاً سوڈیم، پاٹاشیم، لوہا، میگنیز، تانبا، کیلشیم اور میگنیشیم، ان معدنیات میں سے ہر ایک کی متعین مقدار ہوتی ہے۔ اسے اس سے تجاوز نہیں کرنا چاہیے ورنہ پانی استعمال کے قابل تصور نہیں کیا جاتا۔ کیونکہ وہ صحت عامہ کے لیے مضر ہوتا ہے۔



جدول نمبر (۲)

پینے کے قابل درست پانی میں کیمیائی مواد کی انتہائی مقدار (ملی گرام فی لیٹر)

| مادہ | انتہائی مقدار |
|---|---|
| سیسہ | 00.01 |
| سم الفار (Arsenic) | 00.05 |
| سلینیم | 00.05 |
| فلورین | 1.00 |
| تانبا | 0.3 |
| لوہا | 0.3 |
| میگنیز | 0.3 |
| زنک | 15.00 |
| میگنیشیم | 125.00 |
| کلورائیڈز | 250.00 |
| سلفیٹس | 50.00 |
| جملہ الکلیز | 400.00 |
| مرکبات فینول | 0.001 |
| مجموعی طور پر حل شدہ نمکیات | 1000.00 |

## پانی میں حل شدہ گیسوں کی مقدار

### (۱) آکسیجن ($O_2$)

جب پانی میں کامل انجذاب (Saturation) کے درجہ کے قریب حل شدہ آکسیجن پائی جاتی ہے تو وہ پانی کے پینے کی صلاحیت پر دلالت کرتی ہے۔

اور پانی کی بعض خصوصیات کے لیے ضروری ہے کہ پانی میں حل شدہ آکسیجن کی مقدار Saturation کے درجہ کا کم از کم 90% ہونا چاہیے تا کہ پانی استعمال کے قابل ہو۔

### (۲) کاربن ڈائی آکسائیڈ ($CO_2$)

پانی میں جب کاربن ڈائی آکسائیڈ ہو تو وہ نامیاتی مواد کی تحلیل یا پانی میں جراثیم کپائے جانے اور ان کی بڑھوتری کا نتیجہ ہوتا ہے۔ اور زمینی پانی میں سے اس کی مقدار 10/50 لاکھ تک پہنچ جاتی ہے۔ جبکہ سطحی پانی میں 10 لاکھ/2 سے زیادہ نہیں ہوتی۔ اور حل شدہ کاربن ڈائی آکسائیڈ اگر پانی میں اس مقررہ مقدار جس سے پانی کا پینے کے لیے موزوں ذائقہ ہو جائے سے زیادہ پائی جائے تو وہ پانی استعمال کے لیے ممنوع ہے۔

### ہائیڈروجن سلفائیڈ ($H_2S$)

یہ گیس پانی میں سلفر والے نامیاتی مواد کی تحلیل سے پائی جاتی ہے' حل شدہ حالت میں نہ کہ آزاد حالت میں۔ اور اس کا پانی میں ۱/۱۰ لاکھ سے زیادہ کی مقدار میں پایا جانا درست نہیں کیونکہ ایسی صورت میں اس میں گندے انڈے جیسی بدبو پیدا ہو جاتی ہے۔ نیز اس کا پانی میں پایا جانا (Containers) دھاتی مواسیر کے کھائے جانے کے لیے معاون عوامل میں شمار کیا جاتا ہے۔



## المیشین (Mathane) میتھین ($CH_4$)

اس کا پانی میں پایا جانا بعض نامیاتی مواد کی تحلیل کا نتیجہ ہے اور یہ گیس زمینی پانی میں اس سے زیادہ مقدار میں پائی جاتی ہے لہذا پانی کے ساتھ مل کر یہ ہوا میں دباؤ کے ساتھ نکلتی ہے۔

### (۳) جراثیمی تجزیے۔

بکٹیریا ایک انتہائی چھوٹی زندہ مخلوق ہے جو عام خوردبین میں دیکھی جا سکتی ہے۔ اس کی بہت سی قسمیں ہیں۔ اور اس کی کثرت غذا' حرارت اور ضروری رطوبت سے مشروط ہے۔

بکٹیریا مفید بھی ہوتا ہے اور نقصان دہ بھی۔ مفید بکٹیریا کی قسمیں وہ ہیں جو سطح ارضی کے اوپر والے حصے میں پائی جاتی ہیں اور وہ نامیاتی مواد کی غیر نامیاتی مواد میں اوکسیڈیشن کے عمل میں اپنا کردار ادا کرتی ہیں۔ یہ بکٹیریا انسانوں اور تمام حیوانات کے نظام ہضم میں پایا جاتا ہے اور جسم میں کھانے ہضم کرنے اور اسے جذب ہونے کے قابل بنانے کے عمل میں حصہ لیتے ہیں اور اس طرح مفید بکٹیریا کی وہ قسم ہے جو دودھ پر دہی کا خمیر اٹھاتی ہے۔ نیز روٹی کے خمیر اور مکھن اور پنیر وغیرہ کی مصنوعات میں کام کرتی ہے اور نقصان دہ بکٹیریا کی قسمیں زندہ نامیاتی مواد جس میں تعفن اور زہریلا پن پایا جاتا ہو میں بڑھتی ہیں جو کہ امراض کا باعث بنتا ہے اور ان امراض میں سے ہر مرض میں بکٹیریا کی کوئی مخصوص قسم ہوتی ہے۔

اور بکٹیریا عام طور پر تین قسموں میں تقسیم کیا جاتا ہے۔

(الف) ہوائی بکٹیریا۔ (Aerobic Bacteria)

یہ بکٹیریا آکسیجن پر مشتمل ہوا میں رہتا ہے۔

(ب) غیر ہوائی بکٹیریا (Anaerobic Bacteria)

یہ بکٹیریا آکسیجن سے خالی فضا میں رہتا ہے۔

### (ج) متقلبہ بکٹیریا (Variable Bacteria)

یہ بکٹیریا آکسیجن کی موجودگی یا اس کی غیر موجودگی، دونوں صورتوں میں رہ سکتا ہے اور یہ بکٹیریا کی بڑی غالب قسم ہے۔

### پانی کے نمونے پر کیے گئے اہم تجزیے جو مطلوب ہیں۔

(الف) زندہ بکٹیریا کی کل تعداد ۲۰ ڈگری سنٹی گریڈ پر

(ب) زندہ بکٹیریا کی کل تعداد ۳۷ ڈگری سنٹی گریڈ پر

### انسانی جسم میں پائے جانے والے بکٹیریا

(الف) قولون والے بکٹیریا کی تعداد (Colonic Number)

(ب) گول بکٹیریا کی تعداد (Cocci)

(ج) (Diplococcus) کی تعداد

پانی پینے کے لیے درست شمار ہوتا ہے جبکہ اس کا بکٹیریائی تجزیہ درج ذیل نتائج دیتا ہو۔

(۱) زندہ جراثیم ایک ملی میٹر میں ایک سو سے زیادہ نہ ہوں۔

(۲) قولونی جراثیم کی تعداد ایک ملی میٹر میں 1% سے زیادہ نہ ہوں۔

(۳) مکورات سبحیہ (Staphglacocus) ایک ملی میٹر میں 1% سے زیادہ نہ ہوں۔

(۴) عضویات دلسن (Diplococcus) ایک ملی میٹر میں 1/1000 سے زائد نہ ہوں۔

### پینے کے پانی میں لازمی پائے جانے والے عناصر



اولاً: طبیعی خواص

رنگ: نیلگوں سفید۔

گدلاپن: 1/5 لاکھ۔

ذائقہ: قابل قبول (پسندیدہ)

بو: قابل قبول

ثانیاً: کیمیائی خواص۔

(الف) زہریلا مواد۔ ضروری ہے کہ پانی زہریلے مواد سے خالی ہو۔ جس طرح کہ جدول نمبر 10 کے مطابق مواد مذکورہ کی انتہائی مقداریں دی گئی ہیں۔

#### جدول نمبر ۳

| مادہ | انتہائی مقدار |
|---|---|
| سیسہ (Lead) | 0.100 ملی گرام فی لٹر |
| سم الفار (Arsenic) | 0.00 ملی گرام فی لٹر |
| کرومیم | 0.05 ملی گرام فی لٹر |
| سلیئیم | 5.05 ملی گرام فی لٹر |
| سائینائیڈ | 0.01 ملی گرام فی لٹر |

(ب) کیمیاوی مواد جو صحت کے لیے موثر ہیں۔

#### جدول نمبر ۴

| مادہ | انتہائی مقدار |
|---|---|
| فلورائیڈ | 1.5 ملی گرام فی لٹر |
| نائیٹریٹ | 10.0 ملی گرام فی لٹر |

(ج) کیمیائی مواد جو پانی کے ذائقہ پر اثر انداز ہوتا ہے۔

جدول نمبر ۵

| مادہ | موزوں مقدار | انتہائی مقدار |
|---|---|---|
| مجموعی طور پر تمام نمکیات | 1000 | 1200 ملی گرام فی لٹر |
| لوہا | 0.3 | 1.00 ملی گرام فی لٹر |
| مینگنیز | 0.3 | 1.00 ملی گرام فی لٹر |
| تانبا | 1.0 | 1.5 ملی گرام فی لٹر |
| زنک | 0.05 | 15.00 ملی گرام فی لٹر |
| میگنیشیم | 100.0 | 150.00 ملی گرام فی لٹر |
| کیلشیم | 150.00 | 250.00 ملی گرام فی لٹر |
| سلفیٹس | 250.00 | 500.00 ملی گرام فی لٹر |
| کلورائیڈ | 300.00 | 600.00 ملی گرام فی لٹر |
| فینول | 0.001 | 0.002 ملی گرام فی لٹر |

ثالثاً تابکاری مواد

جدول نمبر ۶

| مادہ | انتہائی حد |
|---|---|
| الفاریز | 10 : 9 میکرو کیری فی ملی لٹر |
| بیٹاریز | 10 : 8 میکرو کیری فی ملی لٹر |

رابعاً۔ بیکٹریائی معیار



(الف) آب صالح (Treated water)

قولونی قسم کے مجموعے میں کل تعداد ایک بکٹیریا فی سو ملی لٹر سے زائد نہ ہو۔

(ب) غیر صالح زمینی پانی

قولونی قسم کے مجموعے میں ایک بکٹیریا فی ملی لٹر سے زائد نہ ہو۔

اور عمومی طور پر جب ان معیاروں میں نسبت انتہائی حد سے بڑھنے لگے تو پانی کے قابل استعمال ہونے کا فیصلہ دینے سے قبل اسے ماہرین کو برائے معائنہ پیش کرنا چاہیے۔

# آب زمزم پر قائم کردہ بکٹریائی اور کیمیائی تجزیے

استاد صالح محمد جمال کی کتاب 'اخبار مکہ' میں وارد ہے کہ آب زمزم الکلائن ہے جس میں سوڈا' کلورین' چونا' سلفیورک ایسڈ' نائٹرک ایسڈ' اور پوٹاش ہوتا ہے جس سے وہ معدنیاتی پانی کی طرح ہو جاتا ہے۔ اور مرآۃ الحرمین میں تحریر شدہ ہے کہ آب زمزم کا ذائقہ 'قلوی' ہے۔ اور ڈاکٹر انجینئر حسن فرید زغلول مشیر صحت عالیہ جو ۱۹۵۳ء میں مصری وفد کے ساتھ زیارت حجاز کے لیے آئے تھے' نے اکتوبر ۱۹۵۶ء میں مملکت سعودی عربیہ کی فضائی صحت سے متعلق ایک رپورٹ تیار کی۔ نیز انہوں نے آب زمزم کا تجزیہ کیا جس کے نتائج درج ذیل ہیں۔

جدول نمبر (۷)

| آب زمزم کا کیمیائی آئنک تجزیہ | جزنی ملین |
|---|---|
| الکلیز $OH^-$ | 263.00 |
| کلورائیڈ $Cl^-$ | 263.00 |
| دائمی بھاری پن | 1240.00 |
| سلفیٹ $SO4^{--}$ | 528.2 |
| کیلشیم $Ca^{++}$ | 444.5 |
| میگنیشیم $Mg^{++}$ | 130.7 |
| سوڈیم $Na^+$ | 501.6 |
| پوٹاشیم $K^+$ | 301.0 |
| امونیا $NH_3$ $N^+H_4$ | 10.00 |
| نائیٹرائٹ $No_2^{-1}$ | 0.5 |
| نائیٹریٹ $No^{-1}_3$ | 1448.00 |



| پرمینگنیٹ پر چار گھنٹے میں جذب شدہ آکسیجن | 5.00 |
|---|---|
| لوہا | 0.15 |
| بھاری دھاتیں (تانبہ' سیسہ' زنک' ٹن) | نہیں پائی جاتیں |
| فلورائیڈز | 1.5 |
| مینگنیز | نہیں پایا جاتا |
| سلیکا | 40 |
| pH ہائیڈروجن آئینز کی مقدار | 7.05 |
| مجموعی طور پر حل شدہ ٹھوس مواد | 4500 |

### طبعی خواص

عام طور پر یہ پانی صاف ستھرا ہوتا ہے سوائے اس صورت کے کہ بعض مواد اس میں شامل ہو گئے ہوں۔ اس کی کوئی بو نہیں ہوتی۔ لیکن اس کا ذائقہ بعض نمکیات پر مشتمل ہونے کے باعث تھوڑا سا نمکین ہوتا ہے۔

جدول نمبر (۸)

### مختلف چشموں کے پانی میں نمکیات کی نسبت

| نمبر نمونہ | کنوئیں کا نام | نمکیات کی فیصد تعداد | نمکیات کی مقدار فی ملین |
|---|---|---|---|
| ۱ | زمزم | 0.25 | 2500 |
| | طوی | 0.24 | 2400 |
| | المسفلۃ | 0.19 | 1900 |
| | الداودیہ | 0.21 | 2100 |
| | زبیدہ | 0.55 | 500 |

جدول نمبر (۹)

### مختلف کنوؤں کے پانی میں موجود آئینز کا انکشاف

| نمبر شمار نمونہ | کنوئیں کا نام | سلفیٹس | سلفائیڈ | کلورائیڈ | نائیٹریٹس | لوہا | کیلشیم | میگنیشیم |
|---|---|---|---|---|---|---|---|---|
| 1 | زمزم | + | - | + | آثار | آثار | + | + |
| 2 | طوی | + | - | + | + | آثار | + | آثار |
| 3 | مسفلہ | + | + | + | + | آثار | + | + |
| 4 | الداودیہ | + | آثار | + | آثار | آثار | + | + |
| 5 | زبیدہ | آثار | - | + | - | آثار | آثار | آثار |

## تقابلی کیمیائی تجزیے

ڈاکٹر ابوالسمن رجا حسین استاد پیٹرو کیمیکل صنعت الفاتح یونیورسٹی طرابلس، لیبیا نے آب زمزم کی تحقیق کی۔ ڈاکٹر موصوف نے بڑی احتیاط کے ساتھ چاہ زمزم سے صحیح اور مبنی بر حقیقت نمونے حاصل کیے۔ انہوں نے اپریل ۱۹۷۶ء تا جولائی ۱۹۷۶ء ۳ لٹر اور ۱۹۷۷ء میں ایک لٹر اور آخری طور پر ۲ دسمبر ۱۹۷۷ء کو ایک لٹر کی مقدار میں پانی کے نمونے حاصل کیے اور ۲۱ اپریل ۱۹۷۶ء کو چاہ داودیہ اور مسفلہ سے ۳/۳ لٹر پانی کے نمونے حاصل کیے۔ اور عرفات کے چشمۂ زبیدہ سے ۲۳ اپریل ۱۹۷۶ء کو ۲ لٹر پانی بطور نمونہ لیا۔ ان تجزیات کی تحقیق درج ذیل ہے۔

جدول نمبر (۱۰)

### آب زمزم کا کیمیائی تجزیہ۔

| ہائیڈروجن نمبر (PH) | حل شدہ نمکیات کی تعداد جزنی ملین | کلورائیڈز جزنی ملین | کاربونیٹس جزنی ملین | سلفیٹس جزنی ملین | کیلشیم جزنی ملین | میگنیشیم | لوہا | سلفائیڈز | نائیٹریٹس |
|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|
| 6.9 | 1620 | 234 | 365 | 190 | موجود | موجود | آثار | غیرموجود | غیرموجود |



جدول نمبر (۱۱)

### مکہ مکرمہ کے کنوؤں کا کیمیائی تجزیہ

| نام کنواں | ہائیڈروجنی نمبر pH | حل شدہ نمکیات کی مقدار جزنی ملین | کلورائیڈز جزنی ملین | کاربونیٹس جزنی ملین | سلفیٹس جزنی ملین | سلفائیڈز جزنی ملین | نائیٹریٹس جزنی ملین |
|---|---|---|---|---|---|---|---|
| زمزم | 6.9 | 1620 | 234 | 365 | 190 | غیرموجود | غیرموجود |
| داودیہ | 7.2 | 2000 | 190 | 450 | 300 | غیرموجود | غیرموجود |
| مسفلہ | 6.8 | 2050 | 140 | 500 | 350 | غیرموجود | غیرموجود |

جدول نمبر (۱۲)

### آب زمزم اور چشمۂ زبیدہ کی کیمیائی تحلیل

| تجربہ کا نام | چاہ زمزم | چشمۂ زبیدہ |
|---|---|---|
| ہائیڈروجنی نمبر (pH) | 6.9 | 7.00 |
| حل شدہ نمکیات کی مقدار | 1620 جزنی ملین | 500 جزنی ملین |
| کلورائیڈز $Cl^-$ | 234 جزنی ملین | 80 جزنی ملین |
| کاربونیٹس $CO_3^{-2}$ | 365 جزنی ملین | 130 جزنی ملین |
| سلفیٹس $SO_4^{-2}$ | 190 جزنی ملین | 96 جزنی ملین |
| سلفائیڈز $S^{-2}$ | غیرموجود | غیرموجود |
| نائیٹریٹس $NO_3^{-1}$ | غیرموجود | غیرموجود |

## جدول نمبر (۱۴)

## زمزم کی حیاتیاتی تحلیل

کعبہ مکرمہ کے گرد مطاف کی توسیع اور آب زمزم کی نکاس اور دیگر متعلقہ امور کی ذمہ دار ملکی وزارت مال واقتصاد تھی چنانچہ اس کی نگرانی میں جرمنی کی کمپنی ڈبلیو ایف کورنر نے چاہ زمزم سے نمونہ آب لے کر جرمنی میں تحقیق کی۔ جس کے نتائج درج ذیل ہیں۔

| مادہ | مقدار |
|---|---|
| pH 20°C یا 68°F پر | 6.9 |
| توصیل الحرارت (Heat Conduction) | مائیکرواوھم لا 1530 |
| Steam sedimentation | 621 ملی گرام فی لٹر |
| بھاری پن | 14.8 |
| بھاری پن بوجہ کاربونیٹس | 14.8 |
| امونیا | تحقیق ناممکن رہی |
| میگنیشیم | 57 ملی گرام فی لٹر |
| کیلشیم | 91 ملی گرام فی لٹر |
| کلورائیڈ | 220 ملی گرام فی لٹر |
| لوہا خام | ملی گرام فی لٹر تحقیق ناممکن رہی |
| سلفر | 157 ملی گرام فی لٹر |
| نائیٹریٹ | 4.5 ملی گرام فی لٹر |
| نائیٹرائٹ | 207 ملی گرام فی لیٹر |
| فاسفیٹ | ملی گرام فی لٹر تحقیق ناممکن رہی |
| M-Value | 5.3 M-Vai/L |

اور سال ۱۴۰۰ھ کی ابتدا میں حرم مکی شریف پر واقع ہونے والے حادثات کے خاتمے



پر جبکہ میں منطقہ غربیہ کی آب رسانی و نکاسی کی اصلاح کے لیے منتظم اعلیٰ تھا۔ تو مجھے چاہ زمزم کی صفائی اور اسے افسوسناک واقعات سے قبل والی حالت پر بحال کرنے کی ذمہ داری سونپی گئی تھی۔ جامعہ ملک عبدالعزیز کا مرکز معاملات حج میرے ساتھ چاہ زمزم پر واقع ہونے والی اس صورت حال کے مطالعہ کی قابل قدر مساعی میں شریک تھا۔ اس دوران ہونے والی تحقیقات میں آب زمزم کی بکٹیریائی اور کیمیائی تحقیق بھی شامل تھی۔ چنانچہ آب زمزم سے متعلق ان تحقیقات کے اہم نتائج درج ذیل ہیں۔

## آب زمزم میں پائے جانے والے بکٹیریا(۱)

ان غیر متوقع اور حادثاتی حالات کے باعث چاہ زمزم آلودگی سے دو چار ہوا۔ چنانچہ چاہ زمزم کی صفائی کے لیے بڑی مقدار میں پانی کی پمپنگ کے دوران مختلف گہرائیوں سے آب زمزم کے نمونے حاصل کیے گئے تاکہ معلوم کیا جا سکے کہ آلودگی کہاں تک پہنچ چکی ہے۔ لہٰذا بڑے شگافوں کی ۱۳ تا ۱۷ میٹر کی سطح سے اور کنوئیں کی آخری سطح سے جو ۲۶ تا ۳۰ میٹر کے مابین تھی' سے اور پھر کنوئیں کے حقیقی مصادر سے جبکہ وہ ظاہر ہوئے نمونے حاصل کیے گئے۔ یہ نمونے مختلف اوقات میں لیے گئے۔ تاکہ کنوئیں کی صفائی اور پانی کے آلودگی سے پاک ہو جانے کی تصدیق ہو جائے۔

شیڈول نمبر ۲۸ واضح کرتا ہے کہ بیماری پیدا کرنے والے جراثیم کا لیول اور اس طرح سالمونیلا' شیجیلا اور اسکریکیا کولائی جراثیم کا لیول ۱۳ تا ۱۷ میٹر کی گہرائی جو تقریباً شگافوں کی سطح کے برابر ہے سے لئے گئے نمونوں میں کافی اونچا ہے۔ جو نمونے ۲۰ محرم ۱۴۰۰ھ کو لئے گئے

---

(۱) (نوٹ) چاہ زمزم کی صفائی سے پہلے پائے جانے والے بکٹیریا کی کیفیت جیسا کہ مصنف نے آگے چل کر وضاحت کی ہے۔

ان میں ان جراثیم کی اوسط نسبت بہت زیادہ تھی۔ مثال کے طور پر اسکر یکیا کولائی ۱۸۰،۰۰۰ فی سومکعب سنٹی میٹر تھی۔

وقت گزرنے کے ساتھ ان جراثیم کی تعداد کم ہوتی گئی حتیٰ کہ ۱۲ صفر ۱۴۰۰ھ تک ۱۸۰ فی ۱۰۰ مکعب سنٹی میٹر ہوگئی۔

لیکن ۲۶ تا ۳۰ میٹر کی گہرائی پر موجود جراثیم کی تعداد میں نسبت اوپر والی سطح سے کافی بڑی تھی جن میں سے صرف اسکر یکیا کولائی کی تعداد ۲۰ محرم کو دس لاکھ فی ۱۰۰ مکعب سنٹی میٹر تھی جو ۱۲ صفر کو کم ہو کر ۱۸۰ فی ۱۰۰ مکعب سنٹی میٹر رہ گئی۔

جدول نمبر ۱۴

| کل بکٹیریا 22 C پر | مرض انگیز جراثیم 28 C پر | سالمونیلا و شجیلا | گول بکٹیریا | اسکر یکیا کولائی | نمونہ جات لینے کی تاریخ ۱۴۰۰ھ |
|---|---|---|---|---|---|
| **۱۳ تا ۱۷ میٹر گہرائی (شگافوں کی سطح پر)** | | | | | |
| 420.000 | 320.000 | 141 | --- | 180.000 | 20 محرم |
| 173.000 | 271.000 | 85 | --- | 1600 | 29 محرم |
| --- | 83.000 | 52 | 4 | 1800 | 12 صفر |
| **۲۶ تا ۳۰ میٹر گہرائی کی سطح** | | | | | |
| 330.000 | 290.000 | 250 | --- | 10,00,000 | 20 محرم |
| 460.000 | 705.000 | 858 | --- | 1600 | 29 محرم |
| --- | 159,000 | 00 | 3 | 185 | 12 صفر |

(نوٹ) (۱) فاضل مصنف نے یہ ذکر نہیں کیا کہ بکٹیریا کی یہ تعداد کتنے مکعب سنٹی میٹر میں ہے۔

(۲) ۲۶ تا ۳۰ میٹر گہرائی پر اسکر یکیا کولائی کی تعداد بکٹیریا کی کل تعداد سے کافی زیادہ ظاہر کی گئی ہے۔

جس سے واضح غلطی کا اظہار ہوتا ہے۔



اس تحقیق سے یہ ظاہر ہوا کہ گہرائی میں مکروبات بالخصوص سالمونیلا شجیلا اور اسی طرح بیماری پیدا کرنے والے جراثیم کی تعداد ۲۹ محرم تک بڑھتی رہی۔ میکروبات مرضیہ کی تعداد ۲۰ محرم کو 290000 فی مکعب سنٹی میٹر ہوگئی۔ اور یہ زیادتی اس وقت ان گہرائیوں سے کوئی پمپنگ نہ ہونے کی وجہ سے تھی۔ علاوہ ازیں اس پانی کا امونیا اور نائیٹریٹ کی بڑی نسبت پر مشتمل ہونے کے پیش نظر کلورین کے ساتھ سطحی تعقیم تھی جیسا کہ کیمیائی تجزیوں سے ظاہر ہے۔

ان میکروبات کی پیدائش وافزائش کی حوصلہ افزائی بالخصوص اس منطقہ میں پانی کے درجہ حرارت 32C نے کی جو ان میکروبات کے لیے مثالی درجۂ حرارت (37C) کے قریب ہے۔ اس وقت ان گہرائیوں تک کلورین کے اضافے کے ساتھ مسلسل پمپنگ کی سفارش کی گئی۔ حتیٰ کہ کنوئیں کی دیواروں کی تعقیم بھی ممکن ہو جائے چنانچہ اس سفارش پر پورا پورا عمل کیا گیا اور اس طرح پر زیر تحقیق جملہ مکروبات کی تعداد گھٹ کر رہ گئی۔ اور چاہ زمزم کے بنیادی مصادر کے ظاہر ہونے تک مختلف سطحوں سے ۸۰۰۰ لٹر فی منٹ کے حساب سے بار بار پمپنگ جاری رہی۔ اور جب بھی ان مصادر سے پانی خارجی اثرات سے بعید نکل کر ظاہر ہوا تو اس سے نمونہ لیا جاتا رہا۔ اور بڑے اور چھوٹے چشموں سے بھی وقتاً فوقتاً نمونے لیے جاتے رہے۔ اور دو نمونے دوسرے فروعی مصادر سے لئے گئے۔ اور قابل ذکر بات یہ ہے کہ پہلا نمونہ ۲۰ محرم کو غوطہ خور کے ذریعے حاصل کیا گیا جبکہ یہ مصادر پانی سے بھرے ہوئے تھے۔ اور دوسرے نمونے براہ راست مصادر سے۔ معقم (Sterilized) سیشوں میں لیے گئے۔

اور جدول نمبر ۲۹ واضح کرتا ہے کہ مصادر سے براہ راست لیے گئے نمونوں میں مختلف قسم کے بکٹیریا پایا جاتا ہے۔ اور نتائج سے معلوم ہوا کہ پہلا نمونہ جس کی طرف اوپر اشارہ کیا گیا ہے، میں میکروبات کی تعداد اور خصوصاً بیماری پیدا کرنے والے میکروبات اور اس طرح سالمونیا سچیلا اور Ecoli کی تعداد زیادہ تھی۔

اور میکروبات کی تعداد ان مصادر کے ظاہر (قریب) ہونے کے ساتھ ساتھ اور اب شگافوں کی دیواروں سے ملوثہ مواد کو دھودینے سے کم ہوگئی۔ اور اس سے یہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ آلودہ پانی میں مٹی ملی ہوتی تھی جو ریت، کنکریوں اور پتھروں کی صورت میں بری مقدار میں نکالی گئی تھی۔ اور یہ مصادر کی دیواروں کو مٹی اور دیگر آلودگیاں جو ان سے چمٹی ہوئی تھیں سے صاف کرنے کا نتیجہ تھا۔

اور قابل ذکر بات یہ بھی ہے کہ ان غیر معمولی واقعات سے چھ ماہ قبل کنوئیں کی صفائی کے ساتھ منطقہ غربیہ کی آب رسانی و نکاسی آب کے نظام کی اصلاح کا کام کیا گیا۔ اور بڑی مقدار میں ریت اور بھل نکالی گئی جب کہ کنوئیں سے مسلسل پمپنگ کے ساتھ اور یکے بعد دیگرے ان مصادر کے انکشاف کے ساتھ ساتھ مصادر کی صفائی ہوتی گئی اور امراض پیدا کرنے والے تمام جراثیم اور اس طرح سالمونیا، شجیلا اور E-Coli کا خاتمہ ہوگیا۔ البتہ دوسرے بکٹیریا جو قدرتی طور پر پانی میں موجود ہوتے ہیں، ان کا بڑے چشمے میں پایا جانا ظاہر ہوا۔ جبکہ چھوٹے چشمے میں یہ (قدرتی) میکروبات مسلسل کم ہوتے گئے۔ اس سے اس بات کی تصدیق ہوتی ہے کہ اس میں کسی شک وشبہ کی مجال نہیں ہے کہ آب زمزم کی اصل مصادر تلوث کا باعث بننے والے ہر قسم کے جراثیم سے پاک ہیں۔

۸۔ ۱۲ میٹر پر منکشف ہونے والے چاہ زمزم میں موجود شگافوں سے براہ راست لیے گئے پانی کے نمونے جو مختلف میکرویات کی تعداد کا اظہار کرتے ہیں۔

**جدول نمبر ۱۵**

| کل بکٹیریا 22°C پر | بیماری پیدا کرنے والے بکٹیریا 37°C | سالمونیلا و شجیلا | بکٹیریا براز السبجہ | E-Coli اسکریکیا کولائی | تاریخ جس میں ۱۴۰۰ھ میں نمونے لیے گئے |
|---|---|---|---|---|---|
| **بڑا چشمہ** | | | | | |
| 2000 | 2000 | 57 | --- | 230 | 29 محرم |
| 3900 | 2530 | 44 | 180 | 35 | 7 صفر |
| 3000 | 00 | 00 | 2 | 8 | 22 صفر |
| 3200 | 00 | 00 | 00 | 00 | 26 صفر |
| **چھوٹا چشمہ** | | | | | |
| 25,000 | 30,000 | 79 | --- | 490 | 29 محرم |
| 8600 | 1380 | 48 | 180 | 160 | 7 صفر |
| 3500 | 00 | 00 | 2 | 5 | 22 صفر |
| 1380 | 00 | 00 | 00 | 00 | 26 صفر |
| **دیگر چھوٹے شگاف** | | | | | |
| 2140 | 2340 | 44 | 30 | 50 | 7 صفر |
| 1580 | 00 | 00 | 17 | 45 | 22 صفر |



## کیمیائی تجزیوں کے نتائج

جدول نمبر ۱۶ سے کیمیائی تحلیل کے لیے حاصل کردہ نمونے اور جدول نمبر ۱۷ سے ان کے کیمیائی تجزیوں کے نتائج واضح ہوتے ہیں جو تحقیق کے دوران چاہ زمزم اور رسنے والے پانی اور چاہ داودیہ سے حاصل کیے گئے۔ یہ پانی عمومی طور پر کیلشیم اور میگنیشیم کی بڑی مقدار پر مشتمل ہونے سے متمیز ہیں۔

تجزیوں کے نتائج واضح کرتے ہیں کہ پانیوں میں جملہ الکلیز اور بایکاربونیٹ آئنز کی نسبت شگافوں کی سطح کے پاس آب زمزم میں ان کی بڑی مقدار تک جا پہنچتی ہیں جبکہ یہ مقداریں ان نمونوں میں کم ہوجاتی ہیں جو تحقیق کے پہلے مرحلے میں چاہ زمزم سے جمع کیے

گئے جیسا کہ رہنے والے اور چاہ داؤدیہ کے پانی میں جملہ الکلیز کی کم مقداریں پائی گئیں۔
اور چاہ زمزم کے پانی میں سوڈیم اور پوٹاشیم کی مقدار حالیہ تحقیق کے دوران اپنی اوسط قائم رکھنے میں ممتاز رہی جبکہ رہنے والے پانی میں سوڈیم اور پوٹاشیم کی مقدار گھٹ جاتی رہی ہے۔

زمزم کے پانی کے نمونے جو پانی کے اخراج کی جگہ سے حاصل کیے گئے ان تجزیوں سے پتہ چلتا ہے کہ اس میں کلورائیڈ کی مقدار ۲۴۰ ملی گرام فی لٹر تک پہنچ جاتی ہے جبکہ یہ مقدار پانی کے ان نمونوں میں کم پائی جاتی ہے جو تحقیق کے اولین مراحل میں جمع کیے گئے اور جو کلورائیڈ کی کم مقدار کی خصوصیت کی وجہ سے رہنے والے اور چاہ داؤدیہ کے نمونوں کے پانیوں سے مشابہت رکھتے ہیں۔

زمزم کے پانی میں سلفیٹس کی مقدار پانی کے اخراج کی جگہ پر ۳۷۰ تا ۳۸۰ ملی گرام فی لٹر تک پہنچ جاتی ہے۔اور سلفیٹس کی مقدار کی یہ اوسط زمزم کے پانی میں بڑھ جاتی ہے اور تمام پانیوں میں نائیٹریٹس کی مقدار زیادہ پائی جاتی ہے۔اور وہ ۳۳۲ اور ۳۸۰ ملی گرام فی لٹر کے مابین ہوتی ہے۔

ان پانیوں پر حاصل شدہ نتائج پانیوں میں امونیا کے نمکیات کی اونچی مقدار کو ظاہر کرتے ہیں۔اور کم از کم مقدار جس سے چاہ زمزم تحقیق کے آخری مرحلہ میں پانی کے اخراج کی جگہ پر متمیز ہوتا ہے وہ جدول نمبر ۱۷ کے ۸، ۹ نمونے ہیں۔اس طرح آخری مرحلہ میں آب زمزم نائیٹرائیٹ نمکیات جو حیاتیاتی آلودگی پر دلالت کرتے ہیں سے خالی ہوتا ہے۔جبکہ نائیٹرائیٹ نمکیات پانی کے دیگر تمام نمونوں میں پائے جاتے ہیں۔

اور جدول نمبر ۱۷ سے کیمیائی تجزیہ کے نتائج واضح کرتے ہیں کہ پانی کے نمونوں میں نمکیات کی مجموعی تعداد پانی میں ان حل شدہ نمکیات کو بنانے والے ان اساسی عناصر کو ظاہر کرتی ہے کیونکہ Cations (مثبت چارج والے ریڈیکلز) اور Anions (منفی چارج والے ریڈیکلز) کی مجموعی مقداریں ان بڑے تجزیوں میں برابر پائی جاتی ہیں۔اور یہ تجزیہ بعض ان عناصر کی موجودگی کی طرف بھی اشارہ کرتا ہے جو انتہائی قلیل مقدار ہونے کے



باعث تجزیہ میں نہیں آسکتے اور نہ وہ آلودگی کے احتمالات کے اظہار کے ذریعے پانی کی خصوصیات کو متاثر کرتے ہیں۔

پانی کے کیمیائی علم کے قواعد کے مطابق نمکیات جن کے آب زمزم، رہنے والے پانی اور چاہ داؤدیہ کے پانی میں پائے جانے کا احتمال ہے کی نوعیت کا معلوم کرنا ممکن ہے۔جیسا کہ جدول نمبر ۱۷ سے واضح ہے، اور ان نتائج سے آخری مرحلہ میں آب زمزم کے نمونہ جات ۸ و ۹ میں کیلیشیم، میگنیشیم، سوڈیم کلورائیڈ، پوٹاشیم نائیٹریٹ اور دیگر حل شدہ نمکیات کی مقدار سے ظاہر ہوتا ہے۔اسی طرح جدول نمبر ۱۷ کے نتائج سے آخری مرحلہ میں آب زمزم کا رہنے والا پانی اور چاہ داؤدیہ کے پانی سے حل شدہ نمکیات کی مقدار کی رو سے اختلاف واضح ہوتا ہے۔اسی طرح یہ تجزیہ چاہ داؤدیہ کے پانی میں میگنیشیم کلورائیڈ، کیلشیم سلفیٹ، سوڈیم نائیٹریٹ اور پوٹاشیم نائیٹریٹ کے نمکیات کی بڑی مقدار کے پائے جانے پر دلالت کرتا ہے، اسی طرح سے رہنے والا پانی میگنیشیم کلورائیڈ پر مشتمل ہوتا ہے۔جس کا آب زمزم میں پائے جانے کا کوئی احتمال نہیں۔

حل شدہ مواد کے نتائج ۱۰۵ ڈگری سنٹی گریڈ پر بعض اختلافات کا اظہار کرتے ہیں اور خارج ہونے والے حل شدہ نمکیات کی مقدار میں (جدول نمبر ۱۷) کے حساب سے ظاہر ہوتی ہے جن کا رخ درج ذیل اسباب کی طرف ہے۔

(الف) یہ کہ پانی کی ۱۰۵ سنٹی گریڈ پر تبخیر اور ٹھوس مواد کا خشک ہو کر بیٹھ جانا پانی سے ان کے کرسٹلز کو مکمل طور پر ختم نہیں کرتا اور میگنیشیم کے نمکیات محفوظ رہتے ہیں۔اور اس سے کرسٹلز نمونے کے پانی کے مجموعی وزن میں شامل ہو جاتے ہیں۔

(ب) پانی کے نمونے بعض نامیاتی مواد پر مشتمل ہوتے ہیں جن کا وزن نمونہ میں ٹھوس مواد کے ضمن میں خیال کیا جاتا ہے اور بعض نمونوں میں اس مواد کی مقدار ۳۰ تا ۴۰ ملی گرام فی لٹر کے مابین ہوتی ہے۔

(ج) نمونوں کے بخارات بننے اور خشک ہونے کے دوران امونیا کے بعض نمکیات ۱۰۵ ڈگری سنٹی گریڈ پر اڑ جاتے ہیں اور یہ باقی ماندہ ٹھوس مواد کے آخری وزن پر اثر انداز ہوتے ہیں۔ان تمام اسباب کے باعث پانی کے متعین اور عملاً موجود وزن کے اختلاف کی نسبت سابقہ تحقیقات کے مطابق 10% تک پہنچ جاتی ہے۔

## جدول نمبر ۱۷

## آبِ حرمِ مکی شریف کے کیمیائی تجزیوں کے نتائج (ملی گرام فی لٹر)

| نمبر نمونہ | زمزم ۱ | زمزم ۲ | زمزم ۳ | زمزم ۴ | زمزم ۵ | زمزم ۶ | رسنے والا پانی الف | رسنے والا پانی ب | داؤدیہ ۱ | داؤدیہ ۲ | زمزم ۷ | زمزم ۸ | زمزم ۹ |
|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|
| خصوصیات | | | | | | | | | | | | | |
| جملہ الکلیز | 250 | 270 | 270 | 250 | 270 | 270 | 250 | 270 | 240 | 240 | 280 | 280 | 300 |
| مجموعی طور پر بھاری پن | 680 | 660 | 650 | 640 | 660 | 660 | 620 | 640 | 720 | 550 | 680 | 650 | 680 |
| عارضی بھاری پن | 250 | 270 | 270 | 250 | 270 | 270 | 250 | 270 | 240 | 240 | 280 | 280 | 300 |
| مستقل بھاری پن | 730 | 390 | 380 | 390 | 390 | 390 | 370 | 370 | 380 | 310 | 300 | 370 | 380 |
| کیلشیم کے نمکیات کے باعث بھاری پن | 380 | 420 | 340 | 340 | 350 | 340 | 380 | 380 | 500 | 340 | 465 | 450 | 470 |
| میگنیشیم کے نمکیات کا باعث بھاری پن | 300 | 240 | 310 | 300 | 310 | 320 | 240 | 270 | 220 | 210 | 220 | 200 | 210 |

## جدول نمبر (۱۶)

### کیمیائی تحلیل کے لیے نمونے لینے کی تاریخ اور مقام

| نمبر شمار | زمزم ۱ | زمزم ۲ | زمزم ۳ | زمزم ۴ | زمزم ۵ | زمزم ۶ | رسنے والے پانی کا حوض الف | رسنے والے پانی کا حوض ب | چاہ داؤدیہ ۱ | چاہ داؤدیہ ۲ | زمزم ۷ | زمزم ۸ | زمزم ۹ |
|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|
| گہرائی | ۲ میٹر (گہرائی) | ۶ میٹر (گہرائی) | ۱۳ میٹر (گہرائی) | ۲۶ میٹر (گہرائی) | شعاعوں سے قبل | شعاعوں کے بعد | رسنے والا پانی | رسنے والا پانی | ۳ میٹر (گہرائی) | ۱۲ میٹر (گہرائی) | ۱۶ میٹر (گہرائی) | ۱۳ میٹر (گہرائی) | ۱۳ میٹر (گہرائی) |
| نمونہ لینے کی تاریخ | 31/12/79 | 31/12/79 | 31/12/79 | 31/12/79 | 2/1/80 | 2/1/80 | 2/1/80 | 2/1/80 | 2/1/80 | 2/1/80 | 7/1/80 | 14/1/80 | 14/1/80 |

☆ زمزم = چاہ زمزم، زمزم ۸ کعبہ شریف کی طرف پانی کا شگاف، زمزم ۹ = مقام سیدنا ابراہیم کی طرف پانی کا شگاف۔

## جدول نمبر (۱۸)

آغاز سال ۱۴۰۰ھ میں چاہ زمزم کی صفائی کے دوران غوطہ خوروں کو بڑے مصادر سے آب زمزم کے نمونے حاصل کرنے پر مامور کیا گیا اور منقطہ غربیہ کی اصلاح آب و نکاسی کی تجزیہ گاہ میں تجزیہ کیا گیا جس کے نتائج درج ذیل ہیں۔

### بکٹر یائی تحقیق کے نتائج

| نمونہ حاصل کرنے کا مقام | تاریخ | قولونی قسم کا مجموعہ فی مکعب سنٹی میٹر |
|---|---|---|
| جانب مروہ | 24/1/1400 | 20 |
| جانب کعبہ | 24/1/1400 | صفر |
| جانب صفا | 24/1/1400 | 60 |

### کیمیائی تجزیے کے نتائج

| نمونہ لینے کی جگہ اور تاریخ<br>ملی گرام فی لٹر 24/1/1400 | جانب مروہ<br>۱ | جانب کعبہ<br>۱ | جانب صفا<br>۳ |
|---|---|---|---|
| امونیا (اصل حالت میں) $NH_3$ | 1.42 | 1.95 | 1.9 |
| نائٹرائٹ No2-1 | 0.068 | 0.055 | 0.072 |
| نائٹریٹ No3-1 | 50 | 49.5 | 61 |
| مجموعی الکلیز | 310 | 320 | 320 |
| مجموعی بھاری پن | 670 | 670 | 720 |
| کیلشیم Ca ++ | 194 | 198 | 220 |
| میگنیشیم Mg ++ | 462 | 437 | 425 |
| کلورائیڈز Cl-1 | 330 | 335 | 350 |

| 188 | 180 | 184 | 136 | 200 | 148 | 152 | 136 | 140 | 136 | 136 | 168 | 152 | کیلشیم $Ca^{++}$ |
|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|
| 510 | 486 | 535 | 51.0 | 535 | 656 | 583 | 778 | 753 | 729 | 5.3 | 583 | 729 | میگنیشیم $Mg^{++}$ |
| 253 | 250 | 257 | 242 | 257 | 226 | 254 | 255 | 255 | 253 | 254 | 255 | 250 | سوڈیم $Na^{+}$ |
| 121 | 120 | 121 | 111 | 131 | 156 | 123 | 118 | 120 | 118 | 119 | 118 | 119 | پوٹاشیم $K^{+}$ |
| 6.00 | 600 | 720 | 720 | 410 | 750 | 730 | 1460 | 1398 | 1220 | 1490 | 1034 | 1034 | امونیا NH3 |
| 0.00 | 0.00 | 0.98 | 016 | 0.98 | 0.16 | 0.52 | 197 | 180 | 390 | 330 | 330 | 329 | نائٹرائٹ No2 |
| 372 | 336 | 380 | 376 | 230 | 346 | 336 | 332 | 332 | 376 | 376 | 380 | 376 | نائٹریٹ NO3 |
| 340 | 340 | 340 | 350 | 330 | 325 | 335 | 330 | 330 | 350 | 310 | 320 | 300 | کلورائیڈز Cl- |
| 372 | 380 | 402 | 380 | 403 | 308 | 400 | 400 | 384 | 420 | 380 | 372 | 400 | سلفیٹس So4-2 |
| 0.25 | 0.20 | 0.17 | 0.20 | 0.20 | 0.30 | 0.25 | 0.10 | 0.10 | 0.14 | 0.14 | 010 | 0.14 | فاسفیٹ PO4-3 |
| 366 | 341 | 341 | 292 | 292 | 329 | 305 | 329 | 329 | 305 | 329 | 329 | 305 | بائیکاربونیٹ HCo3-1 |
| 1980 | 1890 | 1902 | 2000 | 2100 | 1930 | 1950 | 2000 | 2000 | 2030 | 1860 | 1810 | 2002 | مجموعی حل شدہ مواد 105 C پر |

| سلفیٹس SO4-2 | 370 | 370 | 370 |
|---|---|---|---|
| لوہا Fe | 0.12 | 0.15 | 0.18 |
| مینگانیز Mg | 0.25 | 0.15 | 0.3 |
| تانبہ Cu | 0.135 | 0.12 | 0.1 |
| کلورائیڈز F | 0.88 | 0.85 | 0.62 |
| کرومیم Cr | 0.018 | 0.022 | 0.018 |
| حل شدہ سلیکا | 85 | 73.8 | 75 |
| فاسفیٹس $PO_4^{-3}$ | 1048 | 0.89 | 0.63 |
| حل شدہ آکسیجن | 9 | 9 | 11 |
| سلفائیڈز S-2 | 0.002 | 0.003 | 0.008 |
| رنگ | Brown | Brown | Brown |
| بو | --- | --- | --- |
| گدلاپن | 330 | 165 | 340 |
| خوردبینی تحقیق | ریت کی | موجودگی | |
| حل شدہ نمکیات کا وزن mg/l | 2065 | 2065 | 2100 |
| ہائیڈروجنی نمبر pH | 7.5 | 7.15 | 7.3 |
| حیاتیاتی تحقیق | --- | --- | --- |
| سائنائیڈ CN | صفر | صفر | صفر |
| الیکٹروکنڈکٹوٹی میں مزاحمت (U /l) | 2950 | 2950 | 3000 |



## بالائے بنفشی شعاعوں کے ذریعے آب زمزم کی تعقیم

جامعہ میں میری تعلیم کے دوران بالائے بنفشی شعاعوں کے ذریعے آب زمزم کی تعقیم (Sterilization) میرے مطالعہ کا اہم ترین موضوع تھا۔ اہل وطن اور حجاج کو آب زمزم کسی بھی طرح کی ملاوٹ سے پاک، صاف ستھری حالت میں پیش کیا جائے تا کہ وہ اسے پورے اطمینان قلب کے ساتھ پئیں' یہ مسئلہ ہمہ وقت میرے ذہن پر چھایا رہتا۔

اور سال ۱۹۶۸ء میں جب میں ریاست ہائے امریکہ میں ماسٹر کی ڈگری کا مقالہ (Thesis) پیش کرنے کے لیے گیا تو اس وقت بھی یہ موضوع مستقلاً میرے ذہن پر مسلط رہا۔ چنانچہ میں نے تعقیم آب اور بالخصوص اس کے محفوظ ترین طریقوں پر تحقیق کرنا اختیار کر لیا۔ اور یہ موضوع میرے مقالہ کے بنیادی موضوع سے بھی متعلق تھا۔ میرے مقالے کا بنیادی موضوع مکہ مکرمہ اور مملکت میں پانی کے دو جال بچھانے اور ان کی ضروریات کا منصوبہ تھا۔ لہذا اپنے مطالعہ کے دوران میں اس حقیقت تک جا پہنچا کہ ڈول کے استعمال اور حجاج کا کنوئیں کے جوار میں نہانے دھونے سے کنوئیں کے پانی میں باہر سے آلودگی آئی اور ملاوٹ ہوئی ہے۔ نیز آلودگی کا سبب زمینی پانی کے رس کر اوپر آنے اور کنوئیں کے ارد گرد سے پانی کی نکاسی کے درست نظام کا فقدان بھی تھا۔ اس مرحلہ پر میں نے بالائے بنفشی شعاعوں کے ذریعے آب زمزم کی تعقیم کی نشاندہی کی۔ چنانچہ اپنے ملک میں میری واپسی پر ذمہ داران کے سامنے بالائے بنفشی شعاعوں کے ذریعے آب زمزم کی تعقیم کی تجویز پیش کرنے' اس سے متعلق تحقیق اور موافقت کے مراحل طے ہونے' اس کی تنفیذ اور اس سے متعلقہ کئے گئے اقدامات تا آنکہ وہ کامیابی سے ہمکنار ہوگئی' پر گفتگو سے قبل میں چاہتا ہوں کہ قارئین کے سامنے تعقیم کے مختلف طریقے پیش کروں اور انہیں یہ بتاؤں کہ بالائے بنفشی شعاعیں کیا ہیں؟ اور تعقیم کے دیگر طریقوں کو چھوڑ کر آب زمزم کی تعقیم کے لیے بالائے بنفشی شعاعوں سے کام لینے کو افضل قرار دینے کے اسباب کیا ہیں؟

## تعقیم آب کے طریقے

پانی کو پینے کے قابل بنانے کے لیے اس کی تعقیم کے متعدد طریقے ہیں:

**حرارت:**

پانی کو کھولاؤ کے درجے تک گرم کرنا' پھر اس کو ۱۵ تا ۲۰ منٹ تک کھولتے رہنے دینا۔

**روشنی:**

پانی کی تعقیم کے لیے پانی کو طویل عرصے تک سورج کی شعاعوں کے سامنے رکھا جاتا ہے۔ یا پانی کو مناسب طول موج والی بالائے بنفشی شعاعوں کے سامنے رکھا جاتا ہے۔ یہ تعقیم آب کے لیے سادہ اور آسان ٹیکنیکل طریقہ ہے۔ اور صاف ستھرے مقطر پانی کی تعقیم باریک طبقات میں بالائے بنفشی شعاعوں کے سامنے رکھ کر جو مرکری لیمپوں کے ذریعے پیدا کی گئی ہوں جاری رہتی ہے۔ ان لیمپوں کا مخصوص شیشوں کے اندر رکھنا لازم ہے جو غیر مرئی ۲۵۳۷ انگسٹرم والی شعاعوں کو گزرنے دے اور تعقیم آب کو یقینی بنانے کے لیے پانی کا صاف وشفاف ہونا لازم ہے' نیز جراثیم کو ہلاک کرنے کے لیے پانی کا طویل عرصے کے لیے قوی شعاعوں کے سامنے رہنا ضروری ہے۔

**کیمیائی تعقیم:**

اس کے لیے پانی کا مناسب مقدار میں موجود کیمیائی لوازم کے ساتھ ایک مقررہ مدت تک جو پانی کی تعقیم کے لیے کافی ہو رکھا جاتا ہے۔

**تکسیری عوامل:**

پانی کی بڑے پیمانے پر تعقیم کے لیے کیمیاوی عوامل سے کام لیا جاتا ہے۔ مثلاً:

(۱) ہیلوجنز: کلورین' برومین' آیوڈین۔

(۲) پوٹاشیم پرمیگنیٹ اور اوزون۔



نیز سیال ہیلوجینز بالخصوص کلورین کی دوسری صورتیں تطبیق اور اقتصادی لحاظ سے زیادہ مناسب ہیں۔

دھاتی آئینز (Metal ions) یا زیادہ تیزابیت یا پانی کی زیادہ الکلینٹی (Alkalinity) پانی کی تعقیم کے کچھ دیگر طریقے ہیں۔

## بالائے بنفشی شعائیں کیا ہیں؟

بالائے بنفشی شعائیں' شعاعوں کی وہ قوت ہے جو ایسے مخصوص شیشوں میں بڑی حفاظت کے ساتھ کم پریشر والے مرکری لیمپوں کے ذریعے پیدا ہوتی ہیں جو ۲۵۳۷ انگسٹرم والی شعاعوں کو گزرنے دیں۔ یہ بات کئی سالوں سے معروف چلی آ رہی ہے کہ بالائے بنفشی شعائیں بڑے مؤثر طریقہ سے دقیق کائنات (میں زندگی) کو فنا سے ہمکنار کر سکتی ہیں۔ لیکن قریبی زمانے میں جو ارتقائی مدارج طے ہوئے ہیں' انہوں نے بالائے بنفشی شعاعوں کو گیسوں اور مائعات میں بکٹیریائی تعقیم میں کام آنے والے آلات میں استعمال کے قابل بنا دیا ہے۔

۱۔ بالائے بنفشی شعاعوں کا طول موج پیدا کرنا۔

۲۔ فقط ۲۵۳۷ انگسٹرم طول موج والی بالائے بنفشی شعائیں دینے کی طاقت والے لیمپ کی ایجاد ہی مشکل کام نہ تھا بلکہ اس کا طاقت کے ساتھ مسلسل ۷۵۰۰ گھنٹے (۱۰ مہینے) کے طویل عرصے تک کام دیتے رہنا بھی ایک مشکل کام تھا' جو ہوا۔

## مائعات میں جراثیم کے خاتمے کی طاقت کا تسلسل

امریکی وزارت صحت نے ایک گھونٹ پانی کی تعقیم کے لیے ۲۵۳۷ انگسٹرم والی بالائے بنفشی شعاعوں کی جو مقدار مقرر کی ہے وہ ۱۶۰۰۰۰ میکرو ویوز فی مربع سنٹی میٹر ultrads ہے۔

(۳) تعقیم کی طاقت کا دقیق اندازہ لگانے کے لیے خودکار حساس آلہ کی ایجاد۔ مناسب شدت والا وہ آلہ ایجاد ہوگیا جو شعاعوں کے سیال کے وسط میں داخل ہونے کے

بعد اس کے لیول کی نشاندہی کرے اور متنبہ کرنے کے لیے سمعی اشارات دے اور (شعاعوں کے ناکافی ہونے کی صورت میں) پانی کے بہاؤ کو روکے۔ اس آلہ نے جراثیم کی ہلاکت کے لیے بالائے بنفشی شعاعوں کو ۲۵۳۷ انگسٹرم طول موج تک محدود کر دیا ہے۔

(Multi Sensor) UDC 50 بالائے بنفشی شعاعوں کی شدت کو ناپنے والے میٹر سے بالائے بنفشی شعاعوں کی مقدار کو ایک کنٹینر یا متعدد کنٹینروں کی نسبت سے پڑھا جا سکتا ہے۔ جبکہ الیکٹرانک آلات ایسی صورت میں رکھے ہوں کہ وہ بالائے بنفشی شعاعوں کی شدت (میں کمی یا بیشی) کو اشاروں کی تبدیلی کی صورت میں دور (سینکڑوں قدموں تک) کے مقام پر رکھے ہوئے مقیاس بکس تک منتقل کر سکیں۔

## آب زمزم کی تعقیم میں بالائے بنفشی شعاعوں کے استعمال کی ترجیح کے اسباب

(۱) پانی میں کیمیائی اجزاء کے اضافہ کی عدم ضرورت۔

(۲) پانی کو ابالنے اور ٹھنڈا کرنے کی ضرورت کا نہ ہونا۔

(۳) پانی میں (کیمیائی اجزاء) ملانے اور ٹھنڈا کرنے کے لیے خزان (حوض) کی ضرورت کا نہ ہونا۔

(۴) پانی کی pH (تیزاب یا الکلی ملا کر) بدلنے کی عدم ضرورت۔

(۵) بکٹیریا اور وائرس سے پانی کی ۹۷ تا ۹۹% تک تعقیم۔

(۶) تکالیف تعقیم میں کمی مثلاً ۱۲۰۰۰ گیلن پانی کے لیے ایک یونٹ بجلی کا کافی ہو رہنا۔

(۷) بجلی کی فراہمی کی سہولت۔

(۸) خود کار طریقہ سے کام اور اگر تعقیم کے لیے شعاعیں ناکافی ہوں یا بلب کے بدلنے کی ضرورت ہو تو ایک مخصوص آواز کے ذریعے اطلاع۔

(۹) اس طریقہ سے پانی کے رنگ ذائقہ اور بو میں کوئی تبدیلی واقع نہ ہونا۔



## بالائے بنفشی شعاعوں کے ذریعہ بکٹیریا کا خاتمہ کیسے؟

جب بالائے بنفشی شعاعیں بکٹیریا، وائرس، ایلجی یا دیگر مائیکرو آرگنزمز پر پڑتی ہیں تو اس کی بیرونی جھلی کو پھاڑ دیتی ہیں اور میکروب کے DNA نامی مرکزی حصہ کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیتی ہیں۔

## بالائے بنفشی شعاعوں کے آلہ کے عمل کی کیفیت؟

پانی ایسے سلنڈر میں داخل کیا جاتا ہے جس کی اندرونی طرف بالائے بنفشی شعاعیں پیدا کرنے والے بلب لگے ہوئے ہوں اور سلنڈر کے اندر موجود بلبوں کی تعداد سلنڈر کے حجم اور زیر تعقیم پانی کی مقدار کے مطابق ہوتی ہے۔

سلنڈر میں درحقیقت بلب پانی کو نہیں چھوتے کیونکہ وہ خاص قسم کے شیشے میں لگے ہوتے ہیں۔ پانی سلنڈر کے نچلے سوراخ سے داخل ہوتا ہے اور اوپر والے سوراخ سے خارج ہوتا ہے جیسا کہ تصویر نمبر ا سے واضح ہوتا ہے۔ س طریقہ سے پانی کے جملہ اجزاء بالائے بنفشی شعاعوں کے سامنے ہوتے ہیں۔

اور یہ بات معلوم شدہ ہے کہ جملہ اقسام کے بکٹیریا کی ہلاکت کے لیے بالائے بنفشی کی لازمی قوت ۶۰۰۰ اور ۱۳۰۰۰ یونٹ کے درمیان ہونی چاہیے اور آلہ تعقیم کے اندر رکھے ہوئے بلبوں کی قوت ۳۰،۰۰۰ یونٹ سے کم نہیں ہوتی تاکہ پانی کے تمام اجزاء تک شعاعوں کی رسائی اور اس پانی میں موجود بکٹیریا کی ہلاکت یقینی ہو جائے۔ اس آلہ کا مستقل استعمال قابل ترجیح ہے تاکہ پانی کے جال کا طویل ہونے کے باعث پانی میں آلودگی سے بچاؤ یقینی ہو۔

چنانچہ ریاست ہائے امریکہ سے ماسٹر کی ڈگری حاصل کرنے کے بعد وطن واپسی پر مجھے وزارت داخلہ برائے بلدیاتی امور میں تعینات کر دیا گیا۔ وزارت میں میری ماسٹر کی ڈگری کا موضوع زیر بحث آیا جبکہ وہ مکہ مکرمہ اور مملکت میں پانی کے دو جال بچھانے اور ان کی ضرورت کے منصوبہ سے متعلق تھا۔ چنانچہ میں نے وزارت کے نائب کو آب زمزم کی

تعقیم کے لیے بالائے بنفشی شعاعیں استعمال کرنے کی تجویز پیش کی۔اس موضوع کو بڑی اہمیت دی گئی۔پھر بالائے بنفشی شعاعوں کے آلے بنانے والی کمپنیوں سے خط وکتابت کی گئی۔نیز اس تجویز کو مملکت سعودیہ میں تنظیم عالمی صحت WHO کے نمائندے جناب ڈاکٹر حسن فرید زغلول کے سامنے پیش کیا گیا جنہوں نے اس کی تائید کی۔پھر اس تجویز پر رپورٹ پیش کرنے کے لیے واٹسن مشاورتی کمپنی کو ذمہ داری سونپی گئی۔واٹسن کمپنی نے رپورٹ پیش کی کہ اس دوران میں کنوئیں سے پانی نکالنا ترک کر دیا جائے اور ایسے اقدامات کئے جائیں جن سے چاہ زمزم کو آلودگی والے ذرائع سے بچایا جائے جیسا کہ حجاج کا بڑی تعداد میں کنوئیں کی طرف براہ راست داخل ہونا اور اس میں سے ڈول کے ذریعے پانی نکال کر پینا۔اسی طرح سے بعض مسالک کا یہ نظریہ کہ کنوئیں میں کسی علامتی چیز کا ڈالنا خوش بختی کا باعث بنتا ہے۔یہ دونوں طریقے کنوئیں میں آلودگی کا باعث بنتے ہیں۔

پھر واٹسن کمپنی نے بالائے بنفشی شعاعوں کے ذریعے تعقیم آب زمزم کی تجویز پر رپورٹ پیش کرتے ہوئے کہا! اگرچہ تعقیم کا یہ طریقہ کلورین سے کام لینے جیسے روایتی طریقوں کی نسبت زیادہ پر تکلف ہے تاہم حرم میں صرف اس طریقہ سے کام لینے کی سفارش ہم مندرجہ ذیل اسباب کی بنیاد پر کرتے ہیں!

(۱) آلہ کی سادگی۔

(۲) کام کے دوران تعقیم کی تحقیق کا امکان

(۳) معالجہ (Treatment) میں افراط کا نہ ہونا۔

(۴) رنگ ذائقہ یا بو پر اس کا کوئی اثر نہ ہونا۔

(۵) کیمیکلز اجزاء کی درآمد' اسے ذخیرہ کرنے اور ملانے کی ضرورت نہ ہونا۔

اسی طرح اس نے آب زمزم کی تعقیم کے لیے بالائے بنفشی شعاعوں سے کام لینے کے لیے مختلف مواقع پر کئی ایک حکومتی اقدامات کی سفارش کی۔

۱۳۹۰ھ میں رابطہ عالم اسلامی کے جنرل سیکرٹری نے وزارت زراعت وآب کو اس وزارت کے تحت ماہرین میں سے کسی ایک کے ذریعہ چاہ زمزم کی گنجائش کی تحقیق کی طرف توجہ دلائی۔تاکہ اس کی روشنی میں وہ کسی ماہر کمپنی کی شراکت سے آب زمزم کو پاک وصاف



حالت میں جو دلوں کے لیے اطمینان کا باعث بنے شیشے کے برتنوں میں بھرنے کے معاملہ کو پایہ تکمیل تک پہنچائے۔

چنانچہ وزارت زراعت وآب نے اس معاملے کو توجہ کا مرکز بنالیا اور ادارہ ترقی مقامات آب (ادارۃ تنمیۃ الموارد المیاہ) کے فی الوقت ناظم اور علم الارضیات کے استاد مصطفیٰ نوری کو اس کا ذمہ دار بنادیا۔

استاد مصطفیٰ نوری نے ۱/۳/۱۳۹۱ھ تا ۷/۴/۱۳۹۱ھ کے درمیانی عرصے میں چاہ زمزم کی استعداد سے متعلقہ تحقیقات پر کام کیا۔اور انہوں نے آب زمزم کی تعقیم کے بارے میں اپنی رپورٹ میں جو سفارشات پیش کیں' ان کا ایک حصہ درج ذیل ہیں:

''ہمارے دوست جناب یحییٰ حمزہ کوشک وزارت بلدیات سے قبل جن کی خدمات واٹسن کمپنی کے سپرد تھیں' کی تجویز سے کام لینے سے متعلق ہے جن سے ہم میکروبات (Microbs) اور بکٹیریا کی ہلاکت کا کام لے سکتے ہیں۔میرے خیال میں یہ طریقہ محفوظ' عمدہ اور کلورین کے استعمال سے زیادہ بہتر ہے۔کیونکہ کلورین آب زمزم کے ذائقے کو بدل دیتی ہے۔جبکہ ہم چاہتے ہیں کہ اس کا ذائقہ بغیر کسی تغیر کے برقرار رہے''۔

سال ۱۳۹۲ھ میں مختلف وزارتوں کے نائبین پر مشتمل کمیٹی نے جدہ شہر میں منطقہ غربیہ کی فضائی صحت کو بہتر بنانے کے لیے کئی اجلاس منعقد کیے۔اور کیمیاوی کمیٹی نے وزارت صحت میں تعقیم آب کی ٹیم کے کاتب اعلیٰ استاد عمران اور واٹسن ایڈوائیزری کمیٹی جس کی نمائندگی میں کر رہا تھا کو چاہ زمزم کی پیداواری قوت کی تحقیق کا کام سونپا۔اس سب کمیٹی نے ڈول کے ذریعے پانی پینے پلانے' آب زمزم کے حوضوں کو دھونے اور حوضوں کے پانی کی تعقیم کی ممانعت کر دی۔نیز پانی پلانے والے کارکنوں کو حرم شریف میں وزارت صحت کی طرف پانی منتقل کرنے کی بھی ممانعت کر دی جبکہ قبل ازیں وزارت صحت پانی پلانے والوں کو انکوائری کے بعد یہ سند عطا کرتی تھی کہ متعلقہ پانی امراض معدہ کے مواد سے پاک ومبرا ہے۔اور استاد عمران نے اپنی سفارشات میں اس تجویز کو قابل ترجیح قرار دیا کہ بالائے بنفشی شعاعوں کے ذریعے آب زمزم کی تعقیم کی جائے کیونکہ کلورین کے ذریعے تعقیم

سے پانی کا ذائقہ بدل جاتا ہے نیز چھوٹے نیٹ ورک کے لیے کلورین کا بھی کوئی انتظام نہیں۔

اسی طرح سے اس تجویز کو ہر طرف سے تائید حاصل ہوئی اور وزارت مال و اقتصادیات جو حرم مکی شریف کی توسیع اور دیگر متعلقہ سکیموں کی ذمہ دار تھی کے ساتھ خط و کتابت کی تکمیل ہوئی۔ اس دوران جناب امیر مساعد بن عبدالرحمٰن نے جو کہ وزیر مال و اقتصادیات تھے کنسلٹنگ انجینئر سمیت وزارت حج و اوقاف اور بعض دیگر محکمہ جات کی نمائندگان پر مشتمل ایک میٹنگ طلب کی۔ جس میں حرم شریف سے متعلق مختلف سکیموں پر بحث و تمحیص ہوئی اور ہوتے ہوتے بات چاہ زمزم اور آب زمزم میں واقع ہونے والی آلودگی تک جا پہنچی۔ مختلف نقطہ ہائے نظر سننے کے بعد وزیر موصوف نے میرے بارے میں دریافت فرمایا جبکہ وہ ذاتی طور پر مجھے جانتے نہیں تھے۔ میرے تعارف کے بعد انہوں نے مجھ سے بالائے بنفشی شعاعوں کے ذریعے آب زمزم کی تعقیم سے متعلق دریافت کیا۔ پوری تفصیل سننے کے بعد انہوں نے اس طریقے کے ساتھ آب زمزم کی تعقیم کی تائید فرمائی۔
اس کے بعد واٹسن کمپنی نے حرم شریف میں آبی خدمات' بارش اور زمزم کے پانی کی نکاسی' آب زمزم کی تقسیم کے نیٹ ورک' بالائے بنفشی شعاعوں کے آلوں کی بناوٹ اور کنکر بچھانے کے کاموں کی رپورٹ پیش کی۔

پھر ایسا ہوا کہ بعض ممالک میں ہیضہ کی وباء پھیل گئی جبکہ وہاں سے حج کے لیے حجاج بھی آ رہے تھے۔ چنانچہ ۴ مئی ۱۹۷۵ء کو وزارت مال و اقتصاد کی ہدایت پر متعلقہ انجینئرز کا ایک اجتماع منعقد کیا گیا جس میں میں بھی مشاورتی کمپنی کی طرف سے بطور مندوب شریک تھا۔ اس اجتماع میں بالائے بنفشی شعاعوں کے ذریعے آب زمزم کی تعقیم کے پروجیکٹ کو فوراً مکمل کرنے پر اتفاق ہوا۔ چنانچہ واٹسن کمپنی اور وزارت مال و اقتصاد کے مندوبین پر مشتمل ایک وفد متعلقہ آلہ جات کی خرید اور انہیں بذریعہ ہوائی جہاز درآمد کرنے کے انتظامات کے لیے ریاست ہائے امریکہ بھیجنا تجویز کیا گیا۔
وفد کی ترسیل کی تجویز کے ساتھ ساتھ ایک کنٹریکٹر کی ذمہ داری سونپی گئی کہ وہ ان



متعلقہ آلہ جات کی توریدو ترکیب کا اہتمام کرے۔ چنانچہ متعلقہ آلات بالفعل مہیا ہو گئے۔ اور ان کی ترکیب کی تکمیل بھی ہو گئی۔ ان پر تجربات کیئے گئے۔ میں نے خود ان کی کارکردگی اور تجربات کی نگرانی کی۔ اور نتیجہ بڑی کامیابی کی صورت میں برآمد ہوا۔
بالائے بنفشی شعاعوں کے یہ آلات اطمینان بخش رفتار کے ساتھ مسلسل کام کرتے رہے۔

اور قابل ذکر بات یہ بھی ہے کہ وزارت حج و اوقاف نے ایک مشاورتی کمپنی کو یہ ذمہ داری تفویض کی کہ وہ آب زمزم کو عفونت سے پاک شیشے کی بوتلوں میں بھرنے کا جائزہ لے چنانچہ متعلقہ کمپنی نے آب زمزم کی نوعیت (Quality) کا جائزہ لینا شروع کیا۔ اور آب زمزم کو بوتلوں میں بھرنے سے پہلے دوسرے طریقے سے کام لینے کی تجویز پیش کی لیکن اس نے بالائے بنفشی شعاعوں کے ذریعے تعقیم اور اس کی وسیع کفائت کی تعریف کی اور اپنی رپورٹ میں کہا کہ اس نے درج ذیل طریقے سے آب زمزم کے نمونے حاصل کیے ہیں۔

۱۔ چھ نمونے تعقیم سے قبل۔

۲۔ تعقیم کی ہر اکائی سے تعقیم کے بعد چھ نمونے۔
(تعقیم کی اکائی تین تھیں)

۳۔ مذکورہ بالا ہر دو سیکشن ۱، ۲ سے تین تین نمونے برائے تجزیہ درج ذیل اداروں کو بھیجے گئے۔

(الف) کونام سرفیسز کمپنی جدہ جو اب جدہ کی تحقیق کی مستقل تجربہ گاہ ہے۔

(ب) تجربہ گاہ اطباء برائے طبی تحقیقات۔

کونام سیرفیسز کمپنی کی تحقیق کے نتائج درج ذیل تھے۔

۱۔ نمونہ ۲' ۳ نمونے جو تعقیم کی اکائیوں میں سے پورے پورے تلوث کی حالت میں نہیں گزرے۔

۲۔ نمونہ (۱/۱' ۱/۲' ۱/۳) اور (۲/۱' ۲/۲' ۲/۳) اور (۳/۱' ۳/۲' ۳/۳) تعقیم کی اکائیوں میں سے گزرنے کے بعد آلودگی سے پورے پورے پاک و مبرا ہو گئے۔

تجربہ گاہ اطباء برائے طبی تجزیات کی تحقیقات کے نتائج درج ذیل ہیں۔

۱۔ نمونہ جات ۱، ۲ جب تعقیم کی اکائیوں میں سے گزرے تو آلودگی کی رو سے نتیجہ مثبت تھا اور نمونہ نمبر ۳ کا نتیجہ منفی یعنی آلودگی سے پاک ومبرا۔

۲۔ نمونہ جات (۱/۱/۲/۱/۳) اور (۱/۲/۲/۲/۳) اور (۳/۱/۳/۲/۳/۳) تعقیم کی اکائیوں میں سے گزرنے کے بعد تمام کے تمام ہر قسم کی آلودگی سے پاک ومبرا تھے۔

لہذا مشاورتی کمپنی نے اپنی رپورٹ کو نتیجہ خیز بنایا۔ کہ ان تحقیقات نے ثابت کر دیا کہ زیر کار آلہ جات تعقیم کے لیے کفایت کرنے والے ہیں۔

حرم شریف میں مطاف کی توسیع اور اس سے متعلقہ امور پر مامور میکینیکل و الیکٹریکل کنسلٹنٹ انجینئرز کمپنی ڈبلیو ایف کورنر کی قائم کردہ تحقیقات میں یہ تبصرہ کیا گیا ہے کہ:

''بالائے بنفشی شعاعوں کے ذریعے آب زمزم کے معالجہ سے بڑی حد تک جراثیم کا خاتمہ ہو گیا لیکن ساتھ ہی ذائقہ کی تبدیلی یا اس میں بکٹیریا کی موجودگی کا کوئی احتمال نہیں پایا گیا''۔

بعد کے دنوں میں البتہ آب زمزم کی بڑی مقدار کی ضرورت کے پیش نظر بالائے بنفشی شعاعوں کے آلوں میں سے گزارے بغیر، نیز جدید آلوں کے اضافہ کے بغیر استعمال کے لیے حوضوں سے براہ راست پانی کی سپلائی کا کام لیا گیا۔ یہ چیز حفظان صحت کی نگرانی کرنے والوں کے لیے تشویش کا سبب بنی جو تجزیوں کے لیے نمونے لے رہے تھے۔ اور تجربوں کے بعد واضح ہوا کہ بعض نمونے آلودگی سے پاک تھے۔ اور بعض آلودہ۔ اب انشاء اللہ زیادہ دیر نہیں لگے گی کہ چاہ زمزم کی تزئین، آب زمزم کی تقطیر اور جدید آلات کی تنصیب سے اس کی تعقیم کا انداز اور بہتر ہو جائے گا۔ جس سے پانی کی بڑی مقدار کے استعمال اور اس کو ٹھنڈا کرنے کے کام کی سکیم کی تکمیل بھی ہو جائے گی۔

حرمین شریفین کے امور کے ڈائریکٹر جناب شیخ سلیمان بن عبید اور شیخ عبدالملک بن دھیش نے ۱۴۰۲ھ کے موسم حج سے قبل ہی متعلقہ آلہ جات کی تنفیذ کے لیے تحقیقات کا عمل جلد مکمل کرنے کی تاکید فرمائی جبکہ یہ بات میرے علم میں آچکی تھی کہ بن لادن فاؤنڈیشن ان آلات کی تنصیب کے کام کے اختتام تک پہنچ چکی ہے۔